قَالَ اَعْرِبُوا الْقُرْآنَ وَالْتَمِسُوْا غَرَائِبَهُ (الحدیث)

علم نحو کے موضوع پر جامع کتاب
قرآن وحدیث کی مثالوں سے مزین

النّحو الکامل

جان محمد فریدی
مدرس دار العلوم المدینۃ المنورۃ رینالہ خورد

الناشر
دار العلوم المدینۃ المنورۃ رینالہ خورد اوکاڑہ

نام کتاب: النحو الکامل

مؤلف: جان محمد فریدی

نظرِ ثانی: مولانا غلام رسول فریدی مدرس جامعہ فریدیہ

کمپوزنگ: حافظ محمد سلیم، عبداللہ صائم

معاونت کمپوزنگ: حافظ شاہد مقبول، حافظ سجاد احمد

تزئین و ترتیب: محمد اشفاق، نصیر احمد فریدی

پروف ریڈنگ: رحیم بخش ندیم، کاظم علی فریدی، حافظ محمد عمران

سن طباعت: رجب 1429ھ، جولائی 2008ء

قیمت: [illegible] روپے

ملنے کا پتہ

- مکتبہ جامعہ فریدیہ، جامعہ فریدیہ ساہیوال 0301-6523295
- دار العلوم المدینۃ المنورۃ ریناله خورد اوکاڑہ 0302-6924974
- صراط مستقیم پبلی کیشنز داتا دربار مارکیٹ گنج بخش ہندی سٹریٹ لاہور
- مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

Composing at:

Faridia Computers Jamia Faridia Sahiwal (040-4460985)

فہرست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

انتساب

بندہ اپنی اس کوشش کو سراپا شفقت و محبت

رہبر شریعت فاتح عیسائیت واقف رموز و حقیقت مفسر قرآن حضرت علامہ

مولنا ابوالنصر **منظور احمد** شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بانی و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

کے نام منسوب کرتا ہے۔

جن کے زیر سایہ ہزاروں طلباء نے قرآن و حدیث کے علم کا

فیض حاصل کیا اور کر رہے ہیں۔

الاهداء

اپنے اساتذہ کرام کے نام جن کے

فیضان نے مجھے کچھ لکھنے کا طریقہ سکھایا۔

بالخصوص

امام الصرف والنحو شیخ القرآن والحدیث

حضرت علامہ مولنا حافظ **خادم حسین** رضوی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ھدیہ ثواب

اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیھا کے لیے

جن کی روحانی توجہات نے میری محافظت فرمائی

اور

امت مسلمہ کے تمام مرحومین کے لیے

تقریظ

یادگارِ اسلاف فخر المدرسین استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ خادم حسین رضوی صاحب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور سرور عالم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے قیامت کے دن شہداء کے خون اور علماء کے قلم کی سیاہی کا باہم وزن کیا جائے گا کہ ان میں سے کس نے زیادہ اسلام کی خدمت کی تو علماء کے قلم کی سیاہی کا وزن شہداء کے خون سے بڑھ جائے گا۔ ہر دور میں ہر قسم کے فتنوں نے جنم لیا بعض دفعہ تو ایسی آندھیاں چلیں کہ ان کے سامنے تو بڑے بڑے جبال بھی ڈھیر ہو گئے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے حق کی حفاظت و سر بلندی کے لیے ایسے رجال پیدا کیے جنھوں نے ان آندھیوں اور طوفانوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا وہ باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ نعرہ بلند کرتے رہے۔

ستم گر آدھر آ ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں
شمع کشتہ کو جلا سکتی ہے موج نفس انکی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

ان میں حضرت سعید بن مسیب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل اور برصغیر میں امام ربانی مجدد الف ثانی، علامہ فضل حق خیر آبادی، مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی مولانا سید کفایت علی، امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ دوسری طرف علمی میدان میں ہمارے اسلاف کے کارنامے کسی ذی شعور سے مخفی نہیں جب کبھی کسی نے علمی موشگافیوں کی آڑ میں اسلام پر طعن کیا تو اکابرین ملت نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا اسلام کا ماضی ہر اعتبار سے تابناک د

درخشندہ ہے اور رہے گا۔

پڑے　　خاک　　ہوجائیں　　جل　　جانے　　والے

ہمارے بزرگوں نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا اوران کی علمی یادگاریں ہمارے پاس محفوظ و مصون ہیں مثلاً تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، معانی بیان، منطق، فلسفہ، صرف ونحو وغیرہ ان علوم میں سے نحو پر کام کرنے والے ایک عالم کو ایک دن یہ خیال آیا کسی نے حدیث کو لکھا کسی نے قرآن مجید کی تفسیر لکھ کر ثواب کمایا قیامت کے دن "ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا" کے رٹنے اور پڑھنے پڑھانے کا ہمیں کیا صلہ ملے گا نبی کریم ﷺ ایک دوسرے عالم کے خواب میں جلوہ گر ہوئے اور انہیں فرمایا جاؤ فلاں عالم کو کہہ دو تمہارا یہ "ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا" بھی ہمیں قبول ہے۔

کریماں　　که　　در　　فضل　　بالا　　تراند

سگاں　　پرورند　　چناں　　پرورند

اس علم نحو میں ہمارے ایک فاضل نوجوان نہایت محنتی بلند ہمت حضرت مولانا جان محمد فریدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے ایک انوکھی تحریر کی ہے جس میں انہوں نے بڑی عرق ریزی اور دماغ سے نحو کے مسائل کی مثالیں قرآن وحدیث اور بزرگان کے اقوال اور اشعار سے پیش کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے کہ علماء وطلباء اور علمی ذوق رکھنے والوں کے لیے نفع مند بنائے اور اس کتاب کو دنیا وآخرت کی کامیابی کے لیے ذریعہ بنائے امین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادم حسین رضوی

۱۹ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ

بمطابق 24 جون 2008ء

تقریظ

یادگار اسلاف حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر

صاحبزادہ پیر مفتی محمد مظہر فرید شاہ صاحب

نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال

عالم اسلام کی تیزی سے بگڑتی ہوئی علمی اور عملی صورت حال استعماری قوتوں کی منفی روش کا تقاضہ ہے کہ اہل اسلام قرآن وسنت سے استفادہ کر کے اپنے گرتے ہوئے وقار کو تحفظ دیں۔

قرآن وسنت کی تعلیمات، سلف صالحین کی کتب، بالخصوص عربی کے تفسیری ذخیرہ سے بلاواسطہ استفادہ کے لیے ضروری ہے کہ عربی سے تعلق پیدا کیا جائے اور عربی میں مہارت حاصل کرنے کے لیے علوم الیہ صرف اور نحو کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

عزیزم محترم مولانا جان محمد فریدی سلمہ اللہ جو کہ جامعہ فریدیہ ساہیوال میں متعلم رہنے کے بعد صرف ونحو کے معلم بھی رہے ہیں آپ نے اپنی بھرپور صلاحیتوں کا اظہار کیا اور طلباء کو صرف اور نحو جیسے سنجیدہ سے عنوان کے ساتھ قلبی میلان پیدا کر دیا۔

مشکل اسباق کی عام فہم انداز میں تنقیش۔ مثالوں کے ساتھ اسباق کی تسہیل، اور گرائمر کی ابتدائی کتابوں میں بڑی بڑی اور ضخیم کتابوں کی تمہیر۔ موصوف کی یہ نمایاں خوبی رہی ہے۔ ایک عرصہ سے خواہش تھی کاش کہ موصوف اپنی ذہنی جودت فکری استعداد اور عملی کوششوں کو الفاظ کا جامہ پہنا کر علمی دنیا میں خوبصورت رنگ گھولیں زیر نظر کتاب "النحو الکامل" لکھ کر مولانا جان محمد فریدی صاحب نے عربی سے متعلقین اور وابستگان کے لیے ایک حسین مرقع پیش کیا ہے اللہ جل جلالہ حضور علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے موصوف کی مساعی جمیلہ قبول فرمائے۔

محمد مظہر فرید شاہ

جامعہ فریدیہ ساہیوال

8/07/08

تقریظ

یادگار اسلاف فخر المدرسین استاذ العلماء

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

شیخ الحدیث جامعہ جلالیہ مظہر الاسلام لاہور

رب ذوالجلال نے انسانیت کو اسلام کی شکل میں سب سے جامع نصاب عطا فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ کو بھیج کر انسانیت تک اس نصاب کو پہنچایا ہے۔ خالق کائنات جل جلالہ نے سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کو بھیج کر نبوت کا دروازہ بند کر دیا اور قیامت تک کے لیے علماء دین کو اس دین کی حفاظت اور ابلاغ کی ذمہ داری عطا فرمادی ہے۔

قرآن وسنت کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے عربی زبان کی تعلیم اساسی حیثیت کی حامل ہے چنانچہ عربی گرامر کی تعلیم از حد لازم ہے۔ علم نحو وہ علم ہے جس سے عربی عبارت کو سمجھنے کے لیے بندے میں ایک تابندہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

ہمارے نوجوان فاضل استاذ العلماء مولانا جان محمد فریدی صاحب نے اس سلسلہ میں اردو میں ایک سوغات تیار کی ہے جس سے نہ صرف مدارس دینیہ کے طلباء بلکہ عوام الناس بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

عزیزم مولانا محمد امانت علی میرے پاس اس کتاب کا مسودہ لیکر آئے میں نے چند مقامات سے اسے دیکھا ہے۔ مؤلف نے بڑی محنت سے آسان فہم انداز میں قواعد کو بیان کیا ہے اور ان کی تشریح کی ہے اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس راہ میں انہیں آگے بڑھنے کی مزید توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کا زیادہ سے زیادہ فائدہ امت کو عطا فرمائے آمین۔

محمد اشرف آصف جلالی

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

21 مئی 2008

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین وعلی الہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ عزوجل کا فضل وکرم ہے کہ اس نے بندہ کو ''النحو الکامل'' مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ محسوس کیا کہ آئے دن طلباء میں علم نحو کی کمزوری بڑھتی جارہی ہے۔ علم نحو پر ایک ایسی کتاب لکھی جائے جو جامع ہو اور طالب علموں کے ذہن کے قریب تر ہو۔ جیسا کہ ایک مشہور مقولہ ہے۔ ''النحو فی الکلام کالملح فی الطعام'' نحو کلام میں ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک۔

ظاہر بات ہے اگر نحو کمزور ہے تو اعراب میں کمزوری رہ جائے گی جب اعراب میں کمزوری ہوگی تو باقی علوم پڑھنے میں لطف نہیں آئے گا۔

علم نحو کو علوم میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اسی بنیاد کی مضبوطی کے لئے یہ کتاب آپکے ہاتھوں میں ہے اس کتاب میں قرآن پاک کی بکثرت مثالیں ذکر کی ہیں تاکہ طالبعلم قرآن پاک کی ترکیب کرنے کی کوشش کرے۔

کچھ اس کتاب کے بارہ میں

ترکیب کرتے وقت تفصیلاً ترکیب نہیں لکھی بلکہ سمجھانے کیلئے اشارہ کردیا ہے۔ تاکہ کتاب مزید طوالت سے بچ جائے البتہ بعض اوقات تفصیل سے بھی ترکیب کی ہے۔

ترتیب میں ان چیزوں کا بیان پہلے رکھا جو آسان محسوس ہوئی تاکہ ایک چیز کے سمجھنے سے دوسری چیز جلدی سمجھ میں آجائے۔ اس کتاب کو نہایت آسان انداز میں قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی ہو اور نفع عام ہو۔ طلباء سے گزارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی کوشش کریں۔

مطالعہ

مطالعہ کا مادہ "طلوع" ہے طلوع پردہ غیب سے آنے کو کہتے ہیں۔علم چھپا ہوا خزانہ ہے جس طرح چھپی ہوئی چیز کو حاصل کرنے کیلئے وقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی طرح علم بھی سخت محنت سے حاصل ہوتا ہے۔

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

چو شمع از پئے علم باید گداخت

کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

علم کیلئے شمع کی طرح پگھلنا چاہیے کہ علم کے بغیر خدا کو نہیں پہچانا جا سکتا۔ ہمارے اسلاف کی زندگیوں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو انہوں نے پچاس پچاس سو سو برس علم حاصل کرنے میں لگا دیے۔ تمام سلف صالحین کا عروج کثرتِ مطالعہ سے تھا وہ لوگ ایک ایک کتاب کو پچاس پچاس سو سو بار پڑھتے تھے۔عربی کا مشہور مقولہ ہے۔

"اَلْعِلْمُ لَا یُعْطِیْکَ بَعْضَهٗ تُعْطِیْهِ کُلَّکَ"

جب تک آپ خود کو پورے طریقے سے علم کے حوالے نہ کر دیں علم اپنا ذرہ بھی آپ کے حوالے نہ کرے گا۔سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔"مَنْ طَلَبَ الْعُلٰی سَهِرَ اللَّیَالِی" جو بلندیوں کا طالب ہوتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے۔علم سے پہلے نیت کو درست رکھنا ضروری ہے۔ حدیث پاک میں نیت کو عمل سے بہتر کہا گیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا "نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ" مومن کی نیت اسکے عمل سے بہتر ہے۔کامیاب طالب علم بننے کے لیے ضروری ہے کہ تقویٰ اختیار کیا جائے۔امام شافعی فرماتے ہیں۔"اَلْعِلْمُ نُوْرٌ وَّنُوْرُ اللهِ لَا یُعْطٰی لِلْعَاصِیْ" "علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور گنہگار کو نہیں ملا کرتا۔علم حاصل کرنے

میں ہمارے اسلاف نے بہت محنت کی حکیم ابو النصر فارابی جن کا عالم میں شہرہ تھا طالب علمی کے زمانہ میں رات کو قندیلوں کے نیچے کھڑے ہو کر مطالعہ کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے پاس اتنا خرچ نہیں تھا کہ اپنا تیل خریدتے۔ امام اعظم رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے فرمایا تم کند ذہن تھے تمہاری کوشش نے تمہیں یہاں تک پہنچایا۔ امام طحاوی علیہ الرحمہ کو ان کے رشتہ دار نے طعنہ دیا کہ تم کند ذہن ہو تم کوئی کام نہیں کر سکتے مگر امام طحاوی علیہ الرحمہ کی محنت نے آپ کو امام تسلیم کروادیا۔

بر و دامنِ علم گیر استوار
کہ علمت رساند بدار القرار

جا علم کا دامن پکڑ مضبوط۔ کیونکہ علم تجھے پہنچائیگا بہشت میں

علماء نحو بھی دور دراز کا سفر کر کے سینکڑوں اساتذہ سے علم حاصل کر کے اپنی علمی پیاس بجھاتے رہے انہوں نے علوم عربیہ نحو وغیرہ میں وہ شہرت حاصل کی کہ ان کا نام آج بھی روشن ہے۔ اور ان کے علمی دفاتر بہت زیادہ تھے اور ان میں سے بعض کے علمی دفاتر گھر کی چھتوں تک لگے ہوئے تھے علماء نحو میں ابو الاسود دوئلی، امام خلیل، امام سیبویہ، امام اخفش، علامہ ابن حاجب، علامہ یونس نحوی بصری، امام فراء اور امام مبرد رحمہم اللہ تعالیٰ قابل ذکر ہیں۔

علماء نحو نے نحو کی ایجاد و تدوین کر کے اس امت پر احسان کیا ہے کیونکہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے استدلال کرنے میں اس علم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ صرف ونحو کا علم دوسرے علوم مثلاً قرآن وحدیث کے لیے آلہ ہے۔ جیسے مجاہد کے لیے جہاد سے پہلے آلات کا ہونا اور نمازی کے لیے نماز سے پہلے وضو کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح قرآن وحدیث کے علوم سیکھنے سے پہلے عالم کے لیے صرف ونحو کا علم حاصل کرنا ضروری ہے ورنہ وہ صحیح معنوں میں قرآن وسنت کا

علم حاصل نہیں کرسکتا اگر کوئی شخص صرف ونحو کے علم کو نظر انداز کر کے قرآن وسنت کو سمجھنے کا دعوی کرتا ہے تو وہ اپنے دعوی میں سچا نہیں جب تک کوئی شخص ان علوم میں اس قدر واقفیت حاصل کر کے ان کے قوانین سے فروعات کے استخراج کا ملکہ پیدا نہ کرے تو اس کو ان علوم میں ماہر نہیں کہا جاسکتا ۔صرف ونحو کو پڑھنے پڑھانے لوگ معمولی نہیں ان علوم کے ذریعہ سے اللہ تعالی نے اپنی کتاب کی حفاظت کروائی ہے''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون'' اللہ تعالی نے بالخصوص اس امت کے قرون اولی ابوالاسود دوئلی جیسے لوگوں کے دلوں میں ان علوم کی ترتیب وتدوین ڈال کر اپنی کتاب کی حفاظت کروائی کیونکہ صرف ونحو کے ذریعہ سے قرآن مجید کے اعراب محفوظ رہتے ہیں ۔جس طرح قرآن کے معانی محفوظ ہیں اسی طرح قرآن کے اعراب اور حروف بلکہ نقطے بھی محفوظ ہیں ۔اس کتاب کا نام النحو الکامل استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد اجمل سعید فریدی صاحب مدرس جامعہ فریدیہ نے رکھا ہے ۔آخر میں میں ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بڑی محنت اور خلوص کے ساتھ اس کتاب کی کمپوزنگ وڈیزائنگ اور پروف ریڈنگ کی ان کے علاوہ حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب مدرس جامعہ فریدیہ کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں جنہوں نے کتاب میں نظرثانی فرمائی ۔اور مشوروں سے نوازا اللہ تعالی اس کتاب کے سلسلہ میں تعاون کرنے والوں اور قارئین کو جزائے خیر عطا فرمائے اللہ تعالی اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقے سے میرے لیے اس کو ذریعہ نجات بنائے آمین ثم آمین۔

جان محمد فریدی

10 جولائی 2008ء

6 رجب المرجب 1429ھ

مبادیات علم نحو

علم نحو کا لغوی معنی

قصد کرنا، ارادہ کرنا، جیسا کہ محاورہ ہے "نَحَوْتُ هٰذَا نَحْوًا" میں نے اس شے کا قصد کیا۔ لفظ نحو کے چند معانی ہیں جیسا کہ شعر ہیں۔

نَحَوْ نَا نَحْوَ نَحْوِکَ یَا حَبِیْبِیْ　　نَحَوْ نَا نَحْوَ اَلْفٍ مِنْ رَقِیْبٍ

اے میرے دوست ہم نے تیرے قبیلے کی طرف قصد کیا۔ ہم نے ایک ہزار رقیبوں کا اندازہ پھرا۔

وَ جَدْ نَا هُمْ مَرِیْضًا نَحْوَ قَلْبِیْ　　تَمَنَّوْا مِنْکَ نَحْوًا مِنْ زَبِیْبٍ

ہم نے اپنے دل کی مثل ان کو مریض پایا وہ تجھ سے ایک قسم کی کشمش کی تمنا کرتے تھے

ان اشعار میں لفظ نحو کے سات معانی ذکر کیے گئے ہیں۔

1۔ قصد کرنا　　2۔ طرف　　3۔ قبیلہ

4۔ پھرنا　　5۔ مثل　　6۔ اندازہ　　7۔ قسم

علم نحو کا اصطلاحی معنی

علم نحو کے اصطلاحی معنی سے پہلے لفظ اصطلاح کا لغوی اور اصطلاحی معنی ذکر کیا جا رہا ہے۔ اصطلاح کا معنی لغت میں باہم صلح کردن ہے۔

اصطلاح کا اصطلاحی معنی

"اِتِّفَاقُ قَوْمٍ مَّخْصُوْصٍ عَلٰی اَمْرٍ مَّخْصُوْصٍ"

مخصوص قوم کا مخصوص معاملے میں اتفاق کرنا۔ اصطلاحی معنی کو شی کی تعریف کہا جاتا ہے۔

کسی شی کی تعریف وہ ہوتی ہے جس کے جاننے سے شی کی معرفت حاصل ہو جائے۔

تعریف کا جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ طالب علم کے لیے مجہول شی کو طلب کرنا لازم نہ آئے۔

علم نحو کی تعریف

نحو ایسے اصول جاننے کا نام ہے جن اصول کے ذریعے اسم، فعل، حرف، کے آخری حرف کے احوال معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے پہچانے جاتے ہیں اور بعض کلمات کو دوسرے بعض کلمات کے ساتھ ملانے کی کیفیت پہچانی جاتی ہے۔

موضوع

موضوع چیز کا وہ ہوتا ہے جس میں شے کے عوارض ذاتیہ بیان کیے جائیں موضوع کا جاننا اس لیے ضروری ہوتا ہے تا کہ طالب علم اپنے علم کو دوسرے علوم سے جدا کر سکے۔

عوارض ذاتیہ

عوارض ذاتیہ سے مراد شئی کی مختلف حالتیں ہیں۔نحو میں کلمہ اور کلام کے عوارض ذاتیہ معرب مبنی، منصرف غیر منصرف، مفرد تثنیہ جمع، معرفہ نکرہ اور مذکر مؤنث وغیرہ ہیں۔

علم نحو کا موضوع

علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

اعتراض: علم نحو کے موضوع دو ہیں کلمہ اور کلام تو علم بھی دو ہونے چاہیے کیونکہ تعدد موضوع تعدد علم پر دلالت کرتا ہے۔؟

جواب: تعدد موضوع تعدد علم پر اس وقت دلالت کرتا ہے۔ جب دونوں کے درمیان ذات کے اعتبار سے تغایر ہو۔ حالانکہ یہاں کلمہ اور کلام کے درمیان ذات کے اعتبار سے اتحاد ہے اور دونوں کے احکام ایک جیسے ہیں۔ وہ لفظ موضوع للمعنی ہے۔

غرض

جس مقصد کے لیے فاعل فعل کرے۔ غرض کا جاننا اس لیے ضروری ہے۔ کہ فاعل کا فعل ضائع ہونے سے بچ جائے۔ اور اس کو پورا پورا فائدہ حاصل ہو۔

علم نحو کی غرض وغایت

کلام عرب میں ذہن کو لفظی غلطی سے محفوظ رکھنا علم نحو کی غرض وغایت ہے۔

واضع

واضع کا جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ واضع کی محنت کی وجہ سے علم کی عظمت طالب علم کے نزدیک بڑھ جائے۔ علم نحو کے واضع حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنہوں نے حضرت ابوالاسود دؤلی کو مزید نحو کے اصول وضوابط لکھنے کا حکم دیا۔

سبب وضع علم نحو

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص آیا وہ پڑھ رہا تھا(اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ رَسُوْلِہٖ) یعنی وہ رسولہ کو جر کے ساتھ پڑھ رہا تھا پس حضرت عمر نے اس سے پوچھا اس نے کہا ھٰکَذَا قُرَأْتُ فِی الْمَدِیْنَۃِ اسی طرح میں نے مدینہ میں پڑھا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا وہ "و ر سو لـہ" (بضم اللام) ہے پس بے شک اللہ تعالی اپنے رسول سے بری نہیں ہے پھر آپ نے حکم دیا کہ عربی کو جاننے والا ہی قرآن پڑھائے۔ اور آپ نے ابوالاسود دؤلی کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ نحو کو وضع کریں پس یہ روایت تقاضا کرتی ہے کہ یہ علم ابوالاسود سے پہلے معروف نہیں تھا۔ اور لوگ اس سے پہلے فقط فطرت پر تھے۔ اور مشہور ہے کہ ابوالاسود دؤلی وہ علم النحو کو وضع کرنے والوں میں سے اول ہیں۔ سبب وضع علم نحو کے بارے میں یہ بھی ہے کہ ابوالاسود نے اپنی بیٹی کو اعرابی غلطی کرتے ہوئے سنا۔ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عرض کی اعرابی غلطیاں ہمارے علاقوں میں پھیل چکی ہیں۔ اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں لغت ضائع نہ ہو جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ تو لکھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اَلْکَلَامُ کُلُّہٗ ثَلَاثَۃٌ

کلام کی کل تین قسمیں ہیں اسم وفعل وحرف۔

فَالْاِسْمُ كَذَا وَالْفِعْلُ كَذَا وَالْحَرْفُ كَذَا

اور اسماء تین ہیں ظاہر، مضمر، مبہم

اَلْفَاعِلُ مَرْفُوْعٌ اَبَدًا وَالْمَفْعُوْلُ مَنْصُوْبٌ اَبَدًا وَالْمُضَافُ اِلَیْہِ مَجْرُوْرٌ اَبَدًا

پس تو سمجھ اور قیاس کر اور اس کے ساتھ اور اضافہ کر۔

فائدہ

امام سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عروض اور نحو دونوں قدیم علم ہیں زمانہ گزرنے کے ساتھ لوگوں کے ہاتھوں میں کم (غیر معروف) ہو گئے۔ امام خلیل اور ابو الاسود نے ان علوم میں خوب تحقیق و تجدید کی۔

اعتراض: ائمہ نے نحو کے قوانین بنائے ان کے قوانین بنانے میں غلطی ہو سکتی ہے؟

جواب: یہ بات غلط ہے کہ قوانین ائمہ نے بنائے قوانین تو خدا نے بنائے ہیں اور اللہ تعالیٰ غلطی سے پاک ہے انسانوں نے صرف ان کو ترتیب دیا ہے جیسے نحو کے قوانین پہلے تھے نحو کو ترتیب دینے سے پہلے لوگ فاعل کو مرفوع مفعول کو منصوب اور مضاف الیہ کو مجرور پڑھتے تھے۔

نحو ایک عظیم علم ہے

علم نحو کی عظمت کو جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ اس علم کو پڑھنے کا شوق بڑھ جائے۔ علم نحو کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔

علم نحو حدیث کی روشنی میں

"قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَاً اَصْلَحَ مِنْ لِسَانِہٖ"

"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے۔
جس نے اپنی زبان کی اصلاح کر لی"

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ وَالْتَمِسُوْا غَرَائِبَہٗ"

حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

قرآن پر اعراب لگاؤ اور اس کے غرائب تلاش کرو (ڈھونڈو)۔

" وَقَالَ ﷺ اَعْرِبُوا الْکَلَامَ کَیْ تُعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ "

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کلام پر اعراب لگاؤ جیسے قرآن پر اعراب لگاتے ہو۔

"وَرَوٰی اَنَسُ ابْنُ مَالِکٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ مُتَثَبِّتًا اَوْ بِاِعْرَابٍ کَانَ بِکُلِّ حَرْفٍ فَضْلُ اَرْبَعِیْنَ حَسَنَۃً"

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پاک خوب چھان بین اور اعراب کے ساتھ پڑھا اس کے لیے ہر حرف کے بدلے چالیس نیکیاں زائد ہیں۔

علماء کے اقوال

"وَقَالَ ابْنُ عُطَیَّۃَ اِعْرَابُ الْقُرْاٰنِ اَصْلٌ فِی الشَّرِیْعَۃِ لِاَنَّ بِذَالِکَ تَقُوْمُ مَعَانِیْہِ الَّتِیْ ھِیَ الشَّرْعُ"

"ابن عطیۃ نے فرمایا قران پر اعراب لگانا شریعت میں اصل ہے۔

کیونکہ اس کی وجہ سے اس کے شرعی معانی قائم رہتے ہیں۔"

" اَلنَّحْوُ فِی الْکَلَامِ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ "

نحو کلام میں ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک ہے۔

ان کلمات میں اعراب کا لفظ استعمال ہوا ہے اعراب علم نحو کے بغیر نہیں لگائے جا سکتے اسی وجہ سے اس (علم نحو) کو علم الاعراب بھی کہتے ہیں۔

کلمہ کی تعریف

اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ

''کلمہ وہ لفظ ہے جو مفرد معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو''

کلمہ کی اقسام

کلمہ کی تین اقسام ہیں۔

(1) اسم (2) فعل (3) حرف

وجہ حصر

کلمہ اپنی ذات میں موجود معنیٰ پر دلالت کرے گا یا نہیں کرے گا اگر دلالت نہیں کرے گا تو حرف اور اگر اپنی ذات میں موجود معنیٰ پر دلالت کرے گا تو زمانہ سے مقترن ہوگا یا نہیں ہوگا۔ زمانہ ہوگا تو فعل ورنہ اسم ہوگا۔ وجہ حصر کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے غور وفکر، تتبع اور تلاش سے پورے کلام عرب کو پرکھا ہے تو ہمیں یہی تین قسمیں ہی ملی ہیں۔

اسم کی تعریف

اسم وہ کلمہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو معنی اس کلمہ کی ذات میں پایا جارہا ہے اور وہ معنی تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔ جیسے بِلَالٌ

علامات اسم

1۔ تمام چیزوں کے نام اسم ہوتے ہیں۔ خواہ انسانوں کے ہوں جیسے ''زَیْدٌ، فَاطِمَةُ'' یا حیوانوں کے ہوں جیسے ''فَرَسٌ، بَقَرٌ'' خواہ نباتات کے ہوں ''رُمَّانٌ'' (انار) ''تُفَّاحٌ'' (سیب) خواہ شہروں کے نام ہوں جیسے ''مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ'' وغیرہ

2۔ جس کے شروع میں الف لام تعریف کا آجائے جیسے ''اَلْكِتَابُ، اَلْقُرْآنُ''۔

3۔ جس سے پہلے حرف جر آجائے۔ جیسے ''مِنَ اللّٰهِ'' وغیرہ۔

4۔ جس پر تنوین آجائے جیسے "زَیْدٌ"۔

5۔ وہ کلمہ جو مضاف ہو جیسے "غُلَامُ زَیْدٍ"

6۔ تثنیہ ہو جیسے "مُسْلِمَانِ" وغیرہ۔

7۔ جمع ہو جیسے "رِجَالٌ" وغیرہ۔

8۔ مصغر ہو جیسے "جُنَیْدٌ" وغیرہ۔

9۔ اس کے آخر میں تائے تانیث متحرکہ ہو جیسے "ضَارِبَۃٌ، صَالِحَۃٌ"

10۔ یائے نسبت کا آخر میں ہونا۔ یائے نسبت وہ "یا" مشدد ہے جو کلمہ کے آخر میں آتی ہے اور کسی قوم یا مذہب یا ملک یا شہر کے ساتھ تعلق کو بیان کرتی ہے جیسے "قریشی، مکی، مدنی، رضوی، فریدی، پاکستانی، وغیرہ

11۔ مسندالیہ ہو۔ (مسندالیہ وہ ہے جس پر حکم لگایا جائے) جیسے اَللّٰہُ الصَّمَدُ

12۔ موصوف صفت ہونا جیسے "اَلْقُرْآنُ الْحَکِیْمُ"

13۔ فاعل اور مفعول کا ہونا۔ جیسے اِذِابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ، وَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ

14۔ منادی ہونا، منادی وہ ہے جس کو پکارا جائے جیسے "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ"

15۔ معرفہ ہونا جیسے "منظور احمد شاہ"

16۔ نکرہ ہونا جیسے "نَبِیٌّ، رَجُلٌ"

17۔ مذکر و مؤنث ہونا۔ عَلِیٌّ (رضی اللہ عنہ)، فَاطِمَۃٌ (رضی اللہ عنہا)

18۔ منصرف و غیر منصرف ہونا۔ نُوْحٌ، اِبْرَاھِیْمُ علیہما السلام

ان میں سے بعض لفظی علامتیں ہیں اور بعض معنوی ہیں۔ بسا اوقات طلباء کے سامنے اسم آجاتا ہے جس میں بظاہر کوئی نشانی نہیں ہوتی تو طلباء پریشان ہو جاتے ہیں لیکن حقیقت میں وہاں کوئی نہ کوئی معنوی نشانی (مسندالیہ، مضاف، فاعل اور مفعول) موجود ہوتی ہے۔

سوال: تثنیہ اور جمع کو آپ نے اسم کی نشانیوں میں شمار کیا ہے۔ یعنی تثنیہ اور جمع اسم کا خاصہ ہیں۔ اور

خاصہ کی تعریف یہ ہے کہ" خَاصَّۃُ الشَّیءِ مَا یُوْجَدُ فِیْہِ وَلَا یُوْجَدُ فِی غَیْرِہٖ"
جبکہ تثنیہ اور جمع فعل میں بھی پائے جاتے ہیں جیسے ضَرَبَا ، ضَرَبُوْا
جواب: فعل تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا فعل کے جو صیغے تثنیہ اور جمع کہلاتے ہیں وہ فاعل کے اعتبار سے ہیں فعل میں جو ضمیر فاعل ہے تثنیہ اور جمع وہ فاعل ہوتا ہے۔ فعل کو مجازاً تثنیہ اور جمع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

فعل کی تعریف

فعل وہ کلمہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو معنی اس کلمہ کی ذات میں پایا جا رہا ہے اور وہ معنی تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ جیسے "اَمَرَ"

فعل کی علامات

1۔ شروع میں حرف قد کا ہونا جیسے "قَدْ ضَرَبَ"
2۔ شروع میں سین کا ہونا جیسے "سَیَقُوْلُ"
3۔ شروع میں سوف کا ہونا جیسے "سَوْفَ یَضْرِبُ"
4۔ ماضی کا ہونا جیسے "ضَرَبَ"
5۔ مضارع کا ہونا جیسے "یَضْرِبُ"
6۔ امر کا ہونا جیسے "اِضْرِبْ"
7۔ نہی کا ہونا جیسے "لَاتَضْرِبْ"
8۔ حروف جازمہ میں سے کوئی حرف شروع میں ہو جیسے "لَمْ یَضْرِبْ"
9۔ حروف ناصبہ میں سے کوئی حرف شروع میں ہو جیسے "لَنْ یَضْرِبَ"
10۔ ضمیر بارز کا ہونا جیسے "ضَرَبْتُ"
11۔ تاء ساکنہ کا آخر میں ہونا جیسے "ضَرَبَتْ"
12۔ نون تاکید ثقیلہ و خفیفہ کا آخر میں ہونا جیسے "لَیَضْرِبَنَّ . لَیَضْرِبَنْ"

حرف کی تعریف

حرف وہ کلمہ ہے جو اپنی ذات میں موجود معنی پر دلالت نہ کرے۔ جیسے "مِنْ، اِلیٰ" وغیرہ

حرف کی علامات

جس میں اسم اور فعل کی علامت نہ ہو۔

معرفہ اور نکرہ کا بیان

تعریف وتنکیر کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔معرفہ 2۔نکرہ

معرفہ

معرفہ وہ اسم ہے جس کو کسی معین شے کے لیے وضع (بنایا) کیا گیا ہو۔

معرفہ کی اقسام

معرفہ کی سات قسمیں ہیں۔

1۔ضمیریں 2۔اعلام

3۔اسمائے اشارات 4۔اسمائے موصولات

5۔معرف باللام 6۔معرفہ بااضافت

7۔معرفہ بحرف ندا

1۔ضمیریں

ضمیر وہ اسم معرفہ ہے، جو کسی نام کی جگہ استعمال کیا جائے جیسے "ھو ،انت ،انا ،نحن"

2۔اعلام

اعلام علم کی جمع ہے علم وہ اسم معرفہ ہے جو خاص آدمی یا خاص شہر یا خاص چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے "مُحَمَّدٌ ﷺ ،مدینہ منورہ ،زمزم" وغیرہ

علم میں کنیت اور لقب شامل ہیں جیسے ابوبکر، ابوالقاسم، الامام الاعظم، الفاروق الاعظم وغیرہ

3۔اسمائے اشارات

وہ اسم معرفہ ہے جس سے کسی معین چیز کی طرف اشارہ کیا جائے جیسے "ھذا، ذلک" وغیرہ

4۔اسمائے موصولات

وہ اسم معرفہ ہے جس کو صلہ (بعد میں آنے والا جملہ) کے ساتھ متعین کیا جائے جیسے "اَلَّذِیْ ،اَلَّتِیْ"

5۔معرف باللام

وہ اسم جس کو الف لام داخل کر کے معرفہ کیا گیا ہو جیسے "اَلرَّجُلُ"

6۔معرفہ بااضافت

وہ اسم جو ان پانچوں قسموں میں سے کسی کی طرف مضاف ہو جیسے "غُلَامُہٗ ،غُلَامُ زَیْدٍ ،کِتَابُ ھٰذَا ،کِتَابُ الَّذِیْ عِنْدَکَ ،غُلَامُ الرَّجُلِ"۔

7۔معرفہ بحرف ندا

وہ اسم نکرہ جس کو حرف ندا کے ساتھ معرفہ کیا گیا ہو جیسے "یَا رَجُلُ" معرفہ بحرف ندا اس وقت معرفہ ہوتا ہے جس وقت تعین مقصود ہو ورنہ نکرہ ہوگا جیسے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ "اے کوئی بھی شخص میرا ہاتھ پکڑ لے"۔

نکرہ

نکرہ وہ اسم ہے جو کسی غیر معین چیز پر دلالت کرے جیسے "رَجُلٌ ،شَجَرٌ"

فائدہ

اسم معرفہ کی علامات بیان کی ہیں اسم نکرہ کی کوئی علامت بیان نہیں کی کیونکہ اسم نکرہ اصل ہے اسم معرفہ اس کی فرع ہے اس لیے اسم نکرہ کسی علامت اور قرینے کا محتاج نہیں ہے جب کہ اسم معرفہ قرینے ، علامت کا محتاج ہوتا ہے۔

عدد کے اعتبار سے اسم کی اقسام

اسم باعتبار عدد تین قسم پر ہے ۱۔واحد ۲۔تثنیہ ۳۔جمع

واحد: ایسا اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے "رَجُلٌ"

تثنیہ: ایسا اسم ہے جو دو پر دلالت کرے جیسے "رَجُلَانِ"

جمع: ایسا اسم ہے جو تین یا تین سے زیادہ پر دلالت کرے جیسے "رِجَالٌ، مُسْلِمُوْنَ"

جمع کی اقسام

جمع کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔جمع سالم ۲۔جمع مکسر

جمع سالم: جس میں واحد کا وزن سلامت رہے جیسے "مُسْلِمُوْنَ"

جمع مکسر: وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے جیسے "رِجَالٌ" جمع ہے رَجُلٌ کی مَسَاجِدُ جمع ہے مَسْجِدٌ کی۔ جمع مکسر کے اوزان ثلاثی میں سماعی ہوتے ہیں۔

جمع سالم کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔جمع مذکر سالم 2۔جمع مؤنث سالم

جمع مذکر سالم

وہ جمع ہے جو دو سے زیادہ مذکر افراد پر دلالت کرے اس کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم اور نون مفتوح ہو یا "یاءٌ" ما قبل مکسور اور نون مفتوح ہو جیسے "مُسْلِمُوْنَ مُسْلِمِیْنَ" اس کو جمع تصحیح بھی کہتے ہیں۔

جمع مؤنث سالم

وہ جمع ہے جو دو سے زیادہ مؤنث افراد پر دلالت کرے اور اس کے آخر میں الف اور تا ہو اس کو جمع تصحیح بھی کہتے ہیں۔

باعتبار معنی جمع کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔جمع قلت 2۔جمع کثرت

1۔جمع قلت

ایسی جمع جو تین سے لیکر نو تک دلالت کرے جمع قلت کے چھ اوزان ہیں۔

1۔اَفْعُلٌ جیسے اَکْلُبٌ (کلب کی جمع)

2۔اَفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ (قول کی جمع)

3۔فِعْلَۃٌ جیسے غِلْمَۃٌ (غلام کی جمع)

4۔اَفْعِلَۃٌ جیسے اَعْوِنَۃٌ (عون کی جمع)

ان چار اوزان کے علاوہ جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم جن پر الف لام نہ ہو جمع قلت میں شمار ہوتے ہیں۔

2۔جمع کثرت

ایسی جمع ہے جس کا اطلاق دس سے لے کر انتہا تک ہوتا ہے۔جمع قلت کے اوزان کے علاوہ باقی جمع کے تمام اوزان جمع کثرت کے اوزان ہیں۔

فائدہ

جمع قلت اور جمع کثرت ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔جیسے جمع قلت جمع کثرت کی جگہ "اَصْحَابُ الْجَنَّۃِ"۔

جیسے جمع کثرت جمع قلت کی جگہ جیسے "قَوْلُہٗ تَعَالٰی ثَلٰثَۃَ قُرُوْءٍ"۔

تذکیر و تانیث کے اعتبار سے اسم کی اقسام

تذکیر و تانیث کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔1۔مذکر 2۔مؤنث

1۔مذکر

وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ پائی جائے جیسے "ابوبکر . عمر . عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم "

2۔مؤنث

وہ اسم ہے جس کے آخر میں علامت تانیث موجود ہو عام ازیں کہ وہ علامت تانیث لفظوں میں موجود ہو۔جیسے "فاطمة، طلحة "یا مقدر ہو جیسے "ارض"

قاعدہ

علامات تانیث آٹھ ہیں۔چار فعل میں اور چار اسم میں استعمال ہوتی ہیں۔
"ت ساکنہ، ت مکسورہ، ن، ی ساکنہ" (یہ چار فعل کی علامتیں ہیں)
"ۃ" ملفوظ" ۃ" مقدرہ" "الف مقصورہ" "الف ممدودہ" (یہ چار اسم کی علامتیں ہیں)

مؤنث کی دو قسم ہیں۔

1۔مؤنث حقیقی 2۔مؤنث لفظی

1۔مؤنث حقیقی

جس کے مقابلے میں کوئی حیوان مذکر ہو جیسے"اِمْرَأَةٌ" "نَاقَةٌ"

2۔مؤنث لفظی

جس کے مقابلے میں کوئی حیوان مذکر نہ جیسے "ظُلْمَةٌ" "قُوَّةٌ"

قاعدہ

اگر چار علامات تانیث میں سے کوئی علامت ہو تو وہ کلمہ مؤنث ہوگا اگر نہیں تو وہ کلمہ مذکر ہوگا۔اگر علامت تانیث لفظوں میں ہو تو اس کو مؤنث قیاسی کہتے ہیں۔اگر لفظوں میں نہ ہو تو اس کو مؤنث سماعی کہتے ہیں اور مؤنث معنوی بھی کہتے ہیں۔

علامات تانیث بیان کی گئی ہیں مذکر کی کوئی علامت بیان نہیں کی کیونکہ مذکر اصل ہے اور مؤنث مذکر کی فرع ہے اصل کو ان اشیاء کی ضرورت نہیں ہوتی جن کی فرع کو ضرورت ہوتی ہے۔ مذکر اصل پر ہے مؤنث فرع ہے اصل پر نہیں ہے۔ جو چیز اپنی اصل پر نہ ہو اس کے لیے علامت، دلیل یا شرط کے بیان کی ضرورت ہوتی ہے۔

مؤنث سماعی اور مؤنث معنوی کو پہچاننے کے طریقے

اِعْلَمْ کہ عرب والوں نے اسماء کثیرہ کو تا مقدرہ کی وجہ سے مؤنث بنایا ہے۔ اور وہ اس تقدیر پر استدلال کرتے ہیں۔

1۔ اس کی طرف لوٹنے والی ضمیر جیسے "حَتّٰى تَضَعَ اَوْزَارَهَا. اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا، اَلنَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا" وَعَدَهَا میں ھا ضمیر مؤنث النار کی طرف لوٹ رہی ہے جس کی وجہ سے النار کے مؤنث ہونے پر دلالت ہو رہی ہے حالانکہ النار میں کوئی علامت تانیث نہیں ہے۔

2۔ تصغیر کے ساتھ پس بے شک تصغیر اشیاء کو اپنی اصل کی طرف لوٹا دیتی ہے۔ جیسے اَرْضٌ اسکی اصل ارضۃ ہے اسکی تصغیر اُرَیْضَۃٌ آتی ہے

3۔ فعل میں تا کے ثبوت سے جیسے "وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ"

4۔ اسم اشارہ مؤنث استعمال کیا گیا ہو جیسے "هٰذِهٖ جَهَنَّمُ"۔

نوٹ

جب مذکر مؤنث کی طرف مضاف ہو تو مذکر کی طرف مؤنث کی ضمیر لوٹانا جائز ہے جیسے "كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا" "منھا" کی ھا ضمیر کا مرجع شفا ہے جو کہ مذکر ہے۔

مؤنث سماعی کے چند خاص قواعد

1۔ تمام ملکوں، شہروں اور قبیلوں کے نام مؤنث سماعی ہیں۔ مصر، شام اور کراتشی

2۔ جسم کے ظاہری اعضاء جو جفت ہیں مؤنث سماعی ہیں۔ جیسے "اُذُنٌ ،عَیْنٌ ، یَدٌ سوائے خَدٌ (رخسار) اور حَاجِبٌ (ابرو) کے۔

3۔ شراب کے تمام نام مؤنث سماعی ہیں۔ جیسے خَمْرٌ وغیرہ

4۔ دوزخ کے تمام طبقات کے نام مؤنث سماعی ہیں۔ جیسے جَهَنَّمُ ، سَعِيْرٌ وغیرہ

5۔ عورتوں کے نام اور عورتوں کی مخصوص صفات کے نام مؤنث سماعی ہیں۔ جیسے "حَائِضٌ، حَامِلٌ" وغیرہ۔

مفرد اور مرکب کا بیان

بامعنی موضوع لفظ کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ مفرد 2۔ مرکب

مفرد

مفرد وہ لفظ ہے جو ایک معنی بتائے جیسے "قَلَمٌ" "کِتَابٌ" لفظ مفرد کو کلمہ بھی کہتے ہیں

مرکب

مرکب ایسے لفظ کو کہتے ہیں جو دو یا دو سے زیادہ کلمات سے بنا ہو۔

مرکب دو قسم پر ہے

1۔ مرکب تام (مفید) 2۔ مرکب ناقص (غیر مفید)

مرکب تام (مفید)

مرکب مفید وہ مرکب ہے کہ کہنے والا بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی فائدہ، کسی بات کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہو جائے جیسے "اَللّٰهُ اَحَدٌ" (اللہ ایک ہے) "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" (محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) مرکب مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔

کلام

"اَلْکَلَامُ مَاتَضَمَّنَ کَلِمَتَیْنِ بِالْاِسْنَادِ" کلام وہ ہے جو دو لفظوں کو اسناد کے ذریعے ضمن میں لے۔ جیسے کَیْفَ اَصْبَحْتَ یَا زَیْدُ؟

مرکب مفید (جملہ) کی دو قسمیں ہیں:

1۔ جملہ خبریہ 2۔ جملہ انشائیہ

جملہ خبریہ

وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے جیسے "عَلِیٌّ عَالِمٌ" (علی عالم ہے)۔

جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: 1۔ جملہ اسمیہ خبریہ 2۔ جملہ فعلیہ خبریہ

جملہ اسمیہ خبریہ

وہ جملہ ہے جسکی پہلی جز اسم دوسری جز خواہ اسم ہو یا فعل ہو جیسے "عَلِیٌّ عَالِمٌ، زَیْدٌ نَصَرَ" اس کی پہلی جز مسند الیہ ہوتی ہے جس کو مبتدا بھی کہتے ہیں اور اس کی دوسری جز مسند ہوتی ہے جس کو خبر بھی کہتے ہیں۔

جملہ فعلیہ خبریہ

وہ جملہ ہے جس کی پہلی جز فعل ہو دوسری جز اسم ہو جیسے "خَلَقَ اللّٰہُ" جملہ فعلیہ میں پہلے کلمے کو مسند اور فعل کہتے ہیں اور دوسرے کلمے کو مسند الیہ اور فاعل کہتے ہیں۔

جملہ انشائیہ

وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے کیونکہ سچ یا جھوٹ کا تعلق خبر سے ہوتا ہے انشاء میں خبر نہیں ہوتی۔

جملہ انشائیہ کی مشہور دس قسمیں ہیں

1۔ امر 2۔ نہی 3۔ استفہام 4۔ تمنی 5۔ ترجی 6۔ عقود 7۔ ندا 8۔ عرض 9۔ قسم 10۔ تعجب

مرکب ناقص (غیر مفید)

مرکب غیر مفید ایسے مرکب کو کہتے ہیں جب بات کہنے والا اپنی بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی فائدہ طلب یا خبر معلوم نہ ہو بلکہ سننے والا مزید سننے کا خواہش مند ہو جیسے "وَرَقُ کِتَابٍ ،اَحَدَ عَشَرَ"۔

مرکب ناقص کی اقسام

مرکب ناقص کی پانچ قسمیں ہیں۔

1۔مرکب اضافی

مرکب اضافی ایسے مرکب غیر مفید کو کہتے ہیں جو مضاف اور مضاف الیہ سے مل کر بنے جیسے "غُلَامُ زَیْدٍ ،رَسُوْلُ اللّٰہِ ،بَیْتُ اللّٰہِ"۔

2۔مرکب توصیفی

وہ مرکب ہے جو موصوف صفت سے مل کر بنے جیسے "رَجُلٌ عَالِمٌ"۔

3۔مرکب عددی

وہ مرکب جو تعداد بیان کرے جیسے احد عشر یہ گیارہ سے لیکر ننانوے تک کے اسماء اعداد ہیں اَحَدَ عَشَرَ سے لیکر تِسْعَةَ عَشَرَ تک کو مرکب بنائی بھی کہتے ہیں۔

4۔مرکب منع صرف

وہ دو کلمے جو اضافت یا اسناد کے بغیر مل کر ایک کلمہ بن گئے ہوں جیسے" بَعْلَبَکُّ" (قلعہ کا نام ہے) یہ "بَعْلٌ" اور بک سے مرکب ہے اسے مرکب مزجی بھی کہتے ہیں۔بعل اس بت کا نام تھا جس کی پوجا حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم کرتی تھی۔وہ سونے کا تھا قرآن پاک میں ہے "اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ " کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور چھوڑتے ہو اس کو جو سب

سے اچھا پیدا کرنیوالا ہے۔اور بک وہاں کے بادشاہ کا نام تھا۔بعل اور بک کو ملا کر اس شہر کا نام رکھا گیا تھا۔اور یہ بلاد شام میں ہے بعل اکیلا معرب و منصرف ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے مرکب ہونے کی صورت میں اس کی پہلی جز مبنی بر فتح ہوتی ہے اور دوسری جز معرب غیر منصرف ہوگی۔

5۔مرکب صوتی

ایسے مرکب غیر مفید کو کہتے ہیں جس میں دوسری جز صوت یعنی آواز ہو جیسے "سیبویہ" میں سیب اور ویہ سے مرکب ہے مرکب صوتی کا پہلا جز مبنی بر فتح ہوتا ہے اور دوسرا جز مبنی بر کسر۔

معرب اور مبنی کا بیان

آخری حرف کے بدلنے اور نہ بدلنے کے اعتبار سے کلمہ دو قسموں پر ہے۔

1۔معرب　　　　2۔مبنی

1۔معرب

معرب وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے آنے سے بدلتا رہتا ہے جیسے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ' اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ " پہلی مثال میں اسم رسالت محمد ﷺ کے آخر میں ضمہ دوسری مثال میں فتحہ تیسری میں کسرہ ہے۔

معرب کی دوسری مثال

"جَآءَ زَيْدٌ ' وَرَاَيْتُ زَيْدًا ' وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ " اس میں زید معرب ہے جس کے آخر میں تبدیلی ہوئی ہے کبھی رفع کبھی نصب اور کبھی جر "جاء" رایت "اور" باجارہ" یہ تینوں عامل ہیں کیونکہ ان تینوں کی وجہ سے زید کے آخر میں تبدیلی واقع ہوئی ہے زید پر پیش ' زبر' زیر کی تبدیلی کو اعراب کہتے ہیں زید کا آخری حرف دال محل اعراب ہے۔

اعراب کی قسمیں

اعراب کی دو قسمیں ہیں۔

1۔اعراب لفظی　　　　2۔اعراب تقدیری

1۔اعراب لفظی

جس کا زبان سے تلفظ کیا جائے جیسے "جَاءَ زَیْدٌ" میں رفع

2۔اعراب تقدیری

ایسے اعراب کو کہتے ہیں جو پوشیدہ ہو اس کا زبان سے تلفظ نہ ہو "جَاءَ الْقَاضِی" میں ضمہ پوشیدہ ہے یہ دونوں اعراب کی قسمیں معرب کے ساتھ خاص ہیں

ایک تیسری قسم بھی ہے اعراب محلی یہ مبنی کے ساتھ خاص ہے۔

3۔اعراب محلی

یہ اعراب اسم مبنی پر آتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اسم مبنی ایسی جگہ واقع ہے کہ اس کی جگہ اگر کوئی اسم معرب ہوتا جیسے " جَـآءَ هٰـؤُلَآءِ " اس میں ھولاء جاء کا فاعل ہے اور فاعل پر رفع آتا ہے لیکن اس میں رفع نہ لفظوں میں ہے نہ ہی تقدیرا بلکہ اس پر محل کے اعتبار سے رفع ہے یعنی اگر ھولاء کی جگہ اسم معرب مثلا زید وغیرہ ہوتا تو اس پر رفع آتا۔

اسم متمکن کے اعراب کا بیان

وہ کلمات جن کا اعراب عامل کے بدلنے سے بدلتا ہے۔

اسم متمکن کا اعراب تین قسم پر ہے۔1۔رفع　2۔نصب 3۔جر

1۔رفع تین چیزوں کے ساتھ آتا ہے۔ضمہ، واؤ، الف جیسے

"جَاءَنِی زَیْدٌ. جَاءَنِی مُسْلِمُوْنَ. جَاءَنِی رَجُلَانِ"۔

2۔نصب چار چیزوں کے ساتھ آتا ہے فتحہ. کسرہ. الف. یا. جیسے

"رَاَیْتُ زَیْدًا. رَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ. رَاَیْتُ اَبَاکَ. رَاَیْتُ رَجُلَیْنِ"

3۔ جر تین چیزوں کے ساتھ آتا ہے کسرہ، فتحہ، یا جیسے

"مَرَرْتُ بِرَجُلٍ، مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ"

☆ اسم متمکن اعراب کے لحاظ سے سولہ قسم پر ہے۔ پھر سولہ اقسام دو قسم پر ہیں

۱۔ آٹھ اقسام کا اعراب بالحرکت ہے اور اعراب بالحرکت تین ہیں۔ ضمہ، فتحہ، کسرہ اعراب بالحرکت لفظی بھی ہو سکتا ہے اور تقدیری بھی۔

۲۔ آٹھ اقسام کا اعراب بالحرف ہے اور اعراب بالحرف تین ہیں واؤ، الف یا اعراب بالحرف لفظی بھی ہو سکتا ہے اور تقدیری بھی ہو سکتا ہے۔

اسم متمکن کی سولہ اقسام کا بیان

1۔ مفرد منصرف صحیح

جیسے "جَاءَ زَیْدٌ، وَرَاَیْتُ زَیْدًا، وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ"

2۔ مفرد منصرف جاری مجری صحیح

جس کے آخر میں واؤ یا یاء ماقبل ساکن ہو۔ جیسے "هٰذَا دَلْوٌ وَرَاَیْتُ دَلْوًا، وَمَرَرْتُ بِدَلْوٍ" هٰذَا ظَبْیٌ، وَرَاَیْتُ ظَبْیًا، وَمَرَرْتُ بِظَبْیٍ۔

فائدہ

نحویوں کے نزدیک صحیح وہ ہوتا ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو لہذا نحویوں کے نزدیک علت اقسام میں سے مہموز، مثال، مضاعف اور ناقص کے وہ کلمے جن کے آخر میں حرف علت نہ ہو صحیح ہیں۔ جیسے "زکوۃ، مرمۃ، قوۃ، وہل، یوم" یہ سب صحیح ہیں۔ نحویوں کے نزدیک علت اقسام نہیں ہیں بلکہ دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ صحیح ۲۔ معتل

فائدہ

معتل وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت ہو جیسے نحو جس اسم مفرد کے آخر میں و ا ؤ یا یاء مشدد آ جائیں تو وہ جاری مجری صحیح ہوتا ہے۔ جیسے "مَدْعُوٌّ . مَرْمِيٌّ . مَعْنوِيٌّ"

3۔ جمع مکسر منصرف

جیسے "جَاءَ نِی رِجَالٌ وَرَأَیْتُ رِجَالًا وَمَرَرْتُ بِرِجَالٍ" ان تین قسموں کا اعراب حالت رفع میں ضمہ کے ساتھ حالت نصب میں فتحہ کے ساتھ اور حالت جر میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔

4۔ جمع مؤنث سالم

جس کے آخر میں الف اور تا ہو جیسے "هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَ رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ" اس قسم کی رفعی حالت ضمہ کے ساتھ نصبی اور جری حالت کسرہ کے ساتھ ہو گی یعنی نصب جر کے تابع ہے۔

اوقات، اصوات وغیرہ بظاہر جمع مونث سالم کی طرح ہیں کیونکہ ان کے آخر میں الف اور تا ہیں لیکن حقیقت میں جمع مکسر ہیں۔

نوٹ

ہر وہ اسم جس کے آخر میں الف اور تا طویلہ آ جائے تو وہ جمع مؤنث سالم میں شامل ہے جیسے "سَمٰوَاتٍ" قرآن مجید میں ہے "خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ"

5۔ غیر منصرف

غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں دو سبب یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو غیر منصرف کے نو اسباب میں سے پائے جائیں جیسے "جَاءَ نِی أَحْمَدُ وَ رَأَیْتُ أَحْمَدَ وَ مَرَرْتُ بِأَحْمَدَ" حالت رفع میں ضمہ حالت نصب اور جر میں فتحہ اس قسم میں جر فتحہ کے تابع ہے۔

6۔اسمائے ستہ مکبرہ

(i) اسمائے ستہ مکبرہ (مصغرہ نہ ہوں) موحدہ ہوں (تثنیہ جمع نہ ہوں) یائے متکلم کے علاوہ کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب، اعراب بالحرف آئے گا جیسے "جَاءَ نِیْ اَبُوْکَ وَرَاَیْتُ اَبَاکَ وَ مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ" حالت رفع میں واؤ کے ساتھ حالت نصب میں الف کے ساتھ اور حالت جر میں یا کے ساتھ ہوگا۔

(ii) یہ اسماء تثنیہ یا جمع ہوں تو ان کا اعراب تثنیہ جمع والا آئے گا یعنی رفع الف ماقبل مفتوح کے ساتھ نصب اور جر یا ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے "جَاءَ نِی اَبَوَاکَ وَ رَاَیْتُ اَبَوَیْکَ وَ مَرَرْتُ بِاَبَوَیْکَ" جمع کی کی صورت میں جمع مکسر منصرف والا اعراب دیا جائیگا کیونکہ اب کی جمع آباءٌ آتی ہے جیسے جَاَنِی آبَائُکَ وَرَاَیْتُ آبَائَکَ وَمَرَرْتُ بآبَائِک

(iii) جب یہ مصغرہ ہوں تو ان کا اعراب بالحرکت آئے گا جیسے "جَاءَ نِی اُخَیُّکَ وَ رَاَیْتُ اُخَیَّکَ وَ مَرَرْتُ بِاُخَیِّکَ"

(iv) اگر یہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تقدیری آئے گا جیسے "جَاءَ نِی اَبِیْ وَرَاَیْتُ اَبِیْ وَ مَرَرْتُ بِاَبِیْ"

(v) جب یہ اسماء مضاف نہ ہوں تو اعراب بالحرکت (مفرد منصرف صحیح والا) آئے گا جیسے "جَاءَ اَبٌ وَرَاَیْتُ اَبًا وَ مَرَرْتُ بِاَبٍ"

فائدہ: ذو کے علاوہ باقی پانچ اسموں کی تصغیر آئے گی ذو کی تصغیر نہیں آتی۔

7۔تثنیہ

جیسے "جَاءَ نِی مُسْلِمَانِ وَرَاَیْتُ مُسْلِمَیْنِ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَیْنِ"

8۔اثنان واثنتان

جیسے "جَاءَ نِی اِثْنَانِ وَاِثْنَتَانِ وَ رَاَیْتُ اِثْنَیْنِ وَ اِثْنَتَیْنِ وَ مَرَرْتُ بِاِثْنَیْنِ وَ اِثْنَتَیْنِ"

9۔کلا وکلتا

جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں جیسے "جَآءَ نِیْ کِلَاھُمَا وَرَاَیْتُ کِلَیْھِمَا وَ مَرَرْتُ بِکِلَیْھِمَا " اور" جَآءَ نِی کِلْتَاھُمَا وَرَاَیْتُ کِلْتَیْھِمَا وَ مَرَرْتُ بِکِلْتَیْھِمَا " ان تینوں قسموں کا اعراب حالت رفع میں الف ماقبل مفتوح کے ساتھ حالت نصب اور جر میں یا ماقبل مفتوح کے ساتھ۔

فائدہ

کلا اور کلتا جب اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا جیسے "جَآءَ کَلَاالرَّجُلَیْنِ وَ رَاَیْتُ کَلَاالرَّجُلَیْنِ وَ مَرَرْتُ بِکَلَاالرَّجُلَیْنِ"

فائدہ

تثنیہ کی تین قسمیں ہیں۔

1۔تثنیہ حقیقی　　2۔تثنیہ صوری　　3۔تثنیہ معنوی

1۔تثنیہ حقیقی: تثنیہ کی علامت بھی ہو تثنیہ کا معنیٰ بھی ہو اور اس کا اس مادے سے مفرد (واحد) بھی ہو جیسے "رجلان ، رجلین،

2۔تثنیہ صوری: تثنیہ کی علامت بھی ہو اور تثنیہ کا معنیٰ بھی دیتا ہو مگر اس کا واحد نہ ہو جیسے "اثنان للمذکر اور اثنتا ن للمؤنث

3۔تثنیہ معنوی: جو صرف تثنیہ کا معنیٰ دیتا ہو جیسے "کلا للمذکر اور کلتا للمؤنث

کلا وکلتا کی وضاحت

کلا و کلتا دونوں لفظ مثنی کے اعراب سے معرب ہیں جب دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں اور اگر اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا اور دونوں اسماء کو اضافت لازم ہے اور ان کا لفظ مفرد ہے اور ان کا معنیٰ مثنی والا ہے لفظ کا اعتبار

کرتے ہوئے مفرد کی ضمیر کا احتمال رکھتے ہیں ''کِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا''

10۔ جمع مذکر سالم

جیسے ''جَاءَ نِیْ مُسْلِمُوْنَ وَ رَاَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ ''

11۔ ''اولو''

یہ ذو کی جمع ہے خلاف قیاس جیسے ''جَاءَ نِیْ اُولُوْ مَالٍ وَرَاَيْتُ اُولِیْ مَالٍ وَ مَرَرْتُ بِاُولِیْ مَالٍ ''

12۔ ''عِشْرُوْنَ تَا تِسْعُوْنَ ''

جیسے ''جَاءَ نِیْ عِشْرُوْنَ وَ رَاَيْتُ عِشْرِيْنَ وَمَرَرْتُ بِعِشْرِيْنَ '' ان تینوں قسموں کا اعراب حالت رفع میں واؤ ماقبل ضمہ کے ساتھ حالت نصب اور جر میں یا ماقبل کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ مثالیں گزر چکی ہیں۔

جمع کی بھی تین قسمیں ہیں۔

1۔ جمع حقیقی　　2۔ جمع صوری　　3۔ جمع معنوی

انہیں تثنیہ کی تینوں قسموں پر قیاس کرلیں۔

13۔ اسم مقصورہ

جیسے ''جَاءَ نِیْ مُوْسٰی وَرَاَيْتُ مُوْسٰی وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی''

فائدہ

الف مقصورہ تقدیری سے مراد غیر زائدہ (اصلی) ہے جو الف مقصورہ زائدہ ہوتا ہے'' علامت تانیث ہوتا ہے اور غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔

14۔غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم

جیسے "جَآءَ نِی غُلَامِیْ وَرَاَیْتُ غُلَامِیْ وَ مَرَرْتُ بِغُلَامِیْ" ان دونوں قسموں کا اعراب تقدیری آئے گا۔رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ نصب تقدیری فتحہ کے ساتھ جر تقدیری کسرہ کے ساتھ۔

15۔اسم منقوص

جس کے آخر میں یا ساکن ماقبل کسرہ ہو۔جیسے "جَآءَ نِی الْقَاضِیْ وَرَاَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ" حالت رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ حالت نصب فتحہ لفظی کے ساتھ حالت جر تقدیری کسرہ کے ساتھ۔قاض قاضیا بغیر الف لام کے اسم منقوص نکرہ بھی استعمال ہوتا ہے۔

16۔جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم

جیسے" جَآءَ نِیْ مُسْلِمِیَّ وَرَاَیْتُ مُسْلِمِیَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ" حالت رفع تقدیری واؤ کے ساتھ نصب اور جر یا ماقبل مکسور کے ساتھ۔

فائدہ: "مُسْلِمِیَّ" اصل میں "مسلمون" تھا نون یاء کی طرف اضافت کی وجہ سے گر گیا اور "مسلموی" ہو گیا واؤ اور یا اکٹھی آ گئیں واؤ کو یا کیا یا کا یا میں ادغام کر دیا "مسلمی" ہو گیا یا کی مناسبت سے میم کے ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا" مسلمی "ہو گیا۔

فائدہ

اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہیں ان پر جو مخصوص اعراب آتے ہیں وہ نو قسم پر ہیں۔

تمرین

مندرجہ ذیل آیات اور حکایات سے طلباء اسمائے متمکنہ تلاش کریں۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

حکایات

حکایت 1

"قِیْلَ لِمَعْرُوْفٍ فِیْ مَرَضِ مَوْتِہٖ اَوْصِ فَقَالَ اِذَا مِتُّ فَتَصَدَّقُوْا بِقَمِیْصِیْ فَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الدُّنْیَا عُرْیَانًا کَمَا دَخَلْتُھَا"

حضرت معروف رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا جس وقت وہ مرض موت میں تھے کہ کوئی وصیت کرو انہوں نے فرمایا جب میں مرجاؤں تو تم میری قمیص صدقہ کردو کہ میں ارادہ رکھتا ہوں کہ دنیا سے برہنہ جاؤں جیسے میں برہنہ داخل ہوا تھا۔

حکایت 2

"خَرَجَ اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ اَدْھَمَ یَوْمًا مُتَصَیِّدًا فَاَثَارَ ثَعْلَبًا وَّاَرْنَبًا وَھُوَ فِیْ طَلَبِہٖ فَھَتَفَ بِہٖ ھَاتِفٌ یَا اِبْرَاھِیْمُ اَلِھٰذَا خُلِقْتَ"۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن شکار کی غرض سے باہر نکلے تو لومڑی اور خرگوش کو دیکھا اور وہ ان کی طلب میں ہو لیے غیب سے آواز آئی کہ اے ابراہیم کیا آپ اس لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

مضاف، مضاف الیہ کا بیان

مرکب اضافی کی تعریف

جب ایک اسم کی نسبت دوسرے اسم کی طرف کی جائے جس کی نسبت کی جائے اسکو مضاف اور جس کی طرف کی جائے اس کو مضاف الیہ کہتے ہیں جیسے "رب العلمین" اس مثال میں "رب" مضاف "العالمین" مضاف الیہ ہے کیونکہ اس میں "رب" کی نسبت "العالمین" کی طرف کی گئی ہے۔

مضاف ومضاف الیہ کی نشانیاں

1۔ مضاف ہمیشہ اسم ہوتا ہے جس کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے۔

2۔ مضاف الف لام اور تنوین سے خالی ہوتا ہے۔

3۔ مضاف الیہ مضاف سے مقدم نہیں ہوسکتا۔

4۔ مضاف نکرہ ہوتا ہے اور مضاف الیہ اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسے "کتاب اللہ"

5۔ دو اسم ہوں پہلے پر الف لام نہ ہو دوسرے پر الف لام ہو تو وہ مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں بشرطیکہ پہلا علم، اسم اشارہ اور ضمیر نہ ہو جیسے "صَلٰوۃُ الْفَجْرِ" "شَطْرَ الْمَسْجِدِ"

6۔ تین اسم ہوں پہلے دو پر الف لام نہ ہوں تیسرے پر الف لام ہو تو وہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے "بَابُ صَلٰوۃِ الْعِیْدَیْنِ" "مِنْ کَلَامِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ" "فِیْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ"

اسی طرح چار یا پانچ اسم ہوں تو وہ بھی ایسے مضاف مضاف الیہ بنیں گے جیسے "نُوْرُ وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ" "بَابُ مُتَابَعَۃِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ" "فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ" میں سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ، بَعْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ النَّحْرِ

7۔ ایک اسم ہو اس کے بعد ضمیر آجائے تو وہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے "وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ" میں رَبُّکَ

8۔دو، تین یا چار اسماء ہوں ان پر الف لام نہ ہوں پھر ضمیر آجائے تو وہ بھی مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے "عِنْدَ رَبِّهِمْ" "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ" "كَيْفِيَّةِ تَرْكِيْبِ بَعْضِهَا" "جَمِيْعُ مُدَّةِ اِنْقِطَاعِ رُؤْيَتِيْ"

9۔اسم اشارہ سے پہلے بغیر الف لام کے ایک دو یا تین اسم آجائیں تو وہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں بشرطیکہ پہلا اسم نکرہ ہو جیسے "رَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ"

10۔اسم موصولہ سے پہلے بغیر الف لام کے ایک یا دو اسم آجائیں تو وہ مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے "صِرَاطَ الَّذِيْنَ" "مِثْلُ اَيَّامِ الَّذِيْنَ"

11۔علم سے پہلے بغیر الف لام کے اسماء آجائیں تو وہ مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے "رَسُوْلُ اللّٰهِ" "خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ" "بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ"

12۔تین سے لیکر دس تک عدد اپنے مابعد کی طرف ممیز مضاف ہوتے ہیں اور ان کا مابعد تمیز مضاف الیہ ہوتا ہے جیسے "ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ" "فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ"

13۔اِبْنٌ کا لفظ جب دو ناموں کے درمیان آجائے تو وہ پہلے سے بدل بنتا ہے اور دوسرے کی طرف مضاف ہوتا ہے بشرطیکہ ابن کا لفظ مقولہ نہ ہو مقولہ کی صورت میں مبتداء بھی بن سکتا ہے۔ جیسے "قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ" میں "عِيْسَى ابْنُ" سے بدل بنے گا اور مریم کی طرف مضاف ہوگا۔

14۔بعض اوقات مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ پر ٹھہرا کر وہی مضاف والا اعراب دیا جاتا ہے جیسے "وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ" اصل میں "اَهْلَ الْقَرْيَةِ"

15۔بعض اسماء مضاف نہیں ہوتے جیسے ،اسماء اشارہ، اسمائے موصولہ ،اسماء شرطیہ ،اسماء استفہام سوائے ای کے۔

وضاحت

کیونکہ یہ معرفہ ہیں اسم معرفہ مضاف الیہ واقع ہوتا ہے مضاف واقع نہیں ہوتا اسم نکرہ مضاف ہوتا ہے۔اسم نکرہ کو مضاف کرنے سے تخصیص کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اسم معرفہ نکرہ کی

طرف مضاف ہونے سے پہلے ہی خاص ہے اس صورت میں جو شئی اضافت سے مطلوب ہے وہ پہلے ہی موجود ہے اس طرح معرفہ نکرہ کی طرف مضاف نہیں ہوتا اسم معرفہ اعلی ہے اسم نکرہ ادنی ہے تو اعلی کی ادنی کی طرف اضافت صحیح نہیں ہوتی۔

اگر کسی وقت علم کو مابعد کی طرف مضاف کیا جائے تو اس وقت علم نکرہ کی تاویل میں ہوجائے گا۔ جیسے ھٰذَا اَحْمَدُ نَا (یہ ہمارا احمد ہے)

16۔اسم مفرد منصرف صحیح یا مفرد منصرف جاری مجری صحیح جب مضاف ہوں یائے متکلم کی طرف تو ان کے آخر میں کسرہ آئے گا اور یائے متکلم کو ساکن اور مفتوح دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں جیسے غلام کو غلامی اور غلامی پڑھ سکتے ہیں۔

17۔اگر مصدر مضاف ہو اور اس کے آخر میں تا ہو تو اس تا کو حذف کرنا جائز ہے جیسے "اَوْحَیْنَا اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ" "اقام" اصل میں "اقامۃ" ہے۔

فائدہ

اقام الصلوٰۃ میں مصدر اقامۃ اصل میں اقوام ہے واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی اور وہ فتحہ ہے پھر اس واؤ کو الف کر دیا اس کے بعد اجتماع ساکنین سے حذف کر دیا اسکے عوض آخر میں تا لے آئے کبھی اس تا کو مصدر سے حذف کر دیا جاتا ہے جب مصدر کی اضافت کی جائے۔

اضافت کی اقسام

اضافت کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔معنویہ 2۔لفظیہ

اضافت معنویہ

اضافت معنویہ معنی کی طرف منسوب ہے یعنی معنی والی۔ یہ اضافت مضاف میں تعریف یا تخصیص کا فائدہ دیتی ہے اس لیے اس کو اضافت معنویہ کہتے ہیں۔ اضافت معنویہ کا مطلب یہ ہے اگر مضاف الیہ معرفہ ہے تو مضاف معرفہ ہو جائے گا اگر مضاف الیہ نکرہ ہے تو مضاف میں

تخصیص ہو جائے گی۔ اول کی مثال " غُلامُ زَیْدٍ " ثانی کی مثال " غُلامُ رَجُلٍ "

اضافت معنویہ اس کو کہتے ہیں کہ نہ مضاف صیغہ صفت ہو اور نہ ہی مضاف الیہ اس کا معمول ہو جیسے "غلام زید "

نوٹ

یہاں صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل اسم مفعول صفت مشبہ اسم تفضیل ہیں اور معمول سے مراد فاعل اور مفعول بہ ہے یعنی مضاف الیہ مضاف کا فاعل اور مفعول بہ نہ بنے۔

اضافت لفظیہ

اضافت لفظی صرف لفظوں میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے تعریف یا تخصیص کا فائدہ نہیں دیتی ہے اس لیے اس کو اضافت لفظیہ کہتے ہیں۔ اضافت لفظیہ اس کو کہتے ہیں کہ مضاف صیغہ صفت ہو اور مضاف الیہ اس کا معمول ہو جیسے " ضَارِبُ زَیْدٍ " ضارب اسم فاعل ہے اور زید مفعول بہ کی طرف مضاف ہے۔ اور زید لفظوں میں اگرچہ مجرور مضاف الیہ ہے لیکن معنی کے اعتبار سے مفعول بہ ہے۔

قرآن سے مثال: هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ میں مضاف الیہ معرف باللام ہے اس لیے مضاف الیہ معرف باللام بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ثَانِيَ عِطْفِهٖ

نوٹ

مضاف پر الف لام اور تنوین نہیں داخل ہوتے لیکن چند امور ایسے ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک پایا جائے تو الف لام اور اضافت جمع ہو سکتے ہیں۔

1۔ مضاف تثنیہ ہو جیسے " اَلضَّارِبَا زَیْدٍ "

2۔ مضاف جمع مذکر سالم ہو جیسے " اَلضَّارِبُوْا زَیْدٍ " وغیرہ

قرآن سے مثالیں: اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ ، وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ

3۔ مضاف صیغہ صفت ہو اور مضاف الیہ پر الف لام داخل ہو "اَلضَّارِبُ الرَّجُلِ"

مزید صورتیں اس طرح ہو سکتی ہیں اَلضَّارِبُوْا رَاسِ الرَّجُلِ، مَرَرْتُ بِالرَّجُلِ الضَّارِبِ غُلَامِهٖ

مضاف الیہ کا اعراب

مضاف الیہ کے اعراب کی تین صورتیں ہیں۔

1۔ لفظاً مجرور جیسے كِتَابُ اللّٰهِ
2۔ تقدیراً مجرور جیسے رَبُّ الْمُصْطَفٰى

3۔ محلاً مجرور جیسے صَدِيْقِيْ

مضاف الیہ کا حذف

عام طور پر مضاف الیہ کلام میں مذکور ہوتا ہے اور کبھی کبھی مضاف الیہ حذف ہوتا ہے جیسے رب اجعلنی مقیم الصلوۃ اور کبھی مضاف الیہ کے عوض آخر میں تنوین لگائی جاتی ہے جیسے یومئذ

مضاف مضاف الیہ کا اردو ترجمہ

مضاف اور مضاف الیہ کا اردو ترجمہ کرتے وقت مضاف الیہ کا ترجمہ پہلے کریں گے اور مضاف کا بعد میں۔ مضاف کے اردو ترجمے میں " کا، کے، کو، کی، اور را، ری، رے، " کے الفاظ آتے ہیں جیسے " رَسُوْلُ اللّٰهِ " اللہ عزوجل کے رسول۔ "غُلَامُ سَاجِدٍ" ساجد کا غلام۔ "غُلَامِيْ" میرا غلام "قَلَمُكَ" تمہارا قلم

بعض اوقات مضاف کا اردو ترجمہ پہلے آتا ہے اور کا، کے، کی، را، ری، رے، وغیرہ کے الفاظ بھی نہیں آتے جیسے "فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ (چھ دن) اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ (سخت عذاب)"

اگر مضاف مضاف الیہ کی کوئی علامت نہ پائی جائے اور ترجمہ کرتے وقت مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ درست ہے تو مضاف مضاف الیہ بتانا صحیح ہے جیسے " وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ " (وہ ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے)

تمرین

مضاف اور مضاف الیہ کو علیحدہ علیحدہ کریں۔

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ   کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ   صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

موصوف اور صفت کا بیان

موصوف

جس کی تعریف میں خیر وشر کے وصف کا بیان ہو اسے موصوف کہتے ہیں۔

صفت

جو لفظ موصوف کی اچھائی یا برائی بیان کرے اسے صفت کہتے ہیں۔

صفت کی اصطلاحی تعریف

صفت وہ تابع ہے جو اس معنی پر دلالت کرے جو اس کے موصوف میں ہے۔ جیسے "جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ" (میرے پاس عالم آدمی آیا) یا اس معنی پر دلالت کرے جو موصوف کے متعلق میں ہے جیسے "جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ" میرے پاس وہ آدمی آیا کہ اس کا باپ عالم ہے "اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا" ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں۔

موصوف اور صفت کے فوائد

1۔ موصوف صفت تخصیص کا فائدہ دیتے ہیں اگر دونوں نکرہ ہوں جیسے "جَآءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ"

2۔ وضاحت کے لیے آتے ہیں اگر دونوں معرفہ ہوں جیسے "جَآءَ نِی زَیْدُ ن الْفَاضِلُ"

3۔ کبھی صفت مدح وثناء کے لیے آتی ہے جیسے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"

4۔ کبھی صفت مذمت کے لیے آتی ہے جیسے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ"

5۔ کبھی صفت رحم کے لیے آتی ہے جیسے "اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبْدَکَ الْمِسْکِیْنَ"

6۔ کبھی صفت تاکید کے لیے آتی ہے جیسے "تِلْکَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ"

7۔ کبھی صفت تعیم کے لیے آتی ہے جیسے "اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ عِبَادَهُ الطَّآئِعِيْنَ"

8۔ کبھی صفت تفصیل کے لیے آتی ہے جیسے "مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ اَعْجَمِيٍّ وَّعَرَبِيٍّ"

9۔کبھی صفت ابہام کے لیے آتی ہے " تَصَدَّقْ بِصَدَقَةٍ قَلِيْلَةٍ اَوْ كَثِيْرَةٍ"

10۔کبھی صفت یہ ظاہر کرنے کے لیے آتی ہے کہ متکلم جس کے بارے بات کر رہا ہے مخاطب اس کے حال کو زیادہ جانتا ہے جیسے "رَاَيْتُ اَخَاكَ الْعَالِمَ"

موصوف اور صفت کے قواعد

1۔موصوف ہمیشہ صفت سے مقدم ہوتا ہے۔صفت کبھی بھی موصوف سے مقدم نہیں ہوتی۔

2۔دو اسم ہوں دونوں معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ ہوں تو اکثر وہ موصوف صفت بنتے ہیں جیسے "رجل عالم "الرجل العالم"

3۔دو، تین یا چار اسم ہوں ان پر الف لام داخل ہو تو ان میں اکثر پہلا موصوف اور باقی صفتیں بنتے ہیں جیسے " بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ "هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ"

4۔نکرہ کے بعد جملہ آ جائے تو نکرہ موصوف اور جملہ صفت بنتا ہے جیسے " لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ " بشرطیکہ جملہ جزا کی جگہ واقع نہ ہو۔نکرہ اور معرفہ کے بعد جملہ واقع ہونے کے بارے قاعدہ یہ ہے کہ "اَلْجُمَلُ بَعْدَ النَّكِرَاتِ صِفَاتٌ وَّبَعْدَ الْمَعَارِفِ اَحْوَالٌ " جملے نکرہ کے بعد صفت اور معرفہ کے بعد حال بنتے ہیں۔

5۔اسم اشارہ کے بعد اور اسم موصولہ سے پہلے الف لام والا اسم آ جائے تو وہ موصوف صفت بنتے ہیں۔ جیسے "رَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ "فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ "

6۔ایک اسم ضمیر کی طرف مضاف ہو اس کے بعد معرف باللام آ جائے یا اسم موصولہ یا اسم اشارہ آ جائے تو وہ بعض اوقات موصوف صفت بنتے ہیں جیسے "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ بِنِعَمَائِهِ الشَّامِلَةِ" رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ "

7۔نکرہ کے بعد لفظ ذات اور لفظ غیر آ جائے تو وہ موصوف صفت بنیں گے جیسے" اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" فِيْ صَلٰوةٍ ذَاتِ رُكُوْعٍ السُّجُوْدِ"

8۔حرف سے مراد لفظ لیا جائے اس کے بعد معرف باللام آجائے تو وہ موصوف صفت بنتے ہیں بشرطیکہ معنیٰ بھی صحیح ہو جیسے "مَا الْكَافَّةُ"

9۔اگر کہیں جمع مذکر غیر ذوی العقول موصوف آجائے تو اس کی صفت واحد مؤنث آتی ہے جیسے "فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ "(اس میں بلند تخت ہیں)"وَاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ"(اور چنے ہوئے کوزے)"وَنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ"(اور برابر بچھے ہوئے قالین)

10۔نکرہ کے بعد من بیانیہ یا جار مجرور آجائے تو نکرہ موصوف بنے گا من بیانیہ اور جار مجرور اپنے ظرف مستقر سے مل کر صفت بنیں گے جیسے"وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ"اور"مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا" جس پر من بیانیہ داخل ہوتا ہے وہ ماقبل کا بیان ہوتا ہے اور من بیانیہ کی جگہ لفظ الذی کا رکھنا صحیح ہوتا ہے جیسے"فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ

11۔ایک موصوف کی کئی صفات ہو سکتی ہیں جیسے اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ" (البتہ صفت کی آگے صفت نہیں ہو سکتی اور لگا تار دو موصوف بھی نہیں ہو سکتے)

12۔اعلام موصوف بنتے ہیں صفت نہیں بنتے اسماء اشارات صرف موصوف بن سکتے ہیں نہ کہ صفت۔

فائدہ

ضمیر موصوف صفت میں سے کچھ نہیں بن سکتی کیونکہ بعض ضمیریں نہایت واضح ہیں جیسے" انا، انت" مزید وضاحت کی محتاج نہیں ہیں۔اس لیے ان میں غیر کا احتمال نہیں ہوتا اور انہیں ضمیروں پر دوسری ضمیروں کو قیاس کر لیا گیا ہے۔

13۔بعض اوقات موصوف کو حذف کرنا جائز ہوتا ہے جب کہ کوئی قرینہ دلالت کر رہا ہو جیسے " هٰذَا جَمِيْلٌ " اصل میں هٰذَا قَلَمٌ جَمِيْلٌ ہے۔کیونکہ اسم اشارہ کا مشار الیہ سامنے ہوتا ہے اس لیے اس کو حذف کرنا جائز ہے۔

14۔بعض اوقات صفت کو حذف کرنا بھی جائز ہے جب کہ کوئی قرینہ ہو جیسے "كَانَ وَرَاءَهُمْ

مَلِکٌ یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَۃٍ غَصْبًا "اصل میں کُلَّ سَفِیْنَۃٍ سَالِمَۃٍ غَصْبًا

فائدہ

جمع غیر ذوی العقول کی صفت اس کی مناسب جمع کے ساتھ لانا جائز ہے جیسے قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ "جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ "اور غیر قرآن میں" مَعْرُوْشَۃٌ" بھی جائز ہے اور جمع مکسر ذوی العقول کی صفت مفرد مؤنث کے ساتھ لانا جائز ہے جیسے قال اللہ تعالیٰ "اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَۃٌ" اور غیر قرآن میں "مُطَهَّرَاتٌ" بھی جائز ہے

موصوف صفت کا ترجمہ

موصوف صفت کے اردو ترجمہ میں "جو کہ، ایسا، ایسی، ایسے، کا لفظ آتا ہے جیسے" بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ "سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیِّبِ "سعید جو کہ میتب کا بیٹا۔

صفت اور حال میں فرق

معنوی فرق

فاعل سے فعل صادر ہوتا ہے یا فاعل کا فعل مفعول پر واقع ہوتا ہے تو جو لفظ فاعل یا مفعول کی اس حالت کو بیان کرے اسے حال کہتے ہیں اور جو دائمی حالت کو بیان کرے اس کو صفت کہتے ہیں۔

حال کی مثال: "جَاءَنِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا "(اس میں وقتی حالت کا بیان ہے)

صفت کی مثال: "جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ "(اس میں دائمی حالت کا بیان ہے)

لفظی فرق

1۔ حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے جبکہ صفت اپنے موصوف کے مطابق معرفہ اور نکرہ ہوتی ہے۔

2۔ جب ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو مقدم کرتے ہیں صفت اپنے موصوف کے بعد ہوتی ہے۔

3۔حال میں عامل فعل یا معنی فعل ہوتا ہے صفت اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے۔

4۔حال کبھی جملہ خبریہ ہوتا ہے اس میں ضمیر کا ہونا ضروری نہیں ہوتا جو مرجع کی طرف لوٹے صفت اگر جملہ ہو تو اس میں ضمیر لازم ہوتی ہے۔

تمرین

طلباء موصوف صفت کی مثالیں تلاش کریں؟

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ

اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّارَيْبَ فِيْهِ

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ

مضمرات کا بیان

مضمرات مضمر کی جمع ہے مضمر اسم مفعول کا صیغہ ہے از باب افعال جس کا لغوی معنٰی ہے پوشیدہ کیا ہوا۔

تعریف

مضمر اور ضمیر ایک ہی چیز ہیں ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم حاضر یا اس غائب پر دلالت کرے جس کا ذکر لفظاً حکماً یا معناً پہلے ہو چکا ہو دل کو بھی ضمیر کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی پوشیدہ ہوتا ہے ضمیر جس اسم کی طرف لوٹتی ہے اسکو مرجع کہتے ہیں ضمیر اور مرجع کے درمیان واحد تثنیہ جمع مذکر مؤنث کی مطابقت ضروری ہے۔

ضمیر کی دو قسمیں ہیں: 1۔ متصل 2۔ منفصل

متصل

متصل کا معنٰی ہے ملنے والی۔ ضمیر متصل وہ ضمیر ہے جو تنہا استعمال نہ ہو بلکہ عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

منفصل

منفصل کا لغوی معنٰی ہے جدا ۔ منفصل وہ ضمیر ہے جو تنہا ہو عامل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو

متصل کی تین قسمیں ہیں: 1۔ مرفوع متصل 2۔ منصوب متصل 3۔ مجرور متصل

منفصل کی دو قسمیں ہیں: 1۔ مرفوع منفصل 2۔ منصوب منفصل

نوٹ

ضمیر مجرور منفصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ منفصل ضمیر کبھی عامل سے مقدم ہوتی ہے جیسے "ایاک نعبد" اور کبھی عامل سے موخر ہوتی ہے اس صورت میں مجرور کا جار پر مقدم ہونا لازم

آئے گا جو کہ جائز نہیں اس لیے ضمیر مجرور منفصل نہیں ہوتی۔ تو اس طرح ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں اور کل ستر ضمیریں ہیں۔

1۔ مرفوع متصل

مرفوع متصل وہ ضمیر ہوتی ہے جو محل رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل سے ملی ہوئی ہو
ضَرَبْتُ ، ضَرَبْنَا ، ضَرَبْتَ ، ضَرَبْتُمَا ، ضَرَبْتُمْ ، ضَرَبْتِ ، ضَرَبْتُمَا ، ضَرَبْتُنَّ ، ضَرَبَ ، ضَرَبَا ، ضَرَبُوْا ، ضَرَبَتْ ، ضَرَبَتَا ، ضَرَبْنَ ،

2۔ مرفوع منفصل

مرفوع منفصل وہ ضمیر ہے جو محل رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل سے ملی نہ ہو جیسے "أنَا ، نَحْنُ ، أنْتَ ، أنْتُمَا ، أنْتُمْ ، أنْتِ ، أنْتُمَا ، أنْتُنَّ ، هُوَ ، هُمَا ، هُمْ ، هِيَ ، هُمَا ، هُنَّ ،

3۔ منصوب متصل

منصوب متصل وہ ضمیر ہوتی ہے جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل سے ملی ہوئی ہو جیسے "ضَرَبَنِی ، ضَرَبَنَا ، ضَرَبَکَ ، ضَرَبَکُمَا ، ضَرَبَکُمْ ، ضَرَبَکِ ، ضَرَبَکُمَا ، ضَرَبَکُنَّ ، ضَرَبَهٗ ، ضَرَبَهُمَا ، ضَرَبَهُمْ ، ضَرَبَهَا ، ضَرَبَهُمَا ، ضَرَبَهُنَّ "

4۔ منصوب منفصل

منصوب منفصل وہ ضمیر ہے جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل سے ملی ہوئی نہ ہو جیسے "اِیَّایَ ، اِیَّانَا ، اِیَّاکَ ، اِیَّاکُمَا ، اِیَّاکُمْ ، اِیَّاکِ ، اِیَّاکُمَا ، اِیَّاکُنَّ ، اِیَّاهُ ، اِیَّاهُمَا ، اِیَّاهُمْ ، اِیَّاهَا ، اِیَّاهُمَا ، اِیَّاهُنَّ "

5۔ مجرور متصل

مجرور متصل وہ ضمیر ہے جو محل جر میں واقع ہو اپنے عامل سے ملی ہوئی ہو جیسے "لِیْ ، لَنَا ، لَکَ ، لَکُمَا ، لَکُمْ ، لَکِ ، لَکُمَا ، لَکُنَّ ، لَهٗ ، لَهُمَا ، لَهُمْ ، لَهَا ، لَهُمَا ، لَهُنَّ ،

ضمیر مجرور متصل میں واحد متکلم کی ضمیر پر لام داخل ہے جو کہ مبنی بر کسر ہے اور باقی میں مبنی بر فتح ہے۔

فائدہ

ضمیروں میں سب سے زیادہ معرفہ متکلم کی ضمیر ہے پھر مخاطب پھر غائب کی۔اس لیے نحوی متکلم سے گردان شروع کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اعلیٰ ہے اور صرفی اس کے برعکس یعنی پہلے غائب پھر حاضر پھر متکلم یعنی ادنی سے اعلیٰ کی طرف چڑھتے ہیں۔مجرور متصل کی دو قسمیں ہیں۔

1۔مجرور بحرف جر (مجرور بحرف جر کا ذکر اوپر ہو چکا ہے)　　2۔مجرور باضافت

مجرور باضافت

وہ ضمیر جو مضاف الیہ ہو یعنی اسم کے بعد متصلا واقع ہو جیسے رسولہ ضمیر مجرور باضافت کی پوری گردان اس طرح ہے .دارِیْ .دارُنَــا ،دارُکَ ، دار کــمــا ،دار کم ،دارک، دار کما ،دار کن ،دارہ ،دارھما ،دارھم ،دارھا دارھما ،دارھن ،

ضمیر کی اقسام

1۔ضمیر بارز　　2۔ضمیر مستتر

وجہ حصر

ضمیر دو حال سے خالی نہیں ہوگی یا تو وہ الفاظ کی صورت میں ہوگی یا نہیں۔اگر الفاظ کی صورت میں ہو تو اسے بارز کہتے ہیں اگر الفاظ کی صورت میں نہ ہو تو اسے مستتر کہتے ہیں۔

ضمیر بارز

بارز وہ ضمیر ہوتی ہے جو ظاہر ہو جیسے "ضَرَبْتُ "میں ت ضمیر بارز ہے۔

ضمیر مستتر

مستتر وہ ضمیر ہوتی ہے جو چھپی ہوئی ہو جیسے 'ضَرَبَ '' میں ھو ضمیر چھپی ہوئی ہے۔ماضی کے دو صیغوں واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں فاعل ضمیر مستتر ہوتی ہے اور باقی بارہ

صیغوں میں فاعل ضمیر بارز ہوگی جیسے "ضَرَبَا" میں الف ضمیر بارز فاعل "ضَرَبُوْا" میں واؤ ضمیر بارز فاعل ہوگی اس طرح آخر تک۔

ضمیر مستتر کی اقسام

مستتر کی دو قسمیں ہیں

1۔ وجوبا مستتر　　　　2۔ جوازا مستتر

وجوبا مستتر

جو ہمیشہ پوشیدہ ہو یہ مضارع کے تین صیغوں "تَضْرِبُ" میں (اَنْتَ) "اَضْرِبُ" میں (اَنَا) "نَضْرِبُ" میں (نَحْنُ) ہوتی ہے۔ ماضی کے صیغوں میں کوئی ضمیر ہمیشہ پوشیدہ نہیں ہوتی۔

جوازا مستتر

جو کبھی ظاہر ہو اور کبھی پوشیدہ ماضی او رمضارع کے دو صیغے واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب جب کلام کے شروع میں آجائیں تو فاعل ظاہر ہوگا جیسے "خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ" اور جب کلام کے درمیان میں مبتدا وغیرہ کے بعد آئیں تو ضمیر فاعل ہوگی جیسے "اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ"

نوٹ

ماضی اور مضارع کے دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب) کے علاوہ ماضی اور مضارع کے بارہ صیغوں کے بعد فاعل نہیں آسکتا کیونکہ فاعل بارہ صیغوں میں ضمیر ہوتی ہے۔

پہچاننے کا طریقہ

نفی جحد بلم، نفی تاکید بلن ناصبہ، امر اور نہی میں ضمیروں کے پہچاننے کا وہی طریقہ ہے. جو مضارع کا ہے صیغہ صفت یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل میں مطلقا ضمیر

غائب مستتر ہوتی ہے خواہ واحد تثنیہ یا جمع ہو مذکر ہو یا مؤنث بشرطیکہ صیغہ صفت اسم ظاہر کی طرف مسند نہ ہو جیسے "زَیۡدٌ ضَارِبٌ" میں "ھُوَ" ضمیر مستتر ہے جو کہ "ضَارِبٌ" کا فاعل ہے۔
"اَلزَّیۡدُوۡنَ ضَارِبُوۡنَ" ضَارِبُوۡنَ میں "ھُمۡ" ضمیر مستتر ہے جو "ضَارِبُوۡنَ" کا فاعل ہے۔

فائدہ

ضاربان میں الف تثنیہ کی علامت ضَارِبُوۡنَ میں واؤ محض جمع کی علامت ہیں فاعل کی ضمیر نہیں ہیں کیونکہ ضَارِبَانِ نصبی حالت وجری میں ضَارِبَیۡنِ بن جاتا ہے ضَارِبُوۡنَ نصبی و جری حالت میں "ضَارِبِیۡنَ" بن جاتا ہے اور ضمیر تبدیل نہیں ہوتی۔ اس لیے ان کے اندر ضمیر مستتر ہوتی ہے۔ صفت کے صیغوں میں غائب کی چھ ضمیریں عام طور پر پوشیدہ ہوتی ہیں۔ اگر صفت کے صیغے سے پہلے غائب کے علاوہ متکلم کی کوئی ضمیر مرفوع منفصل آجائے تو اس وقت وہ ضمیر اس میں مستتر ہوگی۔ غائب کی ضمیر مستتر نہیں ہوگی جیسے "نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ" اس مثال میں "اَقۡرَبُ" میں "نَحۡنُ" پوشیدہ ہے۔

مرجع کا بیان

ضمیر غائب کے لیے مرجع کا ہونا ضروری ہے مرجع وہ اسم ہوتا ہے جس کی طرف ضمیر لوٹتی ہے۔ مرجع کا مطلب ہے لوٹنے کی جگہ۔

مرجع کی اقسام

مرجع کی تین قسمیں ہیں۔ 1۔ مرجع لفظی 2۔ مرجع معنوی 3۔ مرجع حکمی

مرجع لفظی

مرجع لفظی وہ ہوتا ہے جو لفظا اور مرتبۃ دونوں لحاظ سے مقدم ہو جیسے "ضَرَبَ زَیۡدٌ غُلَامَہٗ" یا جو مرتبہ کے لحاظ سے مقدم ہو لیکن لفظوں میں موخر ہو جیسے "فَاَوۡجَسَ فِیۡ نَفۡسِہٖ خِیۡفَۃً مُّوۡسٰی" (تو مُوۡسٰی علیہ السلام نے اپنے جی میں خوف کیا) نفس کی "ہ" ضمیر کا مرجع موسیٰ ہے

جو لفظاً مؤخر ہے لیکن چونکہ فاعل ہے اور فاعل جار مجرور سے پہلے اور فعل کے بعد واقع ہوتا ہے۔ نفسہ جو مجرور ہے اس کا درجہ بعد میں ہے۔

مرجع معنوی

مرجع معنوی وہ ہوتا ہے جو ماقبل میں کسی لفظ سے سمجھا جائے۔ جیسے "اِعْدِلُوا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی" (انصاف کرو وہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے) یا اس کلام سے سمجھا جائے "وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ" (میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو اس کے ترکے سے چھٹا حصہ) سیاق وسباق میں میراث کا ذکر ہے اور میراث میت کا ہوتا ہے لہٰذا ضمیر کا مرجع میت ہے۔

مرجع حکمی

جس کا مرجع نہ لفظاً مقدم ہو نہ معناً مقدم ہو بلکہ ذہن میں ہو اور اس ضمیر کے بعد ایک جملہ ہوگا اور وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرے گا۔ اب اگر یہ ضمیر مذکر کی ہو تو اس کو ضمیر شان اور اگر مؤنث کی ہو تو اس کو ضمیر قصہ کہتے ہیں۔ جیسے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" میں "هُوَ" ضمیر شان ہے اور مابعد جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہے۔ "هو" ضمیر کا مرجع اگرچہ لفظاً یا معناً پہلے مذکور نہیں لیکن حکماً مذکور ہے یعنی ذہن میں پہلے ایک مضمون سوچا کہ اللہ ایک ہے پھر گویا اس کی طرف ضمیر راجع ہے۔

ضمیر شان اور قصہ

ضمیر شان اور ضمیر قصہ سے مقصود واقعہ کی عظمت بیان کرنا ہوتی ہے نحوی ایک ضمیر کا استعمال اس طرح کرتے ہیں کہ وہ جملہ سے پہلے ذکر کی جاتی ہے اور جملہ اس کی تفسیر واقع ہوتا ہے جملہ سے مراد جملہ خبریہ ہے جملہ انشائیہ نہیں۔ اور وہ ضمیر جملہ سے پہلے ذکر کی جاتی ہے مفرد سے پہلے نہیں جیسے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" ضمیر شان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ضمیر غائب مفرد ہو۔

فائدہ

1۔ مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر مرفوع منفصل لائی جاتی ہے جو مبتدا کے مطابق ہوتی ہے شرط یہ ہے کہ خبر معرفہ ہو جیسے "اُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" یا خبر اسم تفضیل مستعمل "بِمِنْ" ہو جیسے "زَیْدٌ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو" یہ ضمیر منفصل خبر اور صفت کے درمیان فرق کرتی ہے۔ مثال کے طور پر "اُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" میں اگر "هُمْ" ضمیر مرفوع منفصل نہ آتی تو پتہ نہ چلتا کہ "اَلْمُفْلِحُوْنَ اُولٰئِکَ" کی خبر ہے یا اس کی صفت جب ضمیر منفصل آ گئی تو اس نے فرق کر دیا کہ "اَلْمُفْلِحُوْنَ" خبر ہے صفت نہیں کیونکہ موصوف صفت کے درمیان فصل جائز نہیں ہے۔

2۔ کبھی مرجع کا ذکر نہیں ہوتا غور و فکر سے سمجھا جاتا ہے جیسے "کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ" (زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہونا ہے) اس میں "عَلَیْهَا" کی "هَا" ضمیر کا مرجع زمین ہے۔ جو غور و فکر کے بغیر نہیں نکالا جا سکتا ہے۔

د۔ کبھی مرجع ضمیر کے مطابق نہیں ہوتا ہے جیسے "یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ" (ان دونوں سمندروں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں) اس مثال میں "هُمَا" ضمیر کا مرجع دو سمندر ہیں۔ ایک کا پانی میٹھا دوسرے کا کھارا۔ اللہ تعالیٰ موتی اور مونگے میٹھے پانی سے نکالتا ہے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ عرب دو مختلف جنسوں کا ذکر کرتے ہیں پھر ان میں سے کسی ایک سے خبر دیتے ہیں اور جیسے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ "یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ" (اے جنات اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے) اس آیت میں جنات اور انسانوں دونوں میں سے رسولوں کے آنے کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ رسول ان میں سے صرف انسانوں میں سے آئے تھے۔ اسی طرح کھارے اور شیریں دونوں سمندروں سے موتی اور مونگے نکلنے کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ موتی اور مونگے صرف اور صرف شیریں سمندر سے نکلتے ہیں۔ اس لحاظ سے "هُمَا" کا مرجع صرف ایک ہی سمندر ہے اسی طرح "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ" اس مثال میں "هُمْ" ضمیر کا مرجع "مَنْ یَّقُوْلُ"

"ہے جس سے ایک آدمی سمجھا جا رہا ہے "یقولُ میں "مَنْ" کے لفظ کا لحاظ کیا اور "ھُمْ" کے اندر مَنْ کے معنیٰ کا لحاظ کیا گیا ہے کیونکہ مَنْ جمع کے معنیٰ میں آتا ہے۔

ضمائر کو پڑھنے کا طریقہ

☆ ضمیر سے پہلے اگر زبر ہے تو الٹا پیش پڑھا جائے گا جیسے لَهٗ

☆ ضمیر سے پہلے اگر زیر ہے تو کھڑی زیر پڑھی جائے گی جیسے بِهٖ

☆ ضمیر کا ماقبل یاء کے علاوہ ساکن ہو تو کسرہ پڑھیں گے جیسے مِنْهُ

☆ ضمیر کا ماقبل یا ساکن ہو تو اکیلی زیر پڑھیں گے جیسے فِیْهِ

مگر قرآن پاک کے چند الفاظ ان قواعد سے مستثنیٰ ہیں جیسے

وَمَا اَنْسٰنِیْهُ (سورہ کہف) عَلَیْهُ اللّٰهَ (سورہ فتح) اَرْجِهْ (سورہ شعراء) فَاَلْقِهْ (سورہ نحل)

اور بھی ان جیسے مقامات ہیں۔

ضمیروں کا ترکیبی استعمال

1۔ ضمیر مرفوع منفصل عام طور پر مبتدا بنتی ہے بشرطیکہ ضمیر مرفوع منفصل ضمیر مرفوع متصل کی تاکید کے لیے نہ ہو اور فصل کے لیے بھی نہ ہو جیسے "هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ". هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

2۔ ضمیر منصوب منفصل مفعول واقع ہوتی ہے جیسے "اِیَّاكَ نَعْبُدُ"

3۔ ضمیر مرفوع متصل فاعل بنتی ہے جیسے "اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ، رَبَّنَا ظَلَمْنَا"

4۔ ضمیر منصوب متصل اگر فعل کے ساتھ متصل ہو تو مفعول بہ بنتی ہے جیسے "ظَلَمُوْنَا" اگر حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ متصل ہو تو ان کا اسم بنتی ہے جیسے "اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ"

اسماء افعال کے ساتھ متصل ہو تو مفعول بہ بنتی ہے۔

تراکیب

"اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ"

ان حرف مشبہ بالفعل ھـــم ضمیر اسم ھـــم ضمیر مرفوع منفصل برائے فصل "السفهاء" صیغہ صفت ھم ضمیر مستتر فاعل سفھاء صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ"

ھم ضمیر مرفوع منفصل مبتدا فی جار ھا ضمیر مجرور متصل جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو مقدم ہوا خالدون کا خالدون اسم فاعل ھم ضمیر مستتر اس میں فاعل خالدون اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ

جملہ اور شبہ جملہ کے درمیان فرق

افعال اپنے فاعل یا نائب فاعل سے ملکر جملہ بنیں تو وہ جملہ ہوتا ہے اگر اسماء اپنے فاعل یا نائب فاعل سے ملکر جملہ بنیں تو وہ شبہ جملہ ہوتا ہے۔

تمرین

طلباء درج ذیل جملوں کی ترکیب کریں۔

هُمْ لَايَظْلِمُوْنَ

وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ

وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ

مبتدا اور خبر کا بیان

مبتدا کی تعریف

مبتدا وہ اسم ہے جو لفظی عامل سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو۔

خبر کی تعریف

خبر وہ اسم ہے جو لفظی عامل سے خالی ہو اور مسند بہ ہو جیسے "زَیْدٌ فَاضِلٌ" (زید فاضل ہے) "مُحَمَّدٌ نَبِیٌّ" (محمد ﷺ نبی ہیں)، "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ" (محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں)

مبتدا اور خبر کو پہچاننے کا طریقہ

مبتدا اور خبر کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ جس پر حکم لگایا جائے وہ مبتدا ہے جو حکم لگایا جائے وہ خبر ہوگی جیسے "سَاجِدٌ قَارِیٌ" (ساجد قاری ہے)

دوسرا طریقہ

مبتدا اکثر اسم جامد ہوتا ہے اور خبر اکثر مشتق ہوتی ہے۔ جیسے "هُمْ فِيهَا خَالِدُوْنَ" "وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ" "وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ"

تیسرا طریقہ

مبتدا خبر کے اردو ترجمہ میں "ہے۔ ہیں۔ ہوں۔ ہو۔ وغیرہ آتے ہیں۔ جیسے "أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

مبتدا خبر کی نشانیاں

1۔ مبتدا کی اصل معرفہ ہونا ہے اور خبر کی اصل نکرہ ہونا ہے لہذا جب دو اسم مرفوع جمع ہوں جن میں سے پہلا معرفہ ہو دوسرا نکرہ ہو تو پہلے کو مبتدا بنائیں گے اور دوسرے کو خبر بنائیں گے جیسے "اَللّٰهُ لَطِيْفٌ"

فائدہ

مبتدا کی اصل میں معرفہ ہوتا ہے مبتدا کو عموما معرفہ اس لئے لایا جاتا ہے کہ اس کی حالت بیان کی جاتی ہے اور حالت عام طور پر جانی پہچانی شی کی بیان کی جاتی ہے یا اگر مبتدا معرفہ نہ ہو تو اس میں کم از کم کوئی خصوصیت ہو جس کی وجہ سے اس کی حالت بیان کرنے کا فائدہ ہو مثلا ایک شخص نے کہا کہ زید بیمار ہے اب زید ایک جانی پہچانی شخصیت ہے جو کہ معرفہ ہے جس کے بارے بیمار ہونے کی خبر دی جارہی ہے تو مخاطب کو فائدہ حاصل ہوا اگر وہ شخص یوں کہے کہ آدمی بیمار ہے اس سے کوئی مخصوص آدمی مراد نہیں اس لیے اس سے سننے والے کو کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوا لیکن اگر کہا جائے کہ وہ آدمی جو کہ عالم ہے بیمار ہے تو اس سے کچھ نہ کچھ تخصیص ہو جائے گی اب پہلے کے مقابلے میں جہالت کم ہو گئی اب یہ مبتدا بن سکتا ہے جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ مَرِيضٌ "(عالم آدمی بیمار ہے) اسی وجہ سے عام طور پر مبتدا معرفہ ہوتا ہے تا کہ اس کے بارے خبر دینے سے مخاطب کو فائدہ حاصل ہو۔

2۔ دو اسم معرفہ اکٹھے آجائیں تو اکثر موصوف صفت بنتے ہیں جیسے "النوع الثالث"، کبھی کبھی مبتدا خبر بھی بنتے ہیں جیسے "اَللّٰهُ اِلٰهُنَا، مُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا"

3۔ ضمیر مرفوع منفصل شروع کلام میں آجائے تو وہ عام طور پر مبتدا بنتی ہے جیسے "هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"

4۔ اگر شروع کلام میں الف لام والا اسم آجائے اور اس کے بعد جملہ آجائے تو وہ مبتدا خبر بنتے ہیں جیسے "اَللّٰهُ يَشْهَدُ"

5۔ مبتدا ہمیشہ اسم ہوتا ہے خواہ اسم حقیقی ہو یا اسم تاویلی

<u>اسم حقیقی</u> اسم حقیقی سے مراد اسم صریح ہے جیسے اسم جامد اسم مصدر اسم فاعل اسم مفعول وغیرہ

<u>اسم تاویلی</u> اس سے مراد وہ فعل ہے جس پر حرف مصدر یہ میں سے کوئی داخل ہو جیسے "اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ" اس مثال میں اَنْ تَصُوْمُوْا بتاویل مصدر ہو کر مبتدا ہے گویا اصل عبارت

یوں ہے" صَوْمُکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ "

6۔کلام کے شروع میں مضاف مضاف الیہ آجائیں ان کے بعد نکرہ آجائے تو وہ مبتدا خبر بنیں گے جیسے "صَدَقَۃُ الْفِطْرِ وَاجِبَۃٌ "

7۔اسم اشارہ کے بعد بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو وہ مبتدا خبر بنتے ہیں جیسے ھذا کتاب انزلنٰہ

8۔معرفات جتنے بھی ہیں مبتدا بنتے ہیں اور تعریف مکمل خبر بنتی ہے جیسے "اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًی مُفْرَدٍ ،اَلنَّحْوُ عِلْمٌ بِاُصُوْلٍ یُعْرَفُ بِھَا "

9۔لولا کا مدخول بھی مبتدا بنتا ہے"لَوْ لَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ" علی مبتدا اور خبر موجود محذوف ہے۔

10۔من شرطیہ کے بعد اگر فعل لازم آجائے تو من شرطیہ مبتدا بنتا ہے اگر فعل متعدی آجائے تو من مفعول بہ بنتا ہے بشرطیکہ فعل متعدی کا مفعول بہ موجود نہ ہو جیسے "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا " مَنْ مبتدا شرط جزا مل کر خبر۔

فائدہ

فعل متعدی کے اردو ترجمہ میں اکثر طور پر لفظ "نے" آتا ہے جیسے "ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًو "(زید نے عمرو کو مارا) جبکہ فعل لازم کے اردو ترجمہ میں "نے نہیں" آتا جیسے "جَاءَ زَیْدٌ "(زید آیا)

11۔فا جزائیہ کے بعد جار مجرور آجائیں تو خبر مقدم بنے گا مابعد اسم مبتدا موخر بنے گا جیسے "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا "

12۔اگر کلام کے شروع میں معرف باللام ہو اس کے بعد جار مجرور ہو تو مبتدا خبر بنیں گے بشرطیکہ ما بعد کوئی لفظ خبر بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو جیسے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ،اَلْبَاءُ لِلْاِلْصَاقِ ،عَلٰی لِلْاِسْتِعْلَاءِ " یہ سب مبتدا خبر بنتے ہیں۔

فائدہ

جار مجرور کو ظرف کہتے ہیں۔ ظرف ایک کمزور چیز ہے اس کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جس چیز کا یہ سہارا پکڑتی ہے اس کو متعلق کہتے ہیں جار مجرور ظرف مستقر خبر کے مقام میں ہوں تو ان کا متعلق محذوف نکالیں گے ان کا متعلق نکالنے کے بارے میں بصریوں اور کوفیوں کے درمیان اختلاف ہے بصری اس کا متعلق فعل نکالتے ہیں اور کوفی اس کا متعلق اسم نکالتے ہیں اس لیے متعلق اسم بھی نکال سکتے ہیں اور فعل بھی نکال سکتے ہیں۔ اور متعلق تذکیر و تانیث واحد تثنیہ جمع میں مبتدا کے مطابق ہوگا مبتدا مذکر یا مؤنث ہے تو خبر کا متعلق بھی مذکر یا مؤنث ہوگا لیکن متعلق کا اعراب خبر کے مطابق ہوگا مثلاً مبتدا کی خبر کا متعلق نکالیں تو مرفوع نکالیں گے جیسے "زَیْدٌ فِی الدَّارِ" زید مبتدا "فی" جار "الدار" مجرور مل کر متعلق ہوئے کائن اسم فاعل کے اس مثال میں متعلق مرفوع نکالا گیا ہے اس لیے مبتدا کی خبر مرفوع ہوتی ہے اسی طرح حروف مشبہ بالفعل اور لائے نفی جنس کی خبر کا متعلق بھی مرفوع نکالیں گے، افعال ناقصہ اور "مَا وَ لَا الْمُشَبَّهَتَانِ" کی خبریں منصوب ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کا متعلق منصوب نکالیں گے۔

13۔ حروف جارہ جو مراد اللفظ مبتدا بنتے ہیں ان کے بعد جو جار مجرور ظرف مستقر کے مقام میں ہیں تو ان کا متعلق مؤنث نکالیں گے کیونکہ حروف سب کے سب مؤنث سماعی ہیں "اَلْبَاءُ لِلْاِلْصَاقِ" "اَلْبَاءُ" مفرد منصرف مرفوع لفظاً مبتدا "لام" جار "الصاق" مجرور جار مجرور مل کر متعلق "ثابتۃ" راجع بسوئے "الباء" صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

14۔ کلام کے شروع میں جو جار مجرور آجائیں تو وہ خبر مقدم بنتے ہیں اور بعد والا اسم مبتدا مؤخر ہوگا جیسے "لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ" "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا"

15۔ انما کے بعد کوئی اسم آجائے تو وہ مبتدا بنے گا اور اس کے بعد والا لفظ خبر جیسے "اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ"

16۔ما استفہامیہ بھی مبتدا بنتا ہے جیسے ''وَمَا اَدْرَاکَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ''

17۔اما کے بعد اسم آجائے تو وہ مبتدا ہوگا قائم مقام شرط کے اس کے بعد خبر ہوگی قائم مقام جزا کے جیسے ''اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا''

18۔نکرہ میں اگر تخصیص ہوجائے تو اس کو مبتدا بنانا صحیح ہے جیسے ''وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ''

فائدہ

تخصیص کی یہ بھی صورت ہے کہ خبر مقدم ہو اور مبتدا مؤخر ہو ویسے مبتدا پہلے ہوتا ہے اور خبر بعد میں اور اگر خبر پہلے ہو تو ضرورت کے تحت ایسا ہوجاتا ہے جیسے باپ کا مرتبہ بیٹے سے زیادہ ہوتا ہے استاذ کا مرتبہ شاگرد سے زیادہ ہے لیکن اگر کہیں ایسا ہوجائے کہ بیٹا اور شاگرد آگے چل رہا ہو خدمت کے لیے تو یہ بھی جائز ہے۔

19۔مبتدا کی خبر جملہ بھی ہوتی ہے خبر جب جملہ ہو تو خبر کا مبتدا کے ساتھ رابطہ ہونا ضروری ہے رابطہ کی چار صورتیں ہیں۔

(i) خبر کا رابطہ مبتدا کے ساتھ ضمیر کے ذریعے ہوگا یعنی خبر میں ایک ضمیر ہوگی جو مبتدا کی طرف لوٹ رہی ہوگی جیسے ''زَيْدٌ اَبُوْهُ عَالِمٌ'' ''ذالک الکتاب لا ریب فیه' اسی طرح رابطہ ضمیر مستتر بھی ہوسکتی ہے۔جیسے ''اَلْحَقُّ يَعْلُوْ'' حق بلند ہوتا ہے۔

(ii) خبر کا رابطہ مبتدا کے ساتھ اسم اشارہ کے ذریعے ہوگا جیسے ''لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ''

(iii) کبھی خبر کا رابطہ مبتدا کے ساتھ اعادۃ المبتدا بلفظہ کے ذریعے ہوگا جیسے ''اَلْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ'
اس مثال میں اَلْحَاقَّةُ مبتدا اول اور مَا مبتدا ثانی اور اَلْحَاقَّةُ خبر

(iv) کبھی مبتدا اور خبر کے درمیان رابطہ عمومیت کا ہوتا ہے جیسے ''زَيْدٌ نِعْمَ الرَّجُلُ'' اس مثال میں زید مبتدا نعم فعل مدح الرجل اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر۔یہاں مبتدا اور خبر کے درمیان رابطہ عمومیت کا ہے اس لیے کہ الف،لام،رجل پر عمومیت کا ہے اور اس الف لام، کے متعدد افراد ہیں جن میں سے ایک زید بھی ہے۔

نوٹ

مندرجہ بالا رابطہ کی جو صورتیں بیان کی گئی ہیں یہ اس وقت ہوں گی جب جملہ معنی کے اعتبار سے نفس مبتدا نہ ہوگا جب خبر واقع ہونے والا جملہ معنی کے اعتبار سے نفس مبتدا ہوگا پس وہ رابطہ کا محتاج نہیں ہوگا کیونکہ وہ اجنبی نہیں ہوگا جیسے "کَقَوْلِهٖ تَعَالیٰ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" ھو ضمیر شان مبتدا اور جملہ اسمیہ خبر یہ وہ رابطہ کا محتاج نہیں ہے کیونکہ وہ جملہ مبتدا کا عین ہے۔

قاعدہ

ظرف کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ظرف زمان 2۔ظرف مکان

مبتدا کی بھی دو قسمیں ہیں۔ 1۔جوہر (ذات) 2۔عرض

اگر ظرف مکانی ہو تو اسے مبتدا جوہر اور عرض کی خبر بنانا درست ہے جیسے زَیْدٌ اَمَامَکَ عرض کی مثال اَلْخَیْرُ اَمَامَکَ اور اگر ظرف زمانی ہو تو اسے مبتدا عرض کی خبر بنانا درست ہے مبتدا جوہر کی خبر بنانا درست نہیں جیسے "اَلصَّوْمُ یَوْمٌ" کہنا درست ہے اور "زَیْدٌ یَوْمٌ" کہنا درست نہیں۔

فائدہ

جہاں خبر نکرہ کی بجائے معرفہ ہو وہاں حصر کا فائدہ حاصل ہوگا جیسے "اَللّٰهُ الصَّمَدُ" اس مثال میں خبر صمد کی بجائے الصمد ہے مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ ہی بے نیاز ہے۔

20۔مبتدا کی متعدد خبریں ہو سکتی ہیں جیسے "وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ،وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ" اس لیے کہ مبتدا محکوم علیہ ہے اور خبر حکم ہے اور محکوم علیہ پر کئی حکم لگائے جا سکتے ہیں جیسے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ،نَبِیٌّ اُمِّیٌّ ،خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ،"

21۔لفظ کل پر جب تنوین آ جائے تو اس کا مضاف الیہ حذف ہوتا ہے اور تنوین اس کے عوض ہے اور سننے والے کو یہ بات سمجھ آ جاتی ہے کہ حکم ہر فرد کو شامل ہے اس لیے مبتدا بن سکتا ہے جیسے "کُلٌّ

اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ، کُلٌّ لَہٗ قَانِتُوْنَ ”

خبر کا مبتدا پر مقدم ہونا

22۔ کبھی خبر کو مبتدا پر وجوباً مقدم کرتے ہیں جیسے ”اَیْنَ زَیْدٌ“ اس مثال میں خبر کو مبتدا پر مقدم کیا کیونکہ حرف استفہام صدارت کلام کا تقاضہ کرتا ہے۔

حذف مبتدا و خبر

23۔ کبھی مبتدا کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے ”سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰھَا“ اس مثال میں مبتدا ھٰذِہٖ محذوف ہے۔ اصل عبارت ھٰذِہٖ سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰھَا

کبھی خبر کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے ”اُکُلُھَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّھَا“ اس مثال میں ظلھا مبتدا کی خبر محذوف ہے جو کہ دائم ہے۔

24۔ کبھی خبر سے مبتدا کی صفت بیان کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے ”زَیْدٌ عَالِمٌ“

مبتدا خبر اور موصوف صفت میں فرق کی وضاحت

دو اسم ہوں پہلا معرفہ دوسرا نکرہ ہو تو وہ مبتدا اور خبر بنتے ہیں دونوں معرفہ ہوں تو اکثر وہ موصوف صفت بنتے ہیں اور کبھی کبھی مبتدا خبر بھی بن جاتے ہیں جیسے ”اَللّٰہُ اِلٰھُنَا، مُحَمَّدٌ نَبِیُّنَا، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ،

دو اسم ہوں دونوں نکرہ ہوں تو وہ اکثر موصوف صفت بنتے ہیں۔ مبتدا اور خبر کے اردو ترجمہ میں ” ہے، ہیں، ہوں، وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں۔ موصوف صفت میں یہ لفظ نہیں آتے جیسے ”اَلرَّجُلُ عَالِمٌ“ آدمی عالم ہے، مبتدا خبر ہیں۔ ”اَلرَّجُلُ الْعَالِمُ“ کا معنی عالم آدمی یہ موصوف صفت ہیں۔

تراکیب

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

واؤ مستانفہ اللہ اسم جلالت مبتدا غفور خبر اول رحیم خبر ثانی مبتدا اپنی خبر اول اور خبر ثانی سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ"

فا استینافیہ من اسم شرط مبتدا اعتدی فعل ماضی فی محل جزم فعل شرط ھو ضمیر فاعل بعد مضاف ذالک مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول ہوا فعل کا فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر شرط فا رابطہ للجواب لہ جار و مجرور متعلقان محذوف خبر مقدم عذاب موصوف الیم صفت موصوف صفت مل کر مبتدا مؤخر مبتدا مؤخر خبر مقدم سے مل کر جواب شرط فعل شرط جواب شرط سے مل کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"

الحمد مبتدا لام جار اللہ اسم جلالت موصوف رب مضاف العلمین مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر صفت موصوف صفت مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف مستقر ثابت اسم فاعل کا ثابت اسم فاعل ھو ضمیر راجع بسوئے مبتدا فاعل ثابت اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مبتدا کی مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تمرین

طلباء تراکیب کریں۔

قُلْ هُوَ اَذًی	اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ
هُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ	وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ
وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ	

جار مجرور کا بیان

وجہ تسمیہ

حروف جارہ کو جارہ اس لے کہتے ہیں کہ جارہ جر سے مشتق ہے اور جر کا معنی ہے کھینچنا کیوں کہ حروف جارہ بھی ماقبل فعل یا شبہ فعل کے معنی کو کھینچ کر اپنے مدخول تک پہنچا دیتے ہیں۔

وضاحت

ہر حرف جر کے لیے مجرور کا ہونا ضروری ہے اور مجرور اسم ہوتا ہے فعل نہیں ہوتا خواہ اسم حقیقی ہو یا اسم تاویلی۔

اسم حقیقی

اسم حقیقی کل دس ہیں۔

اسم جامد　اسم فاعل　اسم مفعول　اسم مصدر　صفت مشبہ
اسم تفضیل　اسم ظرف　اسم آلہ　اسم مبالغہ　اسم منسوب

اسم تاویلی

اسم تاویلی وہ ہے جو فی الحقیقت تو اسم نہ ہو لیکن اہل عرب کسی تاویل کی وجہ سے اس پر اسم کا حکم لگا دیں۔ مثلا وہ فعل جس پر حرف جر داخل ہو جائے تو وہ فعل مصدر کی تاویل میں ہو کر اسم کے حکم میں ہو جائے گا جیسے "اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ"

جار مجرور کے متعلق کو تلاش کرنے کا طریقہ

جار مجرور کے متعلق کو تلاش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مجرور کا ترجمہ کریں پھر حرف جار کا پھر جس کا متعلق بنا رہے ہیں اس کا ترجمہ کریں اگر ترجمہ درست بن رہا ہو تو جار مجرور کو اس کا متعلق کر دیں اگر ترجمہ صحیح نہ بن رہا ہو تو کسی اور کا متعلق کریں۔ جیسے 'اسد نصری

تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ ''اس مثال میں اگر''فِی السَّمَآءِ '' کو ''نَرٰی ''کا متعلق کر دیا جائے تو معنی ہوگا تحقیق ہم آسمان میں دیکھ رہے ہیں۔حالانکہ یہاں پر یہ معنی مراد نہیں ہے اگر جار مجرور کو تقلب مصدر کے ساتھ متعلق کریں تو ترجمہ ہوگا (بے شک ہم آپ کے چہرے کا آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں اور یہی معنی درست ہے۔اور قرآن کا مرادی معنیٰ ہے۔

ظرف مستقر

ظرف مستقر وہ ظرف ہے جو کہ لفظوں میں موجود نہ ہو۔ظرف مستقر کو ظرف مستقر اس لیے کہتے ہیں کہ مستقر مشتق ہے استقرار سے استقرار کا معنی ہے قرار پکڑنا، کیونکہ ظرف مستقر اپنے عامل کی جگہ قرار پکڑ لیتا ہے اس لیے اس کو ظرف مستقر کہتے ہیں۔

ظرف لغو

ظرف لغو وہ ظرف ہے جو کہ لفظوں میں موجود ہو ظرف لغو کو اس لیے ظرف لغو کہتے ہیں کہ لغو کا معنی ہے محروم ہونا کیونکہ ظرف لغو اپنے متعلق کی جگہ قرار پکڑنے سے محروم ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر 1

اگر جار مجرور فعل یا اسم فاعل یا اسم مفعول یا صفت مشبہ یا اسم تفضیل یا مصدر کے بعد واقع ہو تو اس کو ظرف لغو (متعلق) کہتے ہیں جیسے ''ختم الله على قلوبهم ،انعمت عليهم ، اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ،وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا''

فائدہ نمبر 2

ظرف مستقر کے مقامات درج ذیل ہیں۔

1۔خبر 2۔صلہ 3۔صفت 4۔حال

خبر کے مقام میں مبتدا کے بعد جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ صلہ کے مقام میں اسم موصول کے بعد جیسے ''وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ''

وضاحت

ظرف مستقر اگر صلہ کے مقام میں ہوتو اس کا متعلق فعل نکالیں گے کیونکہ صلہ جملہ ہوتا ہے اور فعل بھی اپنے فاعل سے مل کر جملہ ہوتا ہے جیسے "وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ اَیْ ثَبَتُوْا مِنْ قَبْلِکُمْ"

قاعدہ

موصوف کے بعد ظرف مستقر اگر صفت کے مقام میں ہوتو اکثر نحاۃ اس کا متعلق فعل اور بعض اسم نکالتے ہیں جیسے "عَلٰی مَعْنًی" فِی نَفْسِھَا" اَیْ ثَبَتَ اَوْ ثَابِتٌ فِیْ نَفْسِھَا" حال کے مقام میں ذوالحال کے بعد ظرف مستقر واقع ہوتو اکثر اس کا متعلق فعل نکالتے ہیں او ربعض اسم نکالتے ہیں جیسے "فَا للَّفْظِیَّۃُ مِنْھَا اَیْ ثَبَتَ اَوْ ثَابِتَۃً مِّنْھَا"

قاعدہ

ظرف مستقر کا متعلق جو محذوف ہوا کثر جگہ پر چار افعال میں سے کوئی فعل محذوف ہوتا ہے ان کو افعال عامہ کہتے ہیں وہ یہ ہیں (ثبوت، وجود، کون، حصول) کبھی کوئی دوسرا فعل بھی محذوف ہوتا ہے مثلاً "اُقْسِمُ" وغیرہ ان کو افعال خاصہ کہتے ہیں۔

قاعدہ

دو جار مجرور کا ایک ہی متعلق محذوف ہوتو پہلے جار مجرور کو ظرف مستقر دوسرے کو ظرف لغو کہتے ہیں کیونکہ جب جار مجرور کے متعلق کو ظاہر کر دیا گیا تو گویا وہ مذکور ہو گیا۔

تراکیب

"وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"

واؤ عاطفہ ھو مبتدا علی جار کل مضاف شیء مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو مقدم قدیر کا قدیر صیغہ صفت ھو ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتدا کے قدیر صیغہ صفت اپنے فاعل اور ظرف لغو مقدم سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر مبتدا کی مبتدا

اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ"

یسئلون فعل با فاعل ک ضمیر منصوب متصل مفعول بہ عن جار الخمر معطوف علیہ واؤ عاطفہ المیسر معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا یسئلون فعل کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تمرین

طلباء تراکیب حل کریں۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا

معطوف علیہ اور معطوف کا بیان

عطف بالحرف کی تعریف

وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد آئے اور جو نسبت متبوع کی طرف ہو وہی نسبت تابع کی طرف ہو متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہتے ہیں جیسے "جَاءَ زَیْدٌ وَ عَمْرٌو" میں جاء کی نسبت زید کی طرف ہے ایسے "واؤ" حرف عطف کے واسطے سے عمرو کی طرف بھی ہے وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمَاعِیْلُ میں بیت اللہ کی بنیادیں اٹھانے کی جیسے نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہے ایسے ہی واؤ حرف عطف کے ذریعے اسماعیل علیہ السلام کی طرف بھی ہے عطف بالحرف کی تعریف سے معلوم ہوا کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں شریک ہوتا ہے جب معطوف علیہ خبر واقع ہوگا تو معطوف بھی خبر ہوگا جیسے "زَیْدٌ عَالِمٌ وَّ عَاقِلٌ" اسی طرح مبتدا کا عطف مبتدا پر اور جار مجرور کا عطف جار مجرور پر جملہ اسمیہ کا عطف اسمیہ پر اور فعلیہ کا عطف فعلیہ پر حال کا عطف حال پر ہوگا یعنی جیسا حکم معطوف علیہ کا ہوگا ویسا حکم معطوف کا بھی ہوگا۔

حروف عطف

حروف عطف دس ہیں۔ وَاؤ ، فَا ، ثُمَّ ، حَتّٰی ، اِمَّا ، اَوْ ، اَمْ ، لَا ، بَلْ ، لٰکِنْ

وضاحت

1۔ واؤ معطوف علیہ اور معطوف کو یک حکم میں جمع کر دیتی ہے جیسے "وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمَاعِیْلُ

2۔ کبھی واؤ معطوف علیہ اور معطوف کو ایک حکم میں ترتیب کے ساتھ جمع کرنے کے لیے آتی ہے جیسے "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا"

3۔ کبھی واؤ معطوف علیہ اور معطوف کو ایک حکم میں ترتیب کے برعکس جمع کرنے کے لیے آتی ہے

یعنی جس چیز کو مقدم ہونا تھا اسے مؤخر کر دینا جیسے مرنے کے بعد اٹھنے سے انکار کرنے والے کو خبر دینا "مَاهِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا"

فا

ترتیب تشریک، تعقیب کا فائدہ دیتی ہے۔

فا سبب کے لیے بھی آتی ہے کہ دوسری چیز پہلی چیز کے سبب سے واقع ہوئی ہے جیسے

"فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ"

اصل میں اس کی وضع ہے ترتیب متصل کے لیے ترتیب کی دو قسمیں ہیں

1۔ الترتیب فی المعنٰی۔ وہ ہے کہ معطوف اس کے ساتھ بلا مہلت ملا ہوتا ہے۔ جیسے "خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ"

2۔ الترتیب فی الذکر مفصل کا عطف ہوتا ہے مجمل پر جیسے "تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَ يَدَيْهِ وَ مَسَحَ رَأْسَهٗ مِنْهُ" قولہ تعالیٰ "نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ" اور کبھی فا عاطفہ تراخی کا معنی دیتا ہے" کقولہ تعالیٰ "وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى"

اَلْفَاءُ النَّصِيْحَةُ

فا معطوف کے ساتھ ہوتا ہے اور معطوف علیہ حذف ہوتا ہے۔ "قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَتُوْبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ" فتاب میں فا نصیحیہ ہے اصل عبارت "فَامْتَثَلْتُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ" پس تم حکم بجا لائے اس نے تمہاری توبہ قبول کی فتاب کا عطف فتوبوا پر نہیں ہے کیونکہ خبر کا عطف انشاء پر جائز نہیں "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ" معناہ لا افطر فعلیہ عدۃ پس جس نے روزے نہ رکھے اس پر گنتی ہے دوسرے دنوں میں۔

ثم

معطوف علیہ اور معطوف کو ایک حکم میں جمع کرنے کے لیے آتا ہے ترتیب اور مہلت کے ساتھ جیسے "وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

او

او دو اشیاء میں سے ایک کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے جیسے "لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ" یا دو سے زیادہ اشیاء میں سے ایک کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے "فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ"

اِمَّا

اِمَّا بھی او کی طرح ہوتا ہے۔ اِمَّا اس وقت عاطفہ ہوگا جب اس کا ایک اور اما کے ساتھ تکرار ہوگا جو اس سے پہلے ہوگا جیسے "اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ وَاِمَّا فَرْدٌ، اِمَّا حَقِيْقَةٌ وَاِمَّا مَجَازٌ" اِمَّا تکرار کے ساتھ ہو پہلا بغیر واؤ کے اور دوسرا واؤ کے ساتھ ہو تو پہلے اِمَّا کو تردیدیہ تفصیلیہ کہتے ہیں اور دوسرے کو عاطفہ اور واؤ زائدہ ہوتی ہے جو اما عاطفہ کے لیے شرط ہے۔

فائدہ

1۔ اَمَّا تین قسم پر ہے۔ ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ اور میم کی تشدید کے ساتھ اس کو اما شرطیہ کہتے ہیں۔

2۔ ہمزہ کے فتحہ اور میم کی تخفیف کے ساتھ اس اما کو حرف تنبیہ کہتے ہیں۔

3۔ ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ اور میم کی تشدید کے ساتھ اس کو اِمَّا حرف عطف کہتے ہیں اگر جواب میں فا ہو تو اِمَّا شرطیہ اور اگر نہ ہو تو اِمَّا عاطفہ ہوگا اما کے عاطفہ ہونے کی وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔

قواعد

☆ معطوف کی پہچان تو آسان ہے کیونکہ وہ حرف عطف کے بعد ہوتا ہے البتہ معطوف علیہ کی پہچان ذرا مشکل ہے اس کے بارے اصول یہ ہے کہ معطوف علیہ کو اٹھا کر اس کی جگہ معطوف

کو رکھ دیا جائے تو ترکیب اور معنی درست ہو تو اس کو معطوف علیہ بنانا درست ہو گا۔

☆ ایک کلام میں دو یا دو سے زیادہ فعلوں کے درمیان واؤ آجائے تو فعل کا عطف فعل پر ہی ہوگا جیسے "خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ" اس مثال میں اَحْسَنَ کا عطف صَوَّرَ فعل پر ہوگا۔ صَوَّرَ کا خَلَقَ پر اور اَحْسَنَ کا عطف خَلَقَ پر نہیں۔

☆ اگر کئی نام آجائیں ان ناموں کے درمیان حرف عطف آجائے تو پہلے نام کو معطوف علیہ اور باقی کو معطوف بنائیں گے ان کے بعد آنے والا حکم تمام کو شامل ہوگا "وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا" اسی طرح ناموں کے درمیان کوئی لفظ غیر علم آجائے جو حکم میں ماقبل والے نام کے ساتھ شریک ہو تو اس کا عطف بھی پہلے نام پر ہوگا جیسے "وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ" جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس پر فعل کا عطف جائز ہے جیسے "اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

اسی طرح فعل کا عطف اسم پر اور اسم کا فعل پر جائز ہے بشرطیکہ دونوں میں معنا مشابہت ہو جیسے "يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ

☆ متعدد فرائض ہوں ان کے درمیان واؤ عاطفہ آجائے تو ہر فرض کا پہلے فرض پر عطف ہو گا اسی طرح مستحبات، سنن، واجبات، کو قیاس کر لیں۔ فرائض وغیرہ کی مثالیں نور الایضاح قدوری میں دیکھیں۔

☆ اسم اشارہ مکرر ہو درمیان میں واؤ آجائے تو دوسرے اسم اشارہ کا عطف ہوگا پہلے اسم اشارہ پر جیسے "اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"

☆ اسم موصول مکرر کے درمیان واؤ آجائے تو دوسرے اسم موصول بمع صلہ کا پچھلے اسم موصول بمع صلہ پر عطف ہوگا جیسے "اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ"

☆ اگر جار مجرور کا عطف جملے پر ہو تو جار مجرور کا متعلق محذوف نکالیں گے اور ظرف کا عطف جار مجرور پر جار مجرور کا عطف ظرف پر درست ہے جیسے

"زَيْدٌ فِي الْبَيْتِ وَ فَوْقَ السَّقْفِ"

☆ ایک کلام میں ایک حرف جر مکرر ہو تو دوسرے کا پہلے پر عطف ہوگا بشرطیکہ معنی درست ہو

"وَالصَّلٰوةُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَ عَلٰى اٰلِهِ الْمُجْتَبٰى"

☆ ایک معطوف علیہ کے بے شمار معطوفات ہو سکتے ہیں جیسے "اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ الْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرَاتِ"

اس آیہ مبارکہ میں انیس مرتبہ حرف عطف استعمال ہوا ہے یعنی معطوفات 19 ہیں مسلمین معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر اسم اِنَّ کی خبر آگے ہے۔

☆ "حَتّٰى" کے عاطفہ ہونے کے لیے چند شرائط ہیں۔ اسم ظاہر ہو معطوف معطوف علیہ کا بعض ہو ما قبل سے زیادتی ہو جیسے "مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْاَنْبِيَآءُ"

☆ جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف ڈالا جائے تو معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان فاصلہ لانا واجب ہے خواہ ضمیر منفصل کا ہو جیسے "لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَاءُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ، اُسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ"

فائدہ

کتابوں کی بعض عبارات میں عطف کی نشانیاں اس طرح لکھی جاتی ہیں "ء ء ء یا عط عط عط وغیرہ یہ تمام نشانیاں عطف کا مخفف ہیں ایسی جتنی بھی نشانیاں آجائیں اس نشانی والے لفظ کا عطف پیچھے اس شکل والے لفظ پر ہوگا۔

فائدہ

جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر یا اس کا الٹ جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض کے نزدیک جائز ہے ان کی دلیل یہ ہے "وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُو الصَّالِحَاتِ "لیکن جمہور کا جواب یہ ہے کہ اس میں تاویل کریں گے کہ یہاں قصہ کا قصہ پر عطف ہے۔

تراکیب

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ

الذی اسم موصولہ جعل فعل ماضی ھو ضمیر مستتر راجع بسوئے اسم موصولہ فاعل لکم متعلق الارض معطوف علیہ و عاطفہ اسماء معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف مل کر جعل کا مفعول اول فراشا معطوف علیہ واؤ عاطفہ بناء معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر مفعول ثانی جعل فعل اپنے فاعل اور متعلق اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ انزل فعل ھو ضمیر مستتر راجع بسوئے الذی کے فاعل من السماء جار مجرور ظرف لغو انزل کے ماء مفعول بہ فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر پھر معطوف علیہ فا حرف عطف اخرج فعل ھو ضمیر فاعل بہ متعلق فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر صلہ ہوا الذی موصول کا موصولہ صلہ مل کر صفت ربکم کی جو اس آیۃ مبارکہ میں ہے۔

تمرین

طلباء معطوف کو معطوف علیہ کے ساتھ ملائیں اور ترکیب حل کریں؟

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعٰلَمِيْنَ

افعال ناقصہ کا بیان

افعال ناقصہ سترہ ہیں،

1. کَانَ	2. صَارَ	3. اَصْبَحَ	4. اَمْسٰی
5. اَضْحٰی	6. ظَلَّ	7. بَاتَ	8. مَافَتِئَ
9. مَادَامَ	10. مَاانْفَکَّ	11. لَیْسَ	12. مَابَرِحَ
13. مَازَالَ	14. رَاحَ	15. اٰضَ	16. غَدَا
17. عَادَ			

افعال ناقصہ کا عمل

افعال ناقصہ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو افعال ناقصہ کا اسم اور خبر کو افعال ناقصہ کی خبر کہتے ہیں افعال ناقصہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ

افعال ناقصہ کو افعال ناقصہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ افعال ناقصہ صرف فاعل سے پورے نہیں ہوتے ان کو اسم (فاعل) کے ساتھ خبر کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس لیے ان کو افعال ناقصہ کہتے ہیں۔

اعتراض: یہ چیز فعل متعدی میں بھی پائی جاتی ہے کہ فعل متعدی تنہا فاعل کے ساتھ پورا نہیں ہوتا بلکہ افعال متعدی کو مفعول بہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے ان کو افعال ناقصہ کیوں نہیں کہتے؟

جواب: افعال ناقصہ کو افعال ناقصہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ افعال ناقصہ فاعل (اسم) کو مصدر والی صفت سے نہیں جوڑتے بلکہ دوسری صفت کے ساتھ جوڑتے ہیں جب کہ دوسرے افعال میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنے فاعل کو مصدر والی صفت سے جوڑ دیتے ہیں جیسے ''کان زید قائما'' میں کان فعل ناقص نے اپنے فاعل (اسم) کو اپنے مصدر والی صفت یعنی کون کے ساتھ متصف نہیں کیا

بلکہ قیام کے ساتھ متصف کیا ہے اس لیے افعال ناقصہ اپنے فاعل کے لیے دوسرے مصدری معنی کے محتاج ہوتے ہیں اس لیے ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔ جب کہ افعال متعدی میں ایسا نہیں ہوتا ان کو افعال ناقصہ نہیں کہتے اس لیے ابوحیان نحوی نے افعال ناقصہ کی یوں تعریف کی۔

”هِیَ اَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِیْرِ الْفَاعِلِ عَلٰی صِفَةٍ غَیْرِ صِفَةِ مَصْدَرِهَا“

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو وضع کیے گئے ہیں فاعل کو ثابت کرنے کے لیے کسی صفت پر علاوہ اس کے مصدر کی صفت کے۔

افعال ناقصہ کے استعمال کی اقسام

1۔ پہلی قسم ان افعال ناقصہ کے بارے میں جو مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں بغیر شرط کے وہ آٹھ ہیں۔ کَانَ اَمْسٰی اَصْبَحَ اَضْحٰی بَاتَ ظَلَّ صَارَ لَیْسَ

2۔ دوسری قسم ان افعال ناقصہ کے بارے میں ہے جو یہ عمل شرط کے ساتھ کرتے ہیں شرط یہ ہے کہ ان سے پہلے نفی یا مشابہ نفی ہو مشابہ نفی سے مراد نہی ہے اس قسم میں چار افعال ہیں۔

زَالَ فَتِیَ بَرِحَ مَاانْفَکَّ

مثال

لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْهِ عَاکِفِیْنَ ، وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ

3۔ تیسری قسم وہ فعل ہے جو اس شرط کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ اس سے پہلے ما مصدریہ ظرفیہ ہو جیسے ”وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَادُمْتُ حَیًّا“ یعنی ”مُدَّةُ دَوَامِیْ حَیًّا“

نوٹ

ما کو ما مصدریہ ظرفیہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مصدر کی طرح دوام اور ظرف کی طرح مدۃ کی طاقت رکھتا ہے۔

افتال ناقصہ کی خبر کی وضاحت

1۔افعال ناقصہ کی خبر فعل اور اسم دونوں سے مؤخر ہوتی ہے"کَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا"

2۔کبھی افعال ناقصہ کی خبران کے اسم سے مقدم ہوتی ہے جوازا جیسے "کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ" لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ"

3۔کبھی ان کی خبر فعل ناقص اور اسم دونوں سے مقدم ہوتی ہے جیسے"عَالِمًا کَانَ زَیْدٌ" قرآن سے مثال جیسے"هٰؤُلَاءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ"

نوٹ

جب افعال ناقصہ کا اسم اس ضمیر کے ساتھ ملا ہوا ہو جو ضمیر خبر کے بعض کی طرف لوٹ رہی ہو تو اس وقت خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہو جاتا ہے اگر خبر کو مؤخر کیا جائے تو ضمیر کا متاخر کی طرف لفظا اور رتبۃ لوٹنا لازم آئے گا جیسے"اَحَبُّ اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ الْمُتَّقِیْ بِلَاحُهٗ".

فائدہ

ابن درستویہ کا قول ہے کہ لیس کی خبر کو مقدم کرنا جائز ہے ابن معط کے نزدیک دام کی خبر کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

کان کی اقسام

کان کی تین قسمیں ہیں۔

ا۔ناقصہ　　　۲۔تامہ　　　۳۔زائدہ

کان ناقصہ

مبتدا اور خبر پر داخل ہوتا ہے اور دلالت کرتا ہے کہ زمانہ ماضی میں اس کے لیے خبر ثابت تھی جیسے"کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا"

اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ"

یسئلون فعل با فاعل ک ضمیر منصوب متصل مفعول بہ عن جار الخمر معطوف علیہ واؤ عاطفہ المیسر معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا یسئلون فعل کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تمرین

طلباء تراکیب حل کریں۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا

معطوف علیہ اور معطوف کا بیان

عطف بالحرف کی تعریف

وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد آئے اور جو نسبت متبوع کی طرف ہو وہی نسبت تابع کی طرف ہو متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہتے ہیں جیسے "جَاءَ زَیْدٌ وَ عَمْرٌو" میں جاء کی نسبت زید کی طرف ہے ایسے "واؤ" حرف عطف کے واسطے سے عمرو کی طرف بھی ہے وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمَاعِیْلُ میں بیت اللہ کی بنیادیں اٹھانے کی جیسے نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہے ایسے ہی واؤ حرف عطف کے ذریعے اسماعیل علیہ السلام کی طرف بھی ہے عطف بالحرف کی تعریف سے معلوم ہوا کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں شریک ہوتا ہے جب معطوف علیہ خبر واقع ہوگا تو معطوف بھی خبر ہوگا جیسے "زَیْدٌ عَالِمٌ وَّ عَاقِلٌ" اسی طرح مبتدا کا عطف مبتدا پر اور جار مجرور کا عطف جار مجرور پر جملہ اسمیہ کا عطف اسمیہ پر اور فعلیہ کا عطف فعلیہ پر حال کا عطف حال پر ہوگا یعنی جیسا حکم معطوف علیہ کا ہوگا ویسا حکم معطوف کا بھی ہوگا۔

حروف عطف

حروف عطف دس ہیں۔ وَاوْ ، فَا ، ثُمَّ ، حَتّٰی ، اِمَّا ، اَوْ ، اَمْ ، لَا ، بَلْ ، لٰكِنْ

وضاحت

1۔ واؤ معطوف علیہ اور معطوف کو یک حکم میں جمع کر دیتی ہے جیسے "وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمَاعِیْلُ

2۔ کبھی واؤ معطوف علیہ اور معطوف کو ایک حکم میں ترتیب کے ساتھ جمع کرنے کے لیے آتی ہے جیسے "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا"

3۔ کبھی واؤ معطوف علیہ اور معطوف کو ایک حکم میں ترتیب کے برعکس جمع کرنے کے لیے آتی ہے

یعنی جس چیز کو مقدم ہونا تھا اسے مؤخر کر دینا جیسے مرنے کے بعد اٹھنے سے انکار کرنے والے کو خبر دینا "مَاهِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا"

فا

ترتیب تشریک، تعقیب کا فائدہ دیتی ہے۔

فا سبب کے لیے بھی آتی ہے کہ دوسری چیز پہلی چیز کے سبب سے واقع ہوئی ہے جیسے

"فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ"

اصل میں اس کی وضع ہے ترتیب متصل کے لیے ترتیب کی دو قسمیں ہیں

1۔ الترتیب فی المعنیٰ ۔ وہ ہے کہ معطوف اس کے ساتھ بلا مہلت ملا ہوتا ہے۔ جیسے "خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ"

2۔ الترتیب فی الذکر مفصل کا عطف ہوتا ہے مجمل پر جیسے "تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَ یَدَیْهِ وَ مَسَحَ رَأْسَهٗ مِنْهُ" قولہ تعالیٰ "نَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ" اور کبھی فا عاطفہ تراخی کا معنیٰ دیتا ہے" کقولہ تعالیٰ "وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی"

اَلْفَاءُ النَّصِیْحَةُ

فا معطوف کے ساتھ ہوتا ہے اور معطوف علیہ حذف ہوتا ہے۔ "قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَتُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ" فتاب میں فا نصیحیہ ہے اصل عبارت "فَامْتَثَلْتُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ" پس تم حکم بجا لائے اس نے تمہاری توبہ قبول کی فتاب کا عطف فتوبو پر نہیں ہے کیونکہ خبر کا عطف انشاء پر جائز نہیں "فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ" معناہ لَا تُفْطِرُ فَعَلَیْهِ عِدَّةٌ پس جس نے روزے نہ رکھے اس پر گنتی ہے دوسرے دنوں میں۔

ثم

معطوف علیہ اور معطوف کو ایک حکم میں جمع کرنے کے لیے آتا ہے ترتیب اور مہلت کے ساتھ جیسے "وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

او

او دو اشیاء میں سے ایک کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے جیسے "لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ" یا دو سے زیادہ اشیاء میں سے ایک کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے "فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ"

اِمّا

اِمّا بھی او کی طرح ہوتا ہے۔ اِمّا اس وقت عاطفہ ہوگا جب اس کا ایک اور اما کے ساتھ تکرار ہوگا جو اس سے پہلے ہوگا جیسے "اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ وَاِمَّا فَرْدٌ، اِمَّا حَقِيْقَةٌ وَاِمَّا مَجَازٌ" اِمّا تکرار کے ساتھ ہو پہلا بغیر واؤ کے اور دوسرا واؤ کے ساتھ ہو تو پہلے اِمّا کو تردیدیہ تفصیلیہ کہتے ہیں اور دوسرے کو عاطفہ اور واؤ زائدہ ہوتی ہے جو اما عاطفہ کے لیے شرط ہے۔

فائدہ

1۔ اَمّا تین قسم پر ہے۔ ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ اور میم کی تشدید کے ساتھ اس کو اما شرطیہ کہتے ہیں۔

2۔ ہمزہ کے فتحہ اور میم کی تخفیف کے ساتھ اس اما کو حرف تنبیہ کہتے ہیں۔

3۔ ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ اور میم کی تشدید کے ساتھ اس کو اِمّا حرف عطف کہتے ہیں اگر جواب میں فا ہو تو اَمّا شرطیہ اور اگر نہ ہو تو اِمّا عاطفہ ہوگا اما کے عاطفہ ہونے کی وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔

قواعد

☆ معطوف کی پہچان تو آسان ہے کیونکہ وہ حرف عطف کے بعد ہوتا ہے البتہ معطوف علیہ کی پہچان ذرا مشکل ہے اس کے بارے اصول یہ ہے کہ معطوف علیہ کو اٹھا کر اس کی جگہ معطوف

کو رکھ دیا جائے تو ترکیب اور معنی درست ہو تو اس کو معطوف علیہ بنانا درست ہوگا۔

☆ ایک کلام میں دو یا دو سے زیادہ فعلوں کے درمیان واؤ آ جائے تو فعل کا عطف فعل پر ہی ہوگا جیسے "خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ" اس مثال میں اَحْسَنَ کا عطف صَوَّرَ فعل پر ہوگا۔ صَوَّرَ کا خَلَقَ پر اور اَحْسَنَ کا عطف خَلَقَ پر نہیں۔

☆ اگر کئی نام آ جائیں ان ناموں کے درمیان حرف عطف آ جائے تو پہلے نام کو معطوف علیہ اور باقی کو معطوف بنائیں گے ان کے بعد آنے والا حکم تمام کو شامل ہوگا "وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا" اسی طرح ناموں کے درمیان کوئی لفظ غیر علم آ جائے جو حکم میں ماقبل والے نام کے ساتھ شریک ہو تو اس کا عطف بھی پہلے نام پر ہوگا جیسے "وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ" جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس پر فعل کا عطف جائز ہے جیسے "اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا"

اسی طرح فعل کا عطف اسم پر اور اسم کا فعل پر جائز ہے بشرطیکہ دونوں میں معنا مشابہت ہو جیسے "يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ"

☆ متعدد فرائض ہوں ان کے درمیان واؤ عاطفہ آ جائے تو ہر فرض کا پہلے فرض پر عطف ہو گا اسی طرح مستحبات، سنن، واجبات، کو قیاس کر لیں۔ فرائض وغیرہ کی مثالیں نور الایضاح قدوری میں دیکھیں۔

☆ اسم اشارہ مکرر ہو درمیان میں واؤ آ جائے تو دوسرے اسم اشارہ کا عطف ہوگا پہلے اسم اشارہ پر جیسے "اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"

☆ اسم موصول مکرر کے درمیان واؤ آ جائے تو دوسرے اسم موصول بمع صلہ کا پچھلے اسم موصول بمع صلہ پر عطف ہوگا جیسے "اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ"

☆ اگر جار مجرور کا عطف جملے پر ہو تو جار مجرور کا متعلق محذوف نکالیں گے اور ظرف کا عطف جار مجرور پر جار مجرور کا عطف ظرف پر درست ہے جیسے

"زَیْدٌ فِی الْبَیْتِ وَ فَوْقَ السَّقْفِ"

☆ . ایک کلام میں ایک حرف جر مکرر ہو تو دوسرے کا پہلے پر عطف ہوگا بشرطیکہ معنی درست ہو

"وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَ عَلٰی اٰلِہِ الْمُجْتَبٰی

☆ ایک معطوف علیہ کے بے شمار معطوفات ہو سکتے ہیں جیسے "اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ الْقَانِتِیْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِیْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذّٰاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰاکِرَاتِ"

اس آیہ مبارکہ میں انیس مرتبہ حرف عطف استعمال ہوا ہے یعنی معطوفات 19 ہیں مسلمین معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر اسم اِنَّ کی خبر آگے ہے۔

☆ "حَتّٰی" کے عاطفہ ہونے کے لیے چند شرائط ہیں۔ اسم ظاہر ہو معطوف معطوف علیہ کا بعض ہو ما قبل سے زیادتی ہو جیسے "مَاتَ النَّاسُ حَتَّی الْاَنْبِیَآءُ"

☆ جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف ڈالا جائے تو معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان فاصلہ لانا واجب ہے خواہ ضمیر منفصل کا ہو جیسے "لَقَدْ کُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَاءُ کُمْ فِی ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ، اُسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ"

فائدہ

کتابوں کی بعض عبارات میں عطف کی نشانیاں اس طرح لکھی جاتی ہیں "ء ء ء یا عط عط عط وغیرہ یہ تمام نشانیاں عطف کا مخفف ہیں ایسی جتنی بھی نشانیاں آجائیں اس نشانی والے لفظ کا عطف پیچھے اس شکل والے لفظ پر ہوگا۔

فائدہ

جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر یا اس کا الٹ جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض کے نزدیک جائز ہے ان کی دلیل یہ ہے "وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ" لیکن جمہور کا جواب یہ ہے کہ اس میں تاویل کریں گے کہ یہاں قصہ کا قصہ پر عطف ہے۔

تراکیب

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ

الذی اسم موصولہ جعل فعل ماضی ھو ضمیر مستتر راجع بسوئے اسم موصولہ فاعل لکم متعلق الارض معطوف علیہ و عاطفہ اسماء معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف مل کر جعل کا مفعول اول فراشا معطوف علیہ واؤ عاطفہ بناء معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر مفعول ثانی جعل فعل اپنے فاعل اور متعلق اور دونوں مفعولوں سے مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ انزل فعل ھو ضمیر مستتر راجع بسوئے الذی کے فاعل من السماء جار مجرور ظرف لغو انزل کے ماء مفعول بہ فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر پھر معطوف علیہ فا حرف عطف اخرج فعل ھو ضمیر فاعل بہ متعلق فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر صلہ ہوا الذی موصول کا موصول صلہ مل کر صفت ربکم کی جو اس آیۃ مبارکہ میں ہے۔

تمرین

طلباء معطوف کو معطوف علیہ کے ساتھ ملائیں اور ترکیب حل کریں؟

تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ

افعال ناقصہ کا بیان

افعال ناقصہ سترہ ہیں،

1. کَانَ
2. صَارَ
3. اَصْبَحَ
4. اَمْسٰی
5. اَضْحٰی
6. ظَلَّ
7. بَاتَ
8. مَافَتِیَٔ
9. مَادَامَ
10. مَاانْفَکَّ
11. لَیْسَ
12. مَابَرِحَ
13. مَازَالَ
14. رَاحَ
15. اٰضَ
16. غَدَا
17. عَادَ

افعال ناقصہ کا عمل

افعال ناقصہ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو افعال ناقصہ کا اسم اور خبر کو افعال ناقصہ کی خبر کہتے ہیں افعال ناقصہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ

افعال ناقصہ کو افعال ناقصہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ افعال ناقصہ صرف فاعل سے پورے نہیں ہوتے ان کو اسم (فاعل) کے ساتھ خبر کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس لیے ان کو افعال ناقصہ کہتے ہیں۔

اعتراض: یہ چیز فعل متعدی میں بھی پائی جاتی ہے کہ فعل متعدی تنہا فاعل کے ساتھ پورا نہیں ہوتا بلکہ افعال متعدی کو مفعول بہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے ان کو افعال ناقصہ کیوں نہیں کہتے؟

جواب: افعال ناقصہ کو افعال ناقصہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ افعال ناقصہ فاعل (اسم) کو مصدر والی صفت سے نہیں جوڑتے بلکہ دوسری صفت کے ساتھ جوڑتے ہیں جب کہ دوسرے افعال میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنے فاعل کو مصدر والی صفت سے جوڑ دیتے ہیں جیسے ''کان زید قائما'' میں کان فعل ناقص نے اپنے فاعل (اسم) کو اپنے مصدر والی صفت یعنی کون کے ساتھ متصف نہیں کیا

بلکہ قیام کے ساتھ متصف کیا ہے اس لیے افعال ناقصہ اپنے فاعل کے لیے دوسرے مصدری معنی کے محتاج ہوتے ہیں اس لیے ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔ جب کہ افعال متعدی میں ایسا نہیں ہوتا ان کو افعال ناقصہ نہیں کہتے اس لیے ابوحیان نحوی نے افعال ناقصہ کی یوں تعریف کی۔

"هِيَ اَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِيْرِ الْفَاعِلِ عَلٰى صِفَةِ غَيْرِ صِفَةِ مَصْدَرِهَا"

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو وضع کیے گئے ہیں فاعل کو ثابت کرنے کے لیے کسی صفت پر علاوہ اس کے مصدر کی صفت کے۔

افعال ناقصہ کے استعمال کی اقسام

1۔ پہلی قسم ان افعال ناقصہ کے بارے میں جو مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں بغیر شرط کے وہ آٹھ ہیں۔ كَانَ اَمْسٰى اَصْبَحَ اَضْحٰى بَاتَ ظَلَّ صَارَ لَيْسَ

2۔ دوسری قسم ان افعال ناقصہ کے بارے میں ہے جو یہ عمل شرط کے ساتھ کرتے ہیں شرط یہ ہے کہ ان سے پہلے نفی یا مشابہ نفی ہو مشابہ نفی سے مراد نہی ہے اس قسم میں چار افعال ہیں۔

زَالَ فَتِئَ بَرِحَ مَاانْفَكَّ

مثال

لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِيْنَ ، وَلَايَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ

3۔ تیسری قسم وہ فعل ہے جو اس شرط کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ اس سے پہلے ما مصدریہ ظرفیہ ہو جیسے "وَاَوْصَانِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَيًّا" یعنی "مُدَّةُ دَوَامِيْ حَيًّا"

نوٹ

ما کو ما مصدریہ ظرفیہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مصدر کی طرح دوام اور ظرف کی طرح مدۃ کی طاقت رکھتا ہے۔

افتال ناقصہ کی خبر کی وضاحت

1۔افعال ناقصہ کی خبر فعل اوراسم دونوں سے مؤخر ہوتی ہے''کَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا''

2۔کبھی افعال ناقصہ کی خبران کے اسم سے مقدم ہوتی ہے جوازا جیسے ''کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ'' لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ''

3۔کبھی ان کی خبر فعل ناقص اوراسم دونوں سے مقدم ہوتی ہے جیسے''عَالِمًا کَانَ زَیْدٌ ''قرآن سے مثال جیسے''هٰؤُلَاءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ''

نوٹ

جب افعال ناقصہ کا اسم اس ضمیر کے ساتھ ملا ہوا ہو جو ضمیر خبر کے بعض کی طرف لوٹ رہی ہو تو اس وقت خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہو جاتا ہے اگر خبر کو مؤخر کیا جائے تو ضمیر کا متاخر کی طرف لفظا اور رتبۃ لوٹنا لازم آئے گا جیسے''اَحَبُّ اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ الْمُتَّقِیْ بِلَاحُهٗ''.

فائدہ

ابن درستویہ کا قول ہے کہ لیس کی خبر کو مقدم کرنا جائز ہے ابن معطی کے نزدیک دام کی خبر کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

کان کی اقسام

کان کی تین قسمیں ہیں۔

ا۔ناقصہ ۲۔تامہ ۳۔زائدہ

کان ناقصہ

مبتدا اور خبر پر داخل ہوتا ہے اور دلالت کرتا ہے کہ زمانہ ماضی میں اس کے لیے خبر ثابت تھی جیسے''کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا''

کان تامہ

صرف فاعل پر پورا ہو جاتا ہے اسکو خبر کی ضرورت نہیں ہوتی یہ اکثر وجد حصل دخل کے معنی میں ہوتا ہے جیسے "اِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ" ذُوْ عُسْرَۃٍ، کَانَ کا فاعل ہے کیونکہ کان فعل م ہے جیسے "اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ" کُنْ فَیَکُوْنَ دونوں تامہ ہیں۔

کان زائدہ

یہ غیر عاملہ ہوتا ہے اس کا عمل نہیں ہوتا صرف تحسین کلام کے لیے آتا ہے۔

کان کے زائد ہونے کی شرائط

1۔ کان اس وقت زائدہ ہوگا جب ماضی کا لفظ ہوگا اگر مضارع کا لفظ ہوگا تو زائدہ نہیں ہوگا۔

2۔ کان جب فعل التعجب اور ما کے درمیان ہو تو زائدہ ہوتا ہے جیسے "مَا کَانَ اَحْسَنَ زَیْدًا"

3۔ جب کان ایسی دو چیزوں کے درمیان آجائے جو ایک دوسرے کو لازم ہوں جیسے "کَانَ جب مبتدا اور خبر کے درمیان آجائے تو زائدہ ہوگا کیونکہ مبتدا اور خبر ایک دوسرے کو لازم ہیں جیسے "زَیْدٌ کَانَ قَائِمٌ" اسی طرح موصول اور صلہ کے درمیان ہو تو زائدہ ہوگا کیونکہ موصول اور صلہ ایک دوسرے کو لازم ہیں۔ جیسے "کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا"

نوٹ

کان کلام کی ابتداء میں زائدہ نہیں ہوتا اور کلام کے آخر میں بھی زائدہ نہیں ہوتا۔

قاعدہ

کان کا اسم نکرہ بغیر تخصیص کے ہوسکتا ہے جب کہ مبتدا نکرہ بغیر تخصیص کے نہیں ہوسکتا جیسے "کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلَالَۃً"

قاعدہ

کان جملہ اسمیہ کو جملہ فعلیہ بنا دیتا ہے۔

قاعدہ

كَانَ اکثرانْ اور لَوْ کے بعد محذوف ہوتا ہے بشرطیکہ قرینہ ہو جیسے "بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آيَةً"

كَانَ کے نون کا حذف

کبھی كَانَ کے نون کو جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے مگر پانچ شرائط کے ساتھ

1۔ كَانَ سے فعل مضارع کا صیغہ ہو　　2۔ فعل مضارع مجزوم ہو

3۔ ضمیر منصوب اس کے ساتھ ملی نہ ہو　　4۔ فعل مضارع کے بعد والا حرف ساکن نہ ہو

5۔ كَانَ فعل ناقص ہو تام نہ ہو　　مثال "وَلَمْ اَكُ بَغِيًّا"　　"اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً"

احترازی مثال

"لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ" اس مثال میں نون کا حذف جائز نہیں کیونکہ نون کے بعد والا حرف ساکن ہے اور ان یکنہ میں بھی جائز نہیں ضمیر منصوب متصل کی وجہ سے۔

فائدہ

فعل کا آخری حرف حرف علت ہو تو اسے فعل ناقص لفظی کہتے ہیں جیسے "خشی" جو فعل، فاعل کے ساتھ مل کر پورا نہ ہو اس کو فعل ناقص معنوی کہتے ہیں جیسے "كَانَ صَارَ"

قاعدہ

لیس اور ما مشابہ بلیس کی خبر پر باء زائد داخل ہوتی ہے "اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ" "وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ"

زال کی وضاحت

زال تین بابوں سے آتا ہے۔ باب سمع سے زال یزال فعل ناقص ہے جیسے وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَائِنَةٍ باب نصر سے زال یزول فعل تام ہے جیسے "اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ باب ضرب سے زال یزیل فعل تام ہے۔

فعل ناقص اور فعل تام میں فرق

فعل ناقص لازم ہوتا ہے اور فعل تام لازم بھی ہوتا ہے اور متعدی بھی ہوتا ہے۔ اصبح اور امسی جب اپنے اصلی مصدری معنی میں یعنی صبح اور شام کا وقت بتانے کیلیے آئیں تو تام ہوتے ہیں ورنہ ناقص۔

تام کی مثال "فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ" اللہ کی تسبیح بیان کرو جب تم شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو۔

اس مثال میں تُمْسُوْنَ اور تُصْبِحُوْنَ فعل تام ہیں کیونکہ صبح وشام کا معنی دے رہے ہیں۔ اس طرح دوسرے افعال بھی جیسے "خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" اس مثال میں دَامَتْ فعل تام ہیں۔ دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَةُ میں دامت فعل تام ہے۔

ناقص کی مثال "اِنْ اَصْبَحَ مَاءُ كُمْ غَوْرًا" اگر تمہارا پانی زمین میں نیچے اتر جائے اس مثال میں اَصْبَحَ صبح کا معنی نہیں دے رہا ہے۔ اس لیے فعل ناقص ہے اسی طرح اَضْحٰی جب اپنا اصلی مصدری معنی چاشت کا وقت بتائے تو تام ورنہ ناقص۔

افعال ناقصہ بمعنی صَارَ

كَانَ ۔اَمْسٰى۔ اَصْبَحَ۔ ظَلَّ کبھی صَارَ کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

كَانَ بمعنی صَارَ کی مثال۔ "وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً" اس آیت میں "كَانَتْ اور كُنْتُمْ" صَارَ کے معنی میں ہے۔ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ کان صار کے معنی میں ہے۔ صار چیز کی ایک حالت کو دوسری حالت میں تبدیل کر دیتا ہے وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ میں کان کو اگر صار کے معنی میں نہ لیا تو عزازیل کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کا انکار کرنے سے پہلے کافر ہونا لازم آئے گا حالانکہ وہ کافر نہیں تھا بلکہ آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنے کی وجہ سے کافر ہو گیا گویا کہ كَانَ بمعنی صَارَ سے عزازیل کی پہلی حالت کا دوسری حالت میں منتقل ہونا سمجھ آ رہا ہے۔

فائدہ

فرشتوں نے بظاہر تو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا لیکن حقیقت میں تعظیم حضرت محمد ﷺ کی ملحوظ تھی۔ اس لیے کہ نبی پاک ﷺ کا نوران کی پیشانی میں چمک رہا تھا چنانچہ ابن ہجر ھیثمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے در منضود میں لکھا ہے اَمَرَهُمْ بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ اِنَّمَا هُوَ لِاَجْلِ مَا كَانَ بِجَبْهَتِهٖ مِنْ نُوْرِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَهُ الرَّازِيُّ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں یہ حکم صرف اس لیے تھا حضرت آدم کی پیشانی میں ہمارے نبی پاک صاحب لَوْلَاکَ ﷺ کا نور جلوہ گر تھا۔

مختصر نحوی تبصرہ

علامہ ابن حجر ھیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اِنَّمَا هُوَ لِاَجْلِ میں اِنَّمَا کلمہ حصر ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ حکم صرف اور صرف اس لیے دیا گیا ہے کہ اس میں محبوب کریم ﷺ کی تعظیم مقصود تھی۔

اَصْبَحَ اور ظَلَّ بمعنی صار کی مثال

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا ظَلَّ بمعنی صَارَ ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا

تراکیب

"کَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"

کان فعل ناقص اللہ اسم جلالت کان کا اسم غفور خبر اول رحیما خبر ثانی کان فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ

"اصبحوا" فعل ماضی فعل ناقص واؤ ضمیر اسم ب جار ھا مجرور جار مجرور ملکر متعلق مقدم کفرین اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے ملکر خبر فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تمرین

طلباء تراکیب حل کریں۔

كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً

مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا

ذَالِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

ماولامشابہ بلیس کا بیان

ماولا کی لیس کے ساتھ دو وجہ سے مشابہت ہے۔

1۔لیس کی طرح نفی کا معنی دیتے ہیں۔

2۔لیس کی طرح مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔

قاعدہ

مبتدا کو ماولا کا اسم اور خبر کو ماولا کی خبر کہتے ہیں۔

ماولا کے درمیان فرق

ما معرفہ اور نکرہ دونوں پر آ سکتا ہے جب کہ لا صرف نکرہ پر آتا ہے۔لا کبھی کبھی معرفہ میں بھی عمل کرتا ہے۔جیسا کہ اشعار میں۔

ماولامشابہ بلیس کا عمل

ماولا اس وقت لیس والا عمل کریں گے جب ان شرائط میں سے کوئی پائی جائے۔

1۔مَاوَلَا کا اسم اس کی خبر سے مقدم ہو جیسے" مَا ھٰذَا بَشَرًا "

2۔مَاوَلَا کی خبر اِلّا کے بعد واقع نہ ہو۔

3۔ماان زائدہ کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔

احترازی مثالیں

مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَۃٌ

نوٹ

لا کے لیے ان زائدہ شرط نہیں کیونکہ کلام عرب میں لا کے بعد ان زائدہ ہوتا ہی نہیں لا کا اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوتے ہیں۔لا اشعار میں عمل کرتا ہے۔

مَا کی اقسام کی وضاحت

مَا نافیہ

یہ جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں پر آتی ہے۔ شروع کلام میں آتی ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد الا ہوتا ہے۔ "مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا 'وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا"

اسی طرح ماضی کے شروع میں بھی ہوتا ہے۔ جیسے "مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی" مانافیہ غیر عاملہ ہوتا ہے۔

ما مشابہ بلیس

اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی خبر پر عموماً با زائدہ داخل ہوتی ہے۔ جیسے "وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ"، "وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ"، "وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ" کبھی با زائدہ داخل نہیں ہوتی۔ جیسے "مَا ھٰذَا بَشَرًا"۔

ما اسم موصولہ

یہ "مَا" بمعنی "اَلَّذِیْ" ہوتا ہے اس کے بعد ایک جملہ ہوتا ہے جس میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو ما موصولہ کی طرف لوٹتی ہے جیسے "مَا عِنْدَ کُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ"

مَا اسم شرط

اس "مَا" کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد دو جملے ہوتے ہیں پہلا شرط اور دوسرا جزا "مَا" دونوں کو جزم دیتا ہے جیسے "وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ"

مَا شرطیہ اور ما موصولہ میں فرق

مَا شرطیہ اور مَا موصولہ میں فرق یہ ہے کہ مَا شرطیہ صدارت کلام کو چاہتا ہے اس کے بعد دو جملے ہوتے ہیں اور "مَا موصولہ" عموماً درمیان کلام میں آتا ہے اور اپنے صلہ سے مل کر ما قبل کا

معمول بنتا ہے جیسے "عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ " ما موصولہ "لَمْ یَعْلَمْ " صلہ موصولہ اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ ہوا "عَلَّمَ " فعل کا "فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ " موصولہ اپنے صلہ سے مل کر مجرور ہوا "لام" جار کا۔ کبھی موصولہ ابتدائے کلام میں بھی آجاتا ہے اس وقت اپنے صلہ سے مل کر مبتدا بنتا ہے جیسے "مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ " موصولہ اپنے صلہ سے مل کر مبتدا اور "اَلسِّحْرُ" خبر ہے جیسے "مَا عِنْدَ کُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ " موصولہ اپنے صلہ سے مل کر مبتدا "یَنْفَدُ" خبر ہے۔

مَا استفہامیہ

اس کے ذریعے غیر ذوی العقول کے متعلق سوال کیا جاتا ہے جیسے "مَا دِیْنُکَ" "وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسیٰ " "اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ " یہ عموماً ابتدائے کلام میں آتا ہے اور مبتدا بنتا ہے کبھی درمیان کلام میں بھی آجاتا ہے۔

مَا مصدریہ غیر زمانیہ

جو اپنے مدخول کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے اس میں وقت کا معنی نہیں ہوتا جیسے "وَضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ " اس کو "ما مصدریہ" کہتے ہیں اس نے "رَحُبَتْ" کو مصدر کے معنی میں کر دیا ہے۔

مَا مصدریہ زمانیہ

جو فعل کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے اور اس میں زمانہ اور وقت کا معنی پایا جاتا ہے۔ اس کو ما مصدریہ حینیہ بھی کہتے ہیں جیسے "اَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا"

ما زائدہ غیر کافہ

زائدہ تو ہو لیکن اپنے ماقبل کو مابعد میں عمل کرنے سے نہ روکے اس کے چند مقامات ہیں۔

1۔ حرف شرط کے بعد واقع ہو جیسے اِمّا

2۔ بعض حروف جارہ کے بعد واقع ہو جیسے "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ"

ما کافہ

مازائدہ کافہ جو اپنے ماقبل کو مابعد میں عمل کرنے سے روک دے پھر اس کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ فعل پر داخل ہو کر اس کے عمل کو روکے یہ تین افعال کے ساتھ ہے ''طَالَ، قَلَّ، کَثُرَ'' ان کے آخر میں مالاحق ہو کر ان کے عمل کو روک دیتا ہے۔

2۔ حروف مشبہ بالفعل کیساتھ لاحق ہو کر ان کے عمل کو روک دیتا ہے جیسے ''اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ، اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ''

3۔ حروف جارہ کے بعد آ کر ان کے عمل کو روک دیتا ہے یہ ما اکثر رب کے ساتھ متصل ہوتا ہے جیسے ''رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا''

فائدہ

چند حروف جارہ کے بعد اگر ما استفہامیہ آجائے تو اس کا الف گر جاتا ہے، فی کے بعد جیسے ''فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِکْرٰهَا'' لام کے بعد جیسے ''لِمَ تَقُوْلُوْنَ'' عن کے بعد ''عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ'' با کے بعد جیسے ''فَنَاظِرَةٌ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ''

لا کی اقسام کی وضاحت

1۔ لا مشابہ بلیس

اس کی نشانی یہ ہے کہ یہ اسم اور خبر کو چاہتا ہے اس کا اسم مرفوع ہوتا ہے جیسے ''لَا رَجُلٌ ظَرِیْفًا''

2۔ لا نفی جنس

اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کا اسم نکرہ مفردہ مبنی بر فتحہ ہوتا ہے جیسے ''لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ''

3۔ لا زائدہ

لا زائدہ اس کو کہتے ہیں جس کا عمل نہ ہو اس کی پہچان یہ ہے اگر اس کو کلام سے نکال دیا

جائے تو کلام میں کوئی خلل واقع نہ ہو ہاں اتنا ضرور ہے کہ کلام میں کچھ نہ کچھ تحسین کا فائدہ دیتا ہے
اس کے چند مقامات ہیں جہاں یہ زائدہ ہوتا ہے۔

1۔ کبھی قسم سے پہلے لا زائدہ ہوتا ہے جیسے "لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ "

2۔ ان مصدریہ کے بعد جیسے "مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ "

3۔ اگر واؤ عاطفہ نفی کے بعد واقع ہو تو اس کے بعد لا زائدہ ہوتا ہے جیسے "مَا جَاءَ نِی زَیْدٌ وَلَا عَمْرٌو"

4۔ لا نافیہ

اس کو کہتے ہیں جو اپنے مدخول کے معنی کی نفی کرے یہ فعل پر داخل ہوتا ہے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ جس فعل پر داخل ہوتا ہے وہ فعل بدستور اپنی شکل میں رہتا ہے۔ یہ عام طور پر مضارع پر داخل ہوتا ہے اور عمل نہیں کرتا کبھی ماضی پر بھی داخل ہوتا ہے اس وقت عام طور پر لا کا تکرار ہوتا ہے جیسے "فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی " کبھی لا کا تکرار نہیں ہوتا جیسے "فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ"

5. لا ناہیہ

یہ عاملہ ہوتا ہے فعل مضارع کو جزم دیتا ہے اگر حرف علت آخر میں ہو تو اس کو گرا دیتا ہے اور نون اعرابی کو گرا دیتا ہے۔

6. لا عاطفہ

لا عاطفہ کی تین شرائط ہیں

1۔ لا عاطفہ کیساتھ اور حرف عطف نہیں آتا اگر کوئی اور حرف عطف آجائے تو اس وقت وہ حرف عطف کا معنی دے گا لا عاطفہ نہیں ہوگا۔ 2۔ لا عاطفہ سے پہلے اثبات ہو

3۔ لا عاطفہ کا مابعد اس کے ماقبل کی ضد ہو۔ لا عاطفہ کی مثال جیسے شرح مأۃ عامل میں ہے "هِیَ لَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلٰی اِسْمِ الظَّاهِرِ لَا عَلَی الْمُضْمَرِ " میں لا عَلَی الْمُضْمَرِ " کا لا عاطفہ ہے۔

لا نافیہ اور لا نفی جنس میں فرق

لا نافیہ اسم اور فعل دونوں پر داخل ہو سکتا ہے جب کہ لا نفی جنس صرف اسم کے لیے خاص ہے۔

لا نافیہ اور لا ناہیہ میں فرق

لا نافیہ اور لا ناہیہ میں دو فرق ہیں۔

1۔ لفظی فرق یہ ہے کہ لا ناہیہ عامل ہے اور لا نافیہ غیر عامل ہوتا ہے۔

2۔ معنوی فرق لا ناہیہ میں کسی کام سے روکنا مقصود ہوتا ہے اور لا نافیہ میں کام کی نفی کی خبر دی جاتی ہے۔

لائے نفی جنس اور لا مشابہ بلیس میں فرق

لفظی فرق

پہلا طریقہ: یہ ہے کہ ان کا اعراب مختلف ہوتا ہے۔

دوسرا طریقہ: لا نفی جنس مصدر، اسم فاعل، اسم مفعول اور صفت مشبہ پر داخل ہوتا ہے جیسے "لَا رَیْبَ فِیْہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اسم فاعل کی مثال "فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ، فَلَا ھَادِیَ لَہٗ' اسم مفعول کی مثال "لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ لَا مَسْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ" صفت مشبہ کی مثال جیسے "لَا حَکِیْمَ اِلَّا ذُوْتَجْرِبَۃٍ"

معنوی فرق

لائے نفی جنس پوری جنس کی نفی کرتا ہے جیسے لَا اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰـہُ کے اندر "الـہ" اس کا اسم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر معبود کی نفی کر دی اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور بھی خدا ہے کیونکہ "لا" نے پوری جنس کی نفی کر دی ہے اس طرح "لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ" سے مراد (گھر میں کوئی بھی آدمی نہیں) یعنی پوری جنس جس کو آدمی کہا

جاتا ہے گھر میں نہیں ہے۔ نہ ایک نہ دو نہ زیادہ "لَا رَجُلٌ فِی الدَّارِ" میں لامشابہ بلیس ہے۔ لا مشابہ بلیس کبھی جنس کی نفی کے لیے ہوتا ہے اور کبھی وحدت کی نفی کے لیے لَا رَجُلٌ فِی الدَّارِ " اسکے اندر یہ احتمال ہے کہ ایک مرد کی نفی ہے زیادہ کی نہیں اس وقت یوں کہا جا سکتا ہے کہ "لَا رَجُلٌ فِی الدَّارِ بَلْ رَجُلَانِ" کہ ایک آدمی گھر میں نہیں ہے بلکہ دو ہیں۔

تراکیب

مَاهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ

ما نافیہ هن مبتدا امهات مضاف کم مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لَا اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ

لا برائے نفی جنس اکراہ اسم فی جار الدین مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن اسم فاعل کا اسم فاعل اپنی ھو ضمیر فاعل اور متعلق سے مل کر خبر لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تمرین

طلباء ترکیب کریں۔

لَا رَیْبَ فِیْهِ

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ

طلباء کلمہ طیبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ترکیب کی کوشش کریں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں موجود لا کی پہچان کریں؟

حروف مشبہ بالفعل

حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں مبتدا کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہتے ہیں جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ

حروف مشبہ بالفعل مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ اِنَّ (بے شک) اَنَّ (بے شک) کَاَنَّ (گویا کہ) لٰکِنَّ (لیکن) لَعَلَّ (شاید کہ) لَیْتَ (کاش کہ) اِنَّ اَنَّ یہ دونوں تاکید کے لیے آتے ہیں جیسے ان بطش ربک لشدید کان تشبیہ کے لیے آتا ہے جیسے کَاَنَّ الْاُسْتَاذَ اَبٌ گویا کہ استاذ باپ ہوتا ہے کان کبھی تعجب کے لیے آتا ہے جیسے وَیْکَاَنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکَافِرُوْنَ (اے عجب کافروں کا بھلا نہیں) لَیْتَ تمنی کے لیے آتا ہے لَعَلَّ ترجی کے لیے آتا ہے۔

وجہ تسمیہ

ان حروف کو مشبہ بالفعل اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی چند وجوہ سے فعل کے ساتھ مشابہت ہے

1۔لفظی مشابہت: جس طرح فعل تین حرفی چار حرفی پانچ حرفی ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی تین حرفی چار حرفی اور پانچ حرفی ہیں۔ جیسے اِنَّ اَنَّ سہ حرفی ہیں وغیرہ۔

2۔وزن میں مشابہت: حروف مشبہ بالفعل کی وزن میں بھی فعل کے ساتھ مشابہت ہے جیسے ان بروزن مد ہے ان بروزن فر ہے وغیرہ۔

3۔عمل میں مشابہت: یہ فعل کی طرح اسم پر داخل ہوتے ہیں ان کی مشابہت فعل کے ساتھ اس طرح ہے کہ فعل رفع اور نصب دیتا ہے اور یہ بھی رفع اور نصب دیتے ہیں ان کا اسم مفعول کے مشابہ ہے اور خبر فاعل کے مشابہ ہے

سوال: اگر حروف مشبہ بالفعل عمل کرنے میں فعل کے مشابہ ہیں تو پھر فعل کی طرح مرفوع مقدم ہوتا ہے حالانکہ یہاں منصوب مقدم ہے مرفوع پر؟

جواب: اگر مرفوع کو مقدم کیا جائے تو پہچان نہیں ہوگی کہ یہ حروف ہیں یا افعال دوسری وجہ یہ ہے کہ فعل اصل ہے اور یہ حروف فرع ہے اور منصوب کا مرفوع پر مقدم ہونا یہ بھی فرع ہے فرع کو فرع کے لیے لازم کر دیا۔

اِنَّ کے استعمال کے مقامات

1۔ ابتدائے کلام میں حقیقتاً اِنَّ آتا ہے جیسے "اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ" یا حکماً جیسے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

2۔ قسم کے بعد جیسے وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ. وَاللّٰہِ اِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ

3۔ قول اور اس کے مشتقات کے بعد جیسے قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ۔ اگر قول بمعنی ظن ہو تو مکسور نہ ہوگا جیسے اَتَقُوْلُ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ یَقُوْلُ کَذَا؟ اَیْ اَتَظُنُّ

4۔ موصولہ کے بعد ابتدائے صلہ میں جیسے اٰتَیْنٰہُ مِنَ الْکُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَہٗ۔

5۔ جب اپنے مابعد کے ساتھ حال واقع ہو جیسے "کَمَا اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکَارِھُوْنَ"

6۔ جب اس کی خبر پر لام ابتداء ہو جیسے "وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکَاذِبُوْنَ"

اَنَّ کے استعمال کے مقامات

جب فاعل کی ضرورت ہو جیسے "اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَاہُ"

جب نائب فاعل کی ضرورت ہو جیسے "اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ"

مفعول بہ کے مقام میں واقع ہو جیسے "کَرِھْتُ اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ"

مبتدا اور خبر کے مقام میں واقع ہو جیسے "عِنْدِیْ اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ"

مضاف الیہ کی جگہ اور حرف جر کے بعد مجرور کے مقام میں جیسے "عَجِبْتُ مِنْ اَنَّ بَکْرًا قَائِمٌ"

لو اور لولا کے بعد جیسے لَوْلَا اَنَّ زَیْدًا حَاضِرٌ نیز جب علم شھد اور ان کے مشتقات کے بعد واقع ہو اور ان کی خبر پر لام نہ ہو جیسے عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ

قاعدہ

اِنَّ جملہ کے معنی میں تبدیلی نہیں کرتا جس مقام پر جملہ کی ضرورت ہوگی وہاں اِنَّ آئے گا اور جس مقام پر مفرد کی ضرورت ہو وہاں اَنَّ آئے گا اور چند مقامات میں دونوں جائز ہیں اذ مفاجاتیہ کے بعد جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ وَاقِفٌ فاجزائیہ کے بعد جیسے "مَنْ یُّحَادِدِاللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ"

ما حرفیہ (کافہ) کی وضاحت

کبھی حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ ما حرفیہ کافہ ملا ہوتا ہے جو ان کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے جیسے "قُلْ اِنَّمَا یُوْحیٰ اِلَیَّ، اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ، ان مثالوں میں ان کا عمل باطل ہوگیا" "کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ، اس مثال میں" کَاَنَّ "کا عمل باطل ہوگیا

اعتراض: اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سَاحِرٍ میں اِنَّ کے ساتھ ما مقترن ہے اس کے باوجود "اِنَّ" عمل کر رہا ہے کیونکہ کید "اِنَّ" کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے یہ درست نہیں؟

جواب: ما حرفیہ عمل کو باطل کرتا ہے یہاں ما حرفیہ نہیں بلکہ ما اسمیہ ہے ما اسمیہ عمل کو باطل نہیں کرتا ما صنعوا موصولہ صلہ مل کر ان کا اسم ہے کید ساحر خبر۔

حروف مشبہ بالفعل مُخَفَّفَۃٌ مِنَ الْمُثَقَّلَۃِ

1۔ اِنْ

کبھی شدید ثقل کی وجہ سے ان میں تخفیف کر دی جاتی ہے اس وقت اس کا عمل کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہیں اور اس کی خبر پر لام تاکید داخل ہوتا ہے تاکہ اس میں اور ان نافیہ میں فرق ہو جائے جیسے اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ اس مثال میں اِن مخففہ عمل نہیں کرتا۔ وَاِنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ، اِنْ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ رَبُّکَ اَعْمَالَھُمْ اس میں اِن عمل کر رہا ہے۔ ان مخففہ کبھی عمل کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا ہے۔

2۔اَنْ

اَن مخففہ تین شرائط کے ساتھ عمل کرتا ہے وجوبا۔اسم ضمیر ہو۔ضمیر شان ہو۔ضمیر محذوف ہو۔اَنْ مخففہ کی خبر کے لیے ضروری ہے کہ وہ جملہ ہو مفرد نہ ہو خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ جیسے اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ جملہ فعلیہ کی مثال خواہ فعل جامد ہو یا متصرف جیسے وَاَنْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ اگر اَنْ مخففہ من المثقلہ کی خبر فعل متصرف ہو اور غیر دعائیہ ہو تو اس کی خبر کے درمیان چار حروف میں سے کسی ایک کے ذریعے فاصلہ کرنا ضروری ہے۔

وہ چار حروف یہ ہیں

1۔قد　　　2۔سین یا سوف

3۔حرف نفی　　　4۔لو

مثالیں

عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی ۔مذکورہ مثال میں ان مصدریہ ناصبہ نہیں طلباء پریشان ہو جاتے ہیں کہ ان نے مضارع کو نصب کیوں نہیں دیا حالانکہ یہ ان کا مخفف ہے یہ نصب دیتا ہی نہیں۔وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا

قاعدہ

قرآن مجید میں جس جگہ اِنِّی یا اِنَّا واقع ہوں تو وہ مخفف ہوتے ہیں جیسے اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ . اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ

لٰکِنَّ

اگر لکن کا مخفف بنایا جائے تو اس کا لفظی عمل ختم ہو جائے گا جیسے۔" لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْھُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ"

کَاَنَّ

کَاَنَّ کا مخفف کَاَنْ مخففہ کو عمل دینا واجب ہے جیسا کہ اَن کو عمل دینا واجب ہے اَن اور کَـأَنْ کے درمیان فرق یہ ہے کہ اکثر اس (کَـأَنْ) کے اسم کو ذکر کر دیا جاتا ہے ضمیر ضروری نہیں ہے۔

خبر کا اسم سے مقدم ہونا

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو ان کے اسم پر مقدم کرنا درست نہیں کیونکہ ان کا عمل فرعی ہے سوائے دو صورتوں کے

1۔ خبر جار مجرور ہو جیسے "اِنَّ فِی ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِمَنْ یَّخْشیٰ" "اِنَّ اِلَیْنَا اِیَابَھُمْ وَاِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ"

2۔ خبر ظرف ہو جیسے "اِنَّ لَدَیْنَا اَنْکَالًا وَّ جَحِیْمًا"

نوٹ

جب مبتدا کے ساتھ ایسی ضمیر ملی ہوئی ہو جو کہ خبر کی طرف لوٹ رہی ہو تو اس وقت خبر کو مقدم کرنا واجب ہے۔

قاعدہ

حروف مشبہ بالفعل کی خبریں متعدد ہو سکتی ہیں جیسے "اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"

تراکیب

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

ان حرف مشبہ بالفعل لفظ اللہ اسم جلالت معطوف علیہ واؤ عاطفہ ملائکۃ مضاف ھا ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر ان کا اسم

یصلون فعل مضارع مثبت معروف واؤضمیر بارز فاعل علی جار النبی مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو یصلون کا یصلون فعل با فاعل اپنے ظرف لغو سے مل کر ان کی خبر ان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اشهد واحد متکلم مضارع مثبت معروف انا ضمیر مستتر فاعل ان حرف مشبہ بالفعل محمد ﷺ اسم رسالت منصوب لفظا ان کا اسم رسول مضاف اللہ اسم جلالت مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر ان کی خبر ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول بہ اشهد فعل کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تمرین

طلباء تراکیب کریں۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ

لَعَلَّ السُّلْطَانَ يُكْرِمُنِيْ

اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ

اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سَاحِرٍ

فعل کا بیان

فعل کی کئی طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔

تقسیم اول

زمانے کے لحاظ سے فعل کی تین قسمیں ہیں۔۱۔ماضی ۲۔مضارع ۳۔امر

تقسیم ثانی

مفعول بہ کے چاہنے یا نہ چاہنے کے لحاظ سے فعل کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔لازم ۲۔ متعدی

1۔فعل لازم: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا ہو جائے مفعول بہ کو نہ چاہے جیسے جَلَسَ زَیْدٌ۔

2۔فعل متعدی: وہ فعل ہے جو فاعل اور مفعول بہ دونوں کا تقاضا کرے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

نوٹ۔یہ بات یاد رہے کہ صرف مفعول بہ فعل لازم میں نہیں پایا جاتا باقی مفاعیل فعل لازم میں پائے جاتے ہیں جیسے قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا۔میں جنگ سے بزدلی کی وجہ سے بیٹھ گیا۔ اس مثال میں قعدت فعل لازم ہے اور اس میں مفعول لہ پایا جا رہا ہے۔

فعل لازم اور متعدی کی پہچان

فعل لازم

وہ فعل ہے کہ جس کے پائے جانے کے لیے ایک آدمی یا ایک چیز کا ہونا کافی ہے جیسے "جَلَسَ زَیْدٌ، جَاءَ زَیْدٌ" اب ان مثالوں میں بیٹھنا اور آنا ایسے فعل ہیں کہ ان کے پائے جانے کے لیے ایک آدمی کا ہونا کافی ہے۔

فعل متعدی

وہ فعل ہے کہ جس کے پائے جانے کے لیے کم از کم دو آدمیوں یا دو چیزوں کا پایا جانا

ضروری ہو مثال "قَتَلَ ، ضَرَبَ" وغیرہ ان مثالوں میں "قَتَلَ ، ضَرَبَ" دونوں فعل متعدی ہیں۔اس لیے "قتل" کا فعل دنیا میں اس وقت پایا گیا جب ایک قتل کرنے والا دوسرا قتل ہونے والا موجود تھا اس طرح "ضرب" کا فعل تب پایا جائے گا جب ایک مارنے والا اور دوسرا مار کھانے والا ہوگا۔

فعل لازم اور متعدی میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ عام طور پر فعل متعدی کے اردو ترجمہ میں لفظ "نے" آتا ہے جیسے "ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا، قَتَلَ زَيْدٌ عَمْرًوا" (زید نے عمروا کو قتل کیا) فعل لازم کے اردو ترجمہ میں "نے" نہیں آتا ہے جیسے "قَامَ زَيْدٌ" (زید کھڑا ہوا) "ذَهَبَ زَيْدٌ" (زید گیا)

فعل لازم اور متعدی میں یوں بھی فرق کیا جاتا ہے کہ فعل متعدی کا اثر عام طور پر دوسرے تک پہنچتا ہے فعل لازم کا اثر دوسرے تک نہیں پہنچتا ہے۔فعل لازم اور فعل متعدی کی مذکورہ بالا مثالوں میں غور کریں۔

فعل لازم اور متعدی کی وجہ تسمیہ

لازم کا معنی ہے لپٹنے والا چمٹنے والا چونکہ لازم اپنے فاعل کے ساتھ چمٹا رہتا ہے اس لیے اس کو لازم کہتے ہیں متعدی کا معنی ہے تجاوز کرنے والا کیونکہ فعل متعدی کا اثر فاعل سے تجاوز کر کے مفعول بہ تک پہنچتا ہے اس لیے اس کو متعدی کہتے ہیں

فعل لازم سے متعدی بنانے کے طریقے

فعل لازم باب افعال، تفعیل، مفاعلہ یا استفعال کی طرف نقل کرنے سے متعدی بن جاتا ہے جیسے کَرُمَ سے اَکْرَمَ عَبْدُاللّٰہِ سَاجِدًا (عبداللہ نے ساجد کی عزت کی)
حرف جر کے واسطے فعل لازم متعدی بن جاتا ہے جیسے ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِ ھِمْ۔

فعل متعدی سے فعل لازم بنانے کے طریقے

فعل متعدی نون انفعال اور تا تفعل سے فعل لازم بن جاتا ہے یعنی فعل متعدی کو اگر باب انفعال یا باب تفعل پر لے جائیں تو اس وقت فعل متعدی فعل لازم بن جاتا ہے جیسے

کشف بمعنی کھولنا جب اس سے باب انفعال بنایا گیا انکشاف تو یہ لازم ہو گیا بمعنی کھلنا۔

فائدہ

تمام افعال عمل کرتے ہیں سوائے تین افعال کے

1۔ جن کے بعد ما کافہ آتا ہے جیسے کثر ما 2۔ کان زائدہ بھی عمل نہیں کرتا۔

3۔ وہ افعال جو تاکید کے لیے آتے ہیں وہ عمل نہیں کرتے جیسے جَاءَ، جَاءَ زَیْدٌ آیا آیا زید اس مثال میں زَیْدٌ کو رفع دینے والا پہلا فعل ہے۔

فائدہ

فعل ہر حال میں عمل کرتا ہے خواہ ثلاثی ہو یا رباعی مجرد ہو یا مزید فیہ معروف ہو یا مجہول مثبت ہو یا منفی منصرف ہو یا غیر منصرف ماضی ہو یا مضارع امر ہو یا نہی فعل لازم ہو یا متعدی

نوٹ

فعل کے عمل کرنے کے لیے اسم فاعل کی طرح کسی چیز پر اعتماد اور زمانے کی کوئی شرط نہیں کیونکہ فعل قوی عامل ہے

فعل کا عمل

فعل لازم اور متعدی دونوں فاعل کو رفع دیتے ہیں ان دونوں میں سے ہر ایک چھ اسموں کو نصب دیتا ہے۔ ۱۔ مفعول مطلق ۲۔ مفعول فیہ ۳۔ مفعول لہ ۴۔ مفعول معہ ۵۔ حال ۶۔ تمییز فعل متعدی ان چھ منصوبات کے علاوہ مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔

تقسیم ثالث معرب اور مبنی کے لحاظ سے فعل کی تقسیم

افعال سے ماضی اور امر معروف مبنی ہوتے ہیں۔ اور فعل مضارع دو حالتوں میں مبنی ہوتا ہے

فعل ماضی کی مبنی ہونے کی حالتیں۔

فعل ماضی کے مبنی ہونے کی تین حالتیں ہیں۔

1۔مبنی برفتحہ　　2۔مبنی برضمہ　　3۔مبنی برسکون

فعل ماضی کے ساتھ جب ضمیر مرفوع متحرک ملی ہوئی ہوتو ماضی کی حالت مبنی برسکون ہو گی جیسے "ضَرَبْنَ . ضَرَبْتَ . ضَرَبْتُمَا . ضَرَبْنَا ۔جب ماضی کے ساتھ واؤ جمع متصل ہوتی ہے تو مبنی برضم ہوگی جیسے "ضَرَبُوْا" جب فعل ماضی کے ساتھ نہ ضمیر مرفوع متحرک ہو اور نہ واؤ جمع ہو تو مبنی برفتح ہوگی "ضَرَبَ . ضَرَبَتْ"

فعل امر کے مبنی ہونے کی حالتیں

فعل امر کے مبنی ہونے کی چار حالتیں ہیں۔

1۔مبنی برسکون جیسے "اُنْصُرْ"

2۔مبنی برحذف حرف علت جیسے "اُدْعُ . اِرْمِ .اِرْضَ. اصل "اُدْعُوْ ،اِرْمِیْ اور اِرْضٰی" تھے۔

3۔مبنی برحذف نون اعرابی جیسے "اُنْصُرُوْا . اِسْمَعِی۔"

4۔مبنی برفتحہ فعل امر کے آخر میں نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ متصل ہوتو مبنی برفتحہ ہوتا ہے۔جیسے "اِضْرِبَنَّ"۔

فعل مضارع کے مبنی ہونے کی حالتیں

فعل مضارع کی مبنی ہونے کی دو حالتیں ہیں۔

1۔مبنی برفتحہ

جب فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید متصل ہوتو مبنی برفتحہ ہوتا ہے۔جیسے "لَیَذْهَبَنَّ لَیَذْهَبَنْ" بشرطیکہ نون تاکید اور مضارع کے آخر حرف کے درمیان لفظا یا تقدیرا فاصلہ نہ ہو ورنہ معرب ہوتا ہے لفظا کی مثال جیسے "لَیَذْهَبَانِّ" تقدیری کی مثال جیسے "لَیَذْهَبُنَّ" واؤ جمع مقدرہ کا فاصلہ ہے۔

2۔مبنی برسکون

جب فعل مضارع کے آخر میں نون ضمیر متصل ہوتو مبنی برسکون ہوگا جیسے "یَنْصُرْنَ،تَنْصُرْنَ"

فاعل کا بیان

فاعل وہ اسم مرفوع ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل میں سے کوئی ایک آجائے جس کی نسبت اس اسم کی طرف اس طرح ہو کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو نہ کہ اس پر واقع ہو فاعل کی اس تعریف کی صورت میں مَاتَ زَیْدٌ اس میں داخل ہو جائیگا۔

نوٹ

شبہ فعل سے اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ، مصدر، صیغہ مبالغہ، اسم منسوب، اسم ظرف، اسم آلہ، اسم فعل مراد ہیں۔

فاعل کی اقسام

فاعل کی دو قسمیں ہیں ۱۔اسم ظاہر ۲۔اسم ضمیر

اسم ظاہر

فعل یا شبہ فعل کے بعد فاعل ظاہر ہو جیسے ''قَامَ زَیْدٌ، جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ'' فاعل موؤل بھی اس تعریف میں داخل ہے جیسے ''اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ''.

اسم ضمیر

فاعل اسم ظاہر نہ ہو بلکہ ضمیر ہو خواہ بارز ہو یا مستتر تو اس صورت میں فعل واحد تثنیہ جمع مذکر مؤنث میں ضمیر مرفوع کے مطابق ہوگا جیسے ''اَلرِّجَالُ قَامُوْا''

فاعل کے احکام

فاعل اپنے عامل پر مقدم نہیں ہوتا جیسے قَامَ اَخُوْکَ اگر اخوک فاعل کو مقدم کریں تو یہ فاعل نہیں رہے بلکہ مبتدا بن جائے گا جیسے ''اَخُوْکَ قَامَ''۔

قاعدہ

جب فاعل ظاہر ہو تو فعل کا صیغہ واحد لایا جاتا ہے خواہ فاعل واحد ہو تثنیہ ہو یا جمع جیسے "قَامَ زَیْدٌ، قَامَ زَیْدَانِ، قَامَ زَیْدُوْنَ" قرآن سے مثالیں "خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ، قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ"

نوٹ

مندرجہ بالا قاعدہ کلی نہیں بلکہ اکثر ہے کبھی فاعل جمع ہو تو فعل کا صیغہ جمع کا بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے "یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃٌ بِالنَّھَارِ"
(رواہ البخاری فی کتاب التوحید مسلم فی کتاب الصلوۃ)

فاعل کے چند قواعد

☆ جب فاعل ظاہر ہو مونث غیر حقیقی ہو تو فعل واحد مذکر اور واحد مؤنث دونوں طرح لا سکتے ہیں جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ، طَلَعَتِ الشَّمْسُ
قرآن سے مثالیں: "قَدْ جَاءَ تْکُمْ مَوْعِظَۃٌ اور قَدْ جَاءَ تْکُمْ بَیِّنَۃٌ"

☆ فاعل مؤنث حقیقی ہو فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل کو مذکر بھی لایا جا سکتا ہے اور مؤنث بھی جیسے "قَامَ الْیَوْمَ ھِنْدٌ، قَامَتِ الْیَوْمَ ھِنْدٌ"

☆ فاعل مؤنث حقیقی ہو فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو تو فعل کو مؤنث لانا واجب ہے جیسے "قَامَتْ ھِنْدٌ" قرآن سے مثال "اِذْ قَالَتِ امْرَاَۃُ عِمْرَانَ"

☆ اگر فاعل کا عامل فعل نعم اور بئس ہوں تو فعل واحد مؤنث و مذکر دونوں طرح لا سکتے ہیں جیسے "نِعْمَتِ الْمَرْاَۃُ ھِنْدٌ، نِعْمَ الْمَرْاَۃُ ھِنْدٌ"

فاعل اور اسم فاعل میں فرق

فاعل صرف ذات پر دلالت کرتا ہے جیسے جاء عیسیٰ علی جبکہ اسم فاعل ذات مع الوصف پر دلالت کرتا ہے جیسے ضارب یہ بھی فرق ہے کہ فاعل جامد ہوتا ہے اور مشتق بھی اسم فاعل ہمیشہ مشتق ہوتا ہے۔ فاعل سے پہلے فعل ضرور ہوگا اسم فاعل سے پہلے فعل کا ہونا ضروری نہیں ہے فاعل معمول ہوتا ہے اور اسم فاعل عامل ہوتا ہے۔ فاعل مرفوع ہوتا ہے اور اسم فاعل کا مرفوع ہونا ضروری نہیں ہے۔ مفعول اور اسم مفعول کے درمیان بھی یہی فرق ہے۔

فاعل کا فعل کے ساتھ ملا ہونا

فاعل فعل کیساتھ اکثر ملا ہوتا ہے اور مفعول فاعل کے بعد ہوتا ہے جیسے " وَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ" "قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ"

فاعل کا مفعول سے موخر ہونا

فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنے کی دو قسمیں ہیں

۱۔ تاخر جوازی ۲۔ تاخر وجوبی

۱۔ تاخر جوازی کی مثال

جیسے " وَلَقَدْ جَاءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ" اس فاعل میں النذر فاعل ہے جو کہ مؤخر ہے کیونکہ معنی میں التباس کا خوف نہیں ہے دوسری مثال " کَمَا اَتٰی رَبَّهٗ مُوْسٰی عَلٰی قَدَرٍ" اس مثال میں موسیٰ فاعل ہے اور ربہ مفعول ہے فاعل مفعول سے مؤخر ہے ربہ کی ضمیر فاعل کی طرف لوٹ رہی ہے جو لفظا مؤخر ہے جبکہ ربہٗ مقدم ہے

۲۔ تاخر وجوبی کی مثال

جیسے " اِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّهٗ" اس مثال میں فاعل کو مؤخر کرنا واجب ہے اگر ربہ

فاعل کو مؤخر نہ کیا جائے تو وہ ضمیر جو کہ مفعول کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ لفظا اور رتبۃ مؤخر ہے اس کا مقدم ہونا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

قاعدہ

فاعل مرفوع ہوتا ہے جیسے" نَعَمَ اللّٰهُ " چند مقامات میں فاعل مجرور ہوتا ہے

1۔مصدر کی اضافت جب فاعل کی طرف ہو تو فاعل مجرور ہوتا ہے جیسے" ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًوا" اس مثال میں زید مجرور ہے مصدر کی طرف اضافت کی وجہ سے اور معنی مرفوع کیونکہ مصدر کا فاعل ہے پورا جملہ اس طرح ہے" أَعْجَبَنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًوا" (زید کے عمرو کو مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا)

2۔فاعل پر جب باز ائدہ یا من زائدہ داخل ہو جیسے "كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا "اسم جلالت اللہ کفی فعل کا فاعل لفظا مجرور محلا مرفوع ہے اسی طرح من کی مثال جیسے" مَا جَاءَ نَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ" فاعل پر باز ائدہ کی دوسری مثال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مہر کا نقش تھا "كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا "اے عمر بطور نصیحت صرف موت ہی کافی ہے۔

تنبیہ

بعض لوگ باللہ کو کفی کا متعلق بنا کر جملے بناتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اگر کفی فعل کا متعلق بنایا جائے اور فاعل نہ بنایا جائے تو جملہ میں فاعل کوئی بھی نہیں ہوگا حالانکہ کوئی بھی فعل فاعل کے بغیر نہیں پایا جاتا۔ہاں فاعل کو حذف کرنے کے چند مقامات ہیں۔

فائدہ

کفی کے فاعل پر باز ائدہ ہوتی ہے جیسے کہ آیت مقدسہ میں گزرا کفی کا فاعل بہت کم با سے خالی ہوتا ہے کفی کے فاعل پر اس وقت باز ائدہ نہیں ہوتی جب وہ اغنی کے معنی میں ہو یا وقی من الوقایۃ کے معنی میں ہو "كَفٰى لِلّٰهِ تَعَالٰى وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ "۔

فاعل کو حذف کرنے کے مقامات

فاعل فعل اور مفعول کی طرح اکثر حذف نہیں ہوتا کیونکہ فاعل کلام میں عمدہ ہوتا ہے اس کے باوجود فاعل کو تنہا حذف کرنے کے چند مواقع ہیں۔

1۔فعل مجہول میں جیسے "ضُرِبَ زَیْدٌ، قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَکْفَرَہٗ"

2۔تنازع فعلین میں

3۔لَتَضْرِبُنَّ، لَیَضْرِبُنَّ ان میں فاعل کا حذف کثیر ہے۔

4۔فعل تعجب میں جیسے مَا اَضْرَبَہٗ وَ اَضْرِبْ بِہٖ

5۔مصدر میں جیسے اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ یَتِیْمًا ذَامَقْرَبَۃٍ

نِعْمَ اور بِئْسَ کے فاعل کے احکام

(1) نِعْمَ اور بِئْسَ کا فاعل ایسا اسم ہوتا ہے جو معرف باللام ہوتا ہے وجوبا جیسے ارشاد باری تعالی ہے "نِعْمَ الْعَبْدُ"

(2) یا فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے "وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ"

نوٹ

مخصوص بالمدح کو فعل اور فاعل دونوں پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے اِنَّا وَجَدْنَاہُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ اس مثال میں صابر مخصوص بالمدح ہے جو کہ فعل اور فاعل دونوں پر مقدم ہے۔ مخصوص بالمدح کو فقط فاعل پر مقدم کرنا جائز نہیں۔

طلباء تراکیب کریں۔

لَعَنَہُ اللّٰہُ | قَالَتْ نَمْلَۃٌ

وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا | اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ

نائب فاعل کا بیان

فعل کے فاعل کو حذف کر کے مفعول بہ کو اس کی جگہ رکھ دیا جائے۔یعنی ہر وہ اسم جو فعل مجہول کے بعد واقع ہو فعل یا شبہ فعل کو اس کی طرف منسوب کر دیا جائے گا۔جیسے" خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا"

خلق فعل مجہول اور انسان نائب فاعل نائب فاعل کو مفعول مالم یسم فاعلہ بھی کہتے ہیں۔نائب فاعل تمام احکام میں فاعل کی طرح ہے لیکن چند احکام میں مفعول بہ سے مختلف ہوگا۔

وضاحت

1۔مفعول بہ پہلے منصوب تھا بعد میں نائب فاعل بن کر مرفوع ہو جائے گا۔

2۔پہلے فضلہ تھا بعد میں عمدہ ہو جائے گا۔

3۔پہلے فعل پر مقدم کرنا جائز تھا بعد میں اسے فعل کے بعد رکھنا واجب ہو جائے گا۔

4۔مفعول بہ اگر مؤنث ہو تو فعل مذکر لایا جا سکتا ہے۔لیکن مؤنث نائب فاعل بننے کی صورت میں فعل مؤنث ہی لایا جائے گا۔

فائدہ

فاعل کے حذف کے بعد چار سے ایک چیز اس کا نائب ہوتی ہے

1۔مفعول بہ جیسے وَغِیْضَ الْمَاءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ

2۔مجرور بحرف جر جیسے وَلَمَّا سُقِطَ فِی اَیْدِیْہِمْ شرط یہ کہ حرف جر تعلیل کے لئے نہ ہو وُقِفَ لَکَ نہیں کہا جائے گا۔مجرور بحرف جر کے نائب فاعل بننے کا اعراب لفظا مجرور ہوگا اور محلا مرفوع نائب فاعل۔

3۔ظرف متصرف مختص جیسے مُشِیَ یَوْمٌ کَامِلٌ ،وَصِیْمَ رَمَضَانُ ظرف متصرف جس کی طرف اسناد صحیح ہوتا ہے جیسے یَوْمٌ وَلَیْلَۃٌ وَدَھْرٌ وَشَھْرٌ اور ظرف غیر متصرف جس کی طرف اسناد صحیح

نہیں ہوتا جیسے عند وحیث مختص سے مراد جو وصف سے یا اضافت سے یا علمیت سے مختص ہو جیسے "شَهِدْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ"۔

4۔ مصدر متصرف مختص جیسے "فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ" نفخۃ نائب فاعل ہے اور وہ مصدر متصرف ہے اس کی طرف اسناد صحیح ہے اور موصوف ہونے کی وجہ سے مختص ہے۔

تمرین

طلباء تراکیب کریں۔

وَأُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

وُلِدَ الرَّسُوْلُ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ

منصوبات

وہ اسماء جن کو فعل نصب دیتا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

مفاعیل خمسہ یعنی (مفعول مطلق، مفعول بہ، مفعول لہ، مفعول فیہ، مفعول معہ)، حال، تمییز، مستثنیٰ

مفعول مطلق

مفعول مطلق وہ مصدر منصوب ہے جو فعل مذکور کا ہم معنیٰ ہوتا ہے عام ازیں کہ باب اور مادہ ایک ہو یا نہ ہو اور فعل مذکور ہی اس کو نصب دیتا ہے جیسے "كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا" "قَعَدْتُ جُلُوْسًا" پہلی مثال میں "تَكْلِيْمًا" دوسری مثال میں "جُلُوْسًا" مفعول مطلق ہیں پہلی مثال میں مادہ ایک ہے اور دوسری مثال میں مادہ ایک نہیں ہے۔

وجہ تسمیہ

اس کو مفعول مطلق اسلیے کہتے ہیں کہ یہ قیودات سے خالی ہوتا ہے یعنی بہ، فیہ، لہ، معہ کی قید سے۔

مفعول مطلق کے فوائد

مفعول مطلق کے تین فائدے ہیں۔

1۔ تاکید کے لیے آتا ہے۔

2۔ بیان نوع کے لیے آتا ہے۔

3۔ بیان عدد کے لیے آتا ہے۔

وجہ حصر

مفعول مطلق دو حال سے خالی نہیں اپنے فعل کے معنی سے کسی زائد معنی پر دلالت کرے گا یا نہیں کرے گا اگر زائد معنی پر دلالت نہ کرے تو مفعول مطلق تاکید کے لیے ہوگا جیسے

"سلموا تسلیما" اگر زائد معنی پر دلالت کرے گا پھر دو حال سے خالی نہیں ہوگا اس میں شکل وصورت کا بیان ہوگا یا نہیں ہوگا اگر شکل وصورت کا بیان ہوگا تو مفعول مطلق بیان نوع کے لیے ہوگا جیسے "جَلَسَ التِّلْمِیْذُ جِلْسَةَ الْاُسْتَاذِ" طالب علم (شاگرد) استاذ کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا اور اگر تعداد بیان کرنے کے لیے ہو تو مفعول مطلق بیان عدد کے لیے ہوگا جیسے "اَکَلَ عَلِیٌّ اَکْلَتَیْنِ" علی نے دو دفعہ کھانا کھایا "اِغْتَرَفَ غُرْفَةً" وہ ایک چلو بھر سکتا ہے۔

مصدر اور اسم مصدر کے درمیان فرق

مصدر وہ ہے کہ اس سے فعل مشتق ہوتے ہیں اور اسم مصدر وہ اسم کے معنی میں ہوتا ہے اس سے فعل نہیں جاری ہوتے جیسے "القهقری" اس کے لفظ سے فعل نہیں ہیں اور مصدر اپنے فعل والا عمل کرتا ہے اور اسم مصدر پس وہ عمل کرتا ہے مصدر کی طرح جب وہ میمی ہو۔

سوال: کیا مصدر مفعول مطلق کے علاوہ کچھ اور بن سکتا ہے؟

جواب: مصدر مفعول مطلق کے علاوہ کبھی فاعل کبھی مبتداء کبھی ظرف کبھی مفعول بہ کبھی مفعول لہ کبھی حال وغیرہ بنتا ہے غور کرنے اور موقع محل کے اعتبار سے اعراب متعین ہوتا ہے جیسے فاعل کی مثال "اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ" (جب اللہ کی مدد آئے گی) مبتدا کی مثال جیسے "مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ" (کب ہے اللہ کی مدد) ظرف کی مثال جیسے "جَلَسْتُ قُرْبَ زَیْدٍ" (میں زید کے پاس بیٹھا) مفعول بہ کی مثال جیسے "اُحِبُّ حُبَّ الْعِلْمِ" (میں علم کی محبت کو پسند کرتا ہوں) مفعول لہ کی مثال جیسے "ضَرَبْتُهٗ تَادِیْبًا" (میں نے اس کو اصلاح کے لیے مارا) حال کی مثال جیسے "یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا" (وہ آئیں گے تمہارے پاس دوڑتے ہوئے)۔

سوال: مفعول مطلق کا عامل کیا کیا ہو سکتے ہیں مع مثال ذکر کریں؟

جواب: مفعول مطلق میں عامل مندرجہ ذیل چیزیں ہو سکتی ہیں۔

1۔ فعل جیسے "وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" اور تم خوب سلام بھیجو۔

2۔صفیہ صفت جیسے "وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا "قسم ہے ان فرشتوں کی جو صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔

3۔مصدر جیسے"فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا " (تو بے شک جہنم تمہاری سزا ہے پوری پوری سزا)۔

قاعدہ

جو مفعول مطلق تاکید کے لیے ہے اس سے بالاتفاق تثنیہ و جمع نہیں آتا عدد سے بالاتفاق تثنیہ و جمع آتا ہے۔"جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبَتَيْنِ۔

نوٹ

مفعول مطلق تاکید کیلئے ہو تو اس کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے اور اس کا ترجمہ بہت، بالکل اور بہت خوب وغیرہ سے کیا جاتا ہے۔جیسے"وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا "(اور تم خوب سلام بھیجو)

فائدہ

"وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا " میں اللہ تعالیٰ نے محبوب پر سلام بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے حکم کو مطلق رکھا ہے تم جس وقت چاہو سلام بھیجو اذان سے پہلے یا اذان کے بعد جمعہ سے پہلے یا جمعہ کے بعد اور جو لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے بعد سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھنا جائز نہیں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے مطلق حکم کو مقید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے کیونکہ مفعول مطلق تاکید کے لئے ہے اور وہ روکتے ہیں۔تو کیا ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل ہے؟

بیان نوع

جو مصدر فعل کے عدد کے بیان کے لیے ذکر کیا جاتا ہے۔اور وہ ثلاثی مجرد سے فعلہ (بفتح الفاء وسکون العین) کے وزن پر بنایا جاتا ہے جیسے "وَقَفْتُ وَقْفَةً وَوَقْفَتَيْنِ وَوَقَفَاتٍ".

اگر فعل ثلاثی سے اوپر ہو تو مصدر کے ساتھ تاء لاحق ہوگی جیسے " أَكْرَمْتُهُ إِكْرَامَةً وَلَفَرْحَتُهُ تَفْرِيحَةً وَتَدَحْرَجَ دَحْرَجَةً"

اگر مصدر کے ساتھ اصل میں تاء لحق ہو پس اس کے بعد جو عدد پر دلالت کرے ذکر کیا جائے گا جیسے" رَجَمْتُهُ رَحْمَةً وَّاحِدَةً، وَ أَقَمْتُ إِقَامَةً وَّاحِدَةً"

بیان عدد

جو مصدر فعل کی نوع کے بیان کے لیے ذکر کیا جائے اگر وہ ثلاثی مجرد سے فعلة (بکسر الفاء) کے وزن پر بنایا جاتا ہے جیسے" عَاشَ عِيْشَةً حَسَنَةً ، وَمَاتَ مِيْتَةً سَيِّئَةً"

اگر فعل ثلاثی سے اوپر ہو تو اس کا مصدر وصف کے ساتھ آئے گا جیسے" أَكْرَمْتُهُ إِكْرَامًا عَظِيْمًا"

مفعول مطلق کے قواعد

☆ بعض چیزیں جو مصدر کے علاوہ ہیں وہ بھی مفعول مطلق واقع ہو جاتی ہیں مصدر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے ان کا تعلق مفعول مطلق کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے ان کو مفعول مطلق کے قائم مقام کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ جیسے لفظ کل بعض فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ" اصل میں مفعول مطلق "المیل ،، تھا کل اسکے قائم مقام ہو کر منصوب ہے کل مضاف "المیل "مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول مطلق "لا تمیلوا "فعل کا بعض کی مثال" وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيْلِ "۔

☆ وہ ضمیر جو مفعول مطلق کی طرف لوٹ رہی ہو وہ مفعول مطلق کا نائب بن سکتی ہے جیسے "فَإِنِّيْ أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ" میں "لا أُعَذِّبُهُ " کی ضمیر مفعول مطلق ہے جو "عَذَابًا" کی طرف لوٹ رہی ہے۔

☆ کبھی مفعول مطلق کے عدد کو اس کی جگہ رکھا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً " مفعول مطلق "جَلْدَةً" ہونا چاہیے تھا اسکا عدد "ثَمٰنِيْنَ " اسکے قائم مقام ہے اور مفعول مطلق ہے جلدۃ کا نصب تمییز ہونے کی وجہ سے ہے دوسری مثال "فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ"

☆ کبھی اسم اشارہ کو اس کی جگہ رکھا جاتا ہے جب اسم اشارہ کا مشار الیہ مصدر ہو جیسے "ضَرَبْتُهُ ذَالِکَ الضَّرْبَ" میں نے اسکو وہ مار ماری، اِجْتَهَدْتُ ذٰلِکَ الْاِجْتِهَادَ۔

☆ "اَیْضًا" اور "اَلْبَتَّةَ" بھی مفعول مطلق واقع ہوتے ہیں "اض" اور "بت" فعل محذوف کے۔

☆ بعض اوقات مفعول مطلق تثنیہ عدد کی بجائے کثرت کا معنی دیتا ہے جیسے "لَبَّیْکَ اَیْ اَلَبَّ لَبَّیْکَ" وغیرہ۔

تراکیب

" صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا " ان پر درود اور خوب سلام بھیجو" صلوا" فعل واؤ ضمیر بارز فاعل علی جارہ ضمیر مجرور متصل جار مجرور مل کر ظرف لغو فعل کے فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ "و" عاطفہ سلموا فعل واؤ ضمیر مرفوع فاعل تسلیما لفظا منصوب مفعول مطلق تاکید کے لیے ہے فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

"اُذْکُرُ واللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا"

اذکر" فعل با فاعل اللہ اسم جلالت مفعول بہ ذکرا موصوف کثیرا صفت موصوف صفت سے مل کر مفعول مطلق فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

تمرین

طلباء تراکیب حل کریں۔

اِغْتَرَفَ غُرْفَةً	یَتْلُوْنَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ
وَاَنْبَتَهَا اللّٰهُ نَبَاتًا حَسَنًا	وَتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا
لَاُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِیْدًا	دُکَّتِ الْاَرْضُ دَکًّا دَکًّا
وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا	فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَسِیْرًا

مفعول بہ

تعریف

وہ اسم منصوب جس پر فاعل کا فعل واقع ہو اور فعل متعدی اسے نصب دے واقع ہونے سے مراد فعل کا فاعل سے تعلق اس کے بعد کسی اسم کے ساتھ اولا تعلق مراد ہے۔ اولا کی قید سے تمیز وغیرہ خارج ہو گئے۔ مفعول بہ کا عامل کبھی ذکر ہوتا ہے کبھی حذف ہوتا ہے ذکر کرنا تو اصل ہے اور حذف جو خلاف قیاس ہے اسکی دو قسمیں ہیں۔

1۔حذف جوازی 2۔حذف وجوبی

1۔حذف جوازی

اگر کوئی قرینہ پایا جائے تو مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے "مَنْ أَضْرِبُ" (میں کس کو ماروں) تو اس کے جواب میں کہا جائے "زَیْدًا ای اِضْرِبْ زَیْدًا" یہاں سوال قرینہ ہے اس لیے جواب میں اس قسم کا فعل ہے جو سوال کے اندر تھا اس لیے اس کو حذف کر دیا گیا جیسے میزبان مہمان کی آمد پر "اَھْلاً وَّسَھْلاً" کہے تو اس میں فعل محذوف ہے "اَھْلاً" سے پہلے "اَتَیْتَ" محذوف ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے اہل میں آئے یعنی ہم آپ کے ساتھ ایسا معاملہ کریں گے جیسے کوئی رشتہ دار اپنے رشتہ داروں سے کرتا ہے "سَھْلاً" سے پہلے "وَطِئْتَ" محذوف ہے "اَھْلاً وَّسَھْلاً" کا حاصل یہ ہے کہ آپ کے آنے سے ہم کو خوشی ہوئی ہم آپ کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔

2۔حذف وجوبی

کبھی مفعول بہ کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے اور اسکی تین قسمیں ہیں۔

1۔منادی 2۔تحذیر 3۔اشتغال

1۔منادی

جب کسی کو پکارا جائے تو اس وقت فعل کو حذف کرنا واجب ہے کیونکہ مقصود اس وقت صرف اس کو پکارنا نہیں ہوتا بلکہ اس کو اپنی طرف متوجہ کر کے اس سے کوئی کام مقصود ہوتا ہے۔ایسی صورت میں اگر فعل کو ذکر کریں تو مقصود میں تاخیر ہو جائے گی اس کو نحویوں کی اصطلاح میں منادی کہتے ہیں اور منادی حرف ندا کے بعد آتا ہے جیسے یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اصل میں اُدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ہے

وضاحت

حرف ندا پانچ ہیں۔

1.یا 2.ایا 3.ھیا 4.ای 5.ھمزہ مفتوحہ

یا ندا بعید وقریب سب کیلیے ہے۔ایا ' ھیا دور کے لیے ہمزہ اور ای قریب کے لیے ہیں۔

ندا کا لغوی معنی ہے پکارنا جہاں ندا ہو وہاں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

1۔منادی 2۔منادیٰ 3۔حرف ندا 4۔جواب ندا (جس مقصد کے لیے پکارا جائے)

فائدہ

حرف ندا میں سے "یا" اصل ہے کیونکہ یہ کثیر الاستعمال ہے۔

حرف ندا "یا" کے اسم جلالت اللہ پر داخل ہونے کے قواعد۔

1۔لفظ اللہ جو کہ اللہ جل جلالہ کا اسم ذاتی ہے اس پر صرف حرف ندا "یا" داخل ہوتا ہے اور کوئی حرف ندا داخل نہیں ہوتا۔

2۔جب اللہ اسم جلالت پر یا حرف ندا داخل ہوتا ہے تو اس وقت اسم جلالت اللہ کا ہمزہ قطعی ہو جاتا ہے جیسے "یا اَللّٰہُ"

3۔"یا" حرف ندا اسم جلالت اللہ پر اَیُّھَا کے بغیر داخل ہوتا ہے یعنی حرف ندا یا اور اسم جلالت کے درمیان اَیُّھَا کو لانا جائز نہیں ہے۔چونکہ اَیُّھَا میں تنبیہ کی بو ہے اس لیے اسم جلالت پر نہیں آتا۔

4۔لفظ اسم جلالت اللہ منادی میں ترخیم نہیں کی جا سکتی۔

5۔یا اللہ سے یا کو حذف کر کے یا کے عوض آخر میں میم مشدد کو لایا جا سکتا ہے جیسے اَللّٰهُمَّ۔

قاعدہ

حرف ندا سے فقط یا کو حذف کرنا جائز ہے جیسے "یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اَیْ یَا یُوْسُفُ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً اَیْ یَا رَبَّنَا اٰتِنَا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اَیْ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ"

قاعدہ

حرف ندا یا کبھی تنبیہ کے لیے آتا ہے اسوقت فعل اور حرف پر بھی داخل ہو جاتا ہے تنبیہ کے وقت یا غیر عاملہ ہوتی ہے جیسے "یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ"۔

اعراب منادی

منادی منصوب: تین صورتوں میں منادی منصوب ہوگا۔

1۔منادی مضاف ہو جیسے یَا عَبْدَ اللّٰهِ، یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ یَا اُخْتَ هٰرُوْنَ

2۔منادی مشابہ مضاف ہو جیسے "یَا طَالِعًا جَبَلًا" حدیث شریف میں ہے "یَا عَظِیْمًا یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ وَیَا حَلِیْمًا لَا یَعْجَلُ"۔

وضاحت

مشابہ مضاف سے مراد وہ اسم نکرہ ہے جو مضاف تو نہ ہو لیکن اپنا معنی ظاہر کرنے میں کسی کلمے کا محتاج ہو جس طرح مضاف اپنا معنی بتانے میں مضاف الیہ کا محتاج ہوتا ہے مشابہ مضاف جس کلمہ کا محتاج ہوتا ہے اس کلمہ کی تین صورتیں ہیں مرفوع ہوگا جیسے "یَا حَسَنًا وَجْهُهٗ" منصوب ہوگا جیسے "یَا طَالِعًا جَبَلًا" مجرور ہوگا حرف جر کے ساتھ جیسے شعر میں ہے "اَلَا یَا نَخْلَةً مِّنْ ذَاتِ عِرْقٍ عَلَیْکِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ السَّلَامُ"۔

3۔منادی نکرہ غیر معین ہو جیسے نابینا کہے "یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ"۔

منادی مبنی بالرفع

دو صورتوں میں منادی مبنی بالرفع ہوگا۔

1۔ منادی مفرد ہو مفرد سے مراد منادی نہ مضاف ہو اور نہ ہی مشابہ مضاف ہو جیسے یا جِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ۔

2۔ منادی معرفہ ہو معرفہ سے مراد وہ معین ہو برابر ہے ندا سے پہلے معرفہ ہو یا ندا کے بعد جیسے "یانُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا"۔

فائدہ

مفرد چار چیزوں کے مقابلے میں آتا ہے۔

1۔ مفرد مرکب کے مقابلے میں آتا ہے۔

2۔ مفرد تثنیہ و جمع کے مقابلے میں آتا ہے۔

3۔ مفرد جملے کے مقابلے میں آتا ہے۔

4۔ مفرد مضاف کے مقابلہ میں۔

حکم منادی مضاف بیائے متکلم

جب منادی یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس میں پانچ صورتیں جائز ہیں۔

1۔ یائے ساکنہ کے اثبات کے ساتھ جیسے یا عِبَادِیْ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمْ۔

2۔ یا کو حذف کرنے کے ساتھ جیسے یا عِبَادِ فَاتَّقُوْنَ۔

3۔ یا کے فتحہ کے ساتھ یا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ۔

4۔ یا کو تا مکسور سے تبدیل کر دیا جائے جیسے یا اَبَتِ

5۔ "یا" کے ماقبل کسرہ کو فتحہ سے تبدیل کر دیں پھر یا ماقبل کسرہ ہونے کیوجہ سے الف سے بدل جائے گی جیسے "یا حَسْرَتَا عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ" الف کو حذف کر کے فتحہ کو باقی بھی رکھتے ہیں۔

فائدہ

جب منادی لفظ اب یا ام ہو اور لفظ اب یا ام یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس کو پڑھنے کے چند طریقے ہیں جیسے

"ی" کو "ت" مکسورہ سے تبدیل کرنا جیسے یَـٓااَبَتِ قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے یَـٓااَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ سورۃ صافات حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا اے میرے باپ کیجیے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے یَـٓااَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ (سورۃ یوسف) اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے۔

☆ "ی" کو "تا" مفتوحہ سے بدلنا جیسے یَااَبَتَ

☆ "ی" کو "تا" اور "الف" سے تبدیل کرنا جیسے یَااَبَتَا

☆ "ی" کو "تا" اور "ی" سے تبدیل کرنا جیسے یَااَبَتِیْ

منادی مجرور

جب منادی پر لام استغاثہ داخل ہو تو منادی مجرور ہوگا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مجوسی ابولولوہ نے طعنہ دیا تو آپ نے فرمایا "یَالَلّٰہِ لِلْمُسْلِمِیْنَ"

نوٹ

جب منادی کو مدد کے لیے پکارا جائے تو اس کو منادی مستغاث کہتے ہیں۔

منادی مندوب

جب کسی میت پر اظہار افسوس کے لیے اس کو پکارا جائے تو اس کو منادی مندوب کہتے ہیں جیسا کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا ابتاہ دوسری مثال جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں شعر ہے "حُمِّلْتَ اَمْرًا عَظِیْمًا فَاصْطَبَرْتَ لَہٗ

لُمتُ فِيْهِ بِاَمْرِ اللّٰهِ يَاعُمَرَا " ترجمہ آپ سے امر عظیم اٹھوائے گئے پس آپ نے صبر کیا اے عمرؓ آپ اللہ تعالی کے حکم سے اس میں قائم رہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے جاتے وَاجبَلَاهُ ہائے افسوس یہ پہاڑ بھی چل بسا۔

حروف ندبہ دو ہیں۔

1۔ یا 2۔ واوْ

احکام

منادی مندوب کے تمام احکام منادی کے احکام کیطرح ہیں۔

قاعدہ

علم تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا کیونکہ علم معین شخص کے لیے ہوتا ہے اگر علم کو تثنیہ یا جمع بنا دیا جائے تو وہ نکرہ بن جاتا ہے پھر نکرہ کو معرفہ بنانے کے لیے الف لام داخل کیا جاتا ہے جیسے اَلزَّيْدَانِ ،اَلزَّيْدُوْنَ یہی وجہ ہے کہ مصنف ہدایۃ النحو نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 23 پر فاعل کی بحث میں مثال دی ہے ضَرَبَ زَيْدٌ ،ضَرَبَ الزَّيْدَانِ اور ضَرَبَ الزَّيْدُوْنَ زَيْدٌ پر الف لام نہیں ہیں جبکہ الزَّيْدَانِ الزَّيْدُوْنَ پر الف لام داخل ہے۔ اگر تثنیہ اور جمع کو منادی بنانا ہو تو اس صورت میں الف لام داخل نہیں کیا جاتا صرف حرف ندا داخل کیا جائے گا تاکہ دو آلہ تعریف جمع نہ ہوں جیسے يَازَيْدَانِ يَازَيْدُوْنَ۔

قاعدہ

جب منادی معرف باللام ہوتو مرفوع ہوگا جیسے "يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ" حرف ندا اور منادی کے درمیان اَيُّهَا کا فاصلہ مذکر کے لیے اور اَيَّتُهَا کا فاصلہ مؤنث کے لیے لایا جائے گا تاکہ دو آلہ تعریف جمع نہ ہوں۔

فائدہ

"يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ" میں یا حرف ندا اَدْعُوْا کے قائم مقام ہے اب اَدْعُوْا کی وجہ سے یہ

جملہ خبریہ نہیں ہوسکتا اسی طرح یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بھی جملہ انشائیہ ہے خبریہ نہیں جملہ خبریہ میں خبر دی جاتی ہے اور انشائیہ میں یا کے ذریعہ کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی جاتی ہے ہم اہلسنت والجماعت یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہہ کر رسول اللہ ﷺ کو پکارتے ہیں ان کے در کی بھیک مانگتے ہیں ان کے در کی بھیک معمولی نہیں ہے ان کے در کی بھیک پا کر کوئی خضر بنا کوئی اسکندر بنا۔ یا حرف ندا دور ونزدیک سے پکارنے کے لیے ہے اس لیے یا کے ذریعے سے یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہنا دور سے بھی جائز ہے حرف ندا یا کے قاعدے سے یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہنے والے اہلسنت والجماعت کے عقیدے پر روشنی پڑتی ہے۔ اس لیے کہ "یا حرف ندا" دور ونزدیک سے پکارنے کے لئے ہے۔

منادی مرخم

منادی مرخم سے مراد تخفیف کی خاطر لفظ کے آخر سے ایک یا دو حرف حذف کر دینا اس کو ترخیم منادی کہتے ہیں۔

قاعدہ

وہ اسم معرفہ ہو یعنی منادی مرخم معرفہ ہو مبنی علی ضم ہو جیسے یَا حَارِثُ سے یَا حَارِ وہ اسم علم ہو جیسے جَعْفَرَ سے یَا جَعْفَ تین حروف سے زائدہ ہو جیسے مَالِکُ سے یَا مَالُ۔

حذفِ حروف

ترخیم کی وجہ سے اسم کے آخر سے ایک حرف کو حذف کیا جائے جیسے اوپر مثالیں گزر چکی ہیں دو حرف حذف کیے جائیں یہ اس وقت ہے جب آخری حرف سے ماقبل حرف زائد ہو جیسے سَلْمَانُ سے یاسلم آخری حرف سے ماقبل حرف ساکن ہو معتل ہو جیسے یَا مَنْصُوْرُ سے یا مَنْصُ، یا مِسْكِيْنُ سے یا مِسْكُ، کبھی کلمے کو حذف کر دیا جاتا ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب مرکب ترکیبی ہو جیسے حَضْرَ مَوْتُ سے یا حَضْرَ۔

منادی مرخم کی قرآن پاک سے مثال

وَنَادَوْا یَامَالِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ میں حضرت علی اور ابن مسعود نے یَا مَالِکُ

کو یَامَالُ" پڑھا ہے۔ ترخیم کے لئے کاف کو حذف کے ساتھ پڑھا ہے۔

منادی مرخم کا اعراب

منادی مرخم کو اپنی حالت پر بھی چھوڑ سکتے ہیں اور رفع بھی دے سکتے ہیں۔

جیسے یَامَالِکُ سے یَا مَالُ اور یَاھِرَقْلَ سے یَاھِرَقُ

2۔تحذیر

وہ فعل محذوف سے اسم کا نصب ہے وہ تنبیہ اور تحذیر کا فائدہ دیتا ہے اور وہ فعل مقدر ہوتا ہے جو اس مقام کے مناسب ہو۔ جیسے" اِحْذَرْ ،بَاعِدْ ،تَجَنَّبْ ،قِ ،اِتَّقِ "وغیرہ

وضاحت

کسی کو کسی چیز سے ڈرانا اور بچانا مقصود ہو تو وہاں فعل کو حذف کرنا واجب ہے اسلیے کہ اس موقعہ پر اتنی گنجائش نہیں ہوتی کہ فعل ذکر کیا جائے مثلا کوئی شخص راستے پر چل رہا ہو اور اس کے آگے سانپ ہے جسے وہ دیکھ نہیں رہا دوسرا شخص جس کو سانپ کا علم ہے اس شخص کو کہے کہ سانپ سانپ یہ سن کر وہ شخص اپنی جگہ پر ہی رک جائے گا اور سانپ سے بچ جائے گا اگر وہ شخص اس طرح کہے کہ ارے بھائی صاحب دیکھ کر چلنا آگے سانپ ہے تو ممکن ہے کہ اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے سانپ اس کو ڈس لے اور وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

دوسری مثال

اگر کسی آدمی پر دیوار گر رہی ہے تو کہا جائے" اَلْجِدَارَ اَلْجِدَارَ "(دیوار دیوار) تو وہ آدمی دیوار سے بچ جائے گا اگر یوں کہا جائے بھائی جان تو بچ دیوار گر رہی ہے جتنی دیر میں وہ تو بچ اتنی بولے گا اتنی دیر میں دیوار اس پر گر جائے گی۔

قرآن پاک سے تحذیر کی مثال

نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيَهَا تحذیر کی بناء پر منصوب ہے۔ اصل عبارت ہے ذروا ناقة الله واحذرو اسقیها

3۔ اشتغال

کبھی مفعول بہ کے فعل کو اس لیے حذف کر دیتے ہیں کہ مفعول بہ کے بعد ایک ایسا فعل ہوتا ہے جو اس فعل محذوف کی تفسیر کرتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جو فعل تفسیر کر رہا ہے وہ مفعول بہ پر کسی معنی کی وجہ سے عمل نہ کر رہا ہو جیسے "زَیْدًا ضَرَبْتُہٗ" اس کی اصل ضربت "زیدا ضربتہ" ہے "زَیْدًا" سے پہلے جو فعل ضَرَبْتُ ہے اس کو اس وجہ سے حذف کر دیا گیا کہ دوسرا "ضَرَبْتُ" جو "زَیْدًا" کے بعد ہے وہ اس کی تفسیر کر رہا ہے۔ "زَیْدًا ضَرَبْتُہٗ" فعل کا مفعول بہ مقدم نہیں ہو سکتا کہ زیدا کی طرف جو ضمیر غائب لوٹ رہی ہے اس پر اس نے عمل کر لیا ہے اشتغال کو اضمار علی شریطۃ التفسیر کہتے ہیں اضمار علی شریطۃ التفسیر کی مثال قرآن سے "وَالسَّمَاءِ بَنَیْنَاھَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ وَالْاَرْضَ فَرَشْنَاھَا" السماء اور الارض پر ان کے بعد آنے والا فعل عمل نہیں کر رہا ان کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے اضمار علی شریطۃ التفسیر کی بہت سی قسمیں ہیں جنہیں آپ بڑی کتابوں میں پڑھیں گے۔ البتہ ایک صورت کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ اس باب کی فروعات کا کچھ نہ کچھ خلاصہ ذہن میں آجائے۔

تبصرہ مفیدہ

نحو کے موضوع پر لکھی ہوئی ایک کتاب نظر سے گزری جس کے اندر ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر کی چند امثلہ لکھی ہوئی تھی۔ مثلا وَکُلَّ شَيْءٍ اَحْصَیْنَاہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ، وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاہُ، وَالْاَرْضَ مَدَدْنَاھَا، کُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاہُ بِقَدَرٍ، کُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ وغیرہ۔
پہلی چار مثالیں ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر کی درست ہیں لیکن آخری مثال کُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ درست نہیں اس کو سمجھیں تا کہ مسئلہ بے غبار ہو جائے۔ کُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر کی مثال نہیں بن سکتی اس لیے یہاں کل پر رفع متعین ہے اس پر نصب داخل کرنے سے معنی فاسد ہو جاتا ہے اس لیے اگر کل پر نصب پڑھا جائے تو تقدیری عبارت یوں ہوگی۔ فَعَلُوْا کُلَّ شَيْءٍ فِی الزُّبُرِ انہوں نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں کیا ہے حالانکہ مخلوق لوح محفوظ میں عمل داخل

نہیں کرتی یعنی لوح محفوظ بندوں کے اعمال کا محل نہیں لہذا یہ معنی فاسد ہے اس صورت میں کُلَّ شَیْءٍ
فَعَلُوْہُ کا مفعول بہ بن جائے گا۔ کُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ میں کُلُّ مرفوع ہو تو معنی صحیح ہے یعنی ہر
وہ کام جسے بندوں نے کیا وہ لوح محفوظ میں درج ہے۔ کل مضاف شی مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ
مل کر موصوف فعلوہ جملہ فعلیہ صفت موصوف صفت سے مل کر مبتدا فِی الزُّبُرِ جار مجرور متعلق ثابت
محذوف کے ہو کر خبر اس ترکیب کے اعتبار سے معنی صحیح ہے اور یہی قرآن کا مرادی معنی ہے۔

قاعدہ

کبھی مفعول بہ کو فعل پر مقدم کیا جاتا ہے جوازا جیسے زَیْدًا ضَرَبْتُ۔

مفعول بہ فاعل پر مقدم کیا جاتا ہے اس کی کئی قسمیں ہیں۔

1۔ جب مفعول ضمیر متصل ہو اور فاعل ضمیر متصل نہ ہو جیسے لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ.

وَلَا یَؤُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا.

2۔ جب فاعل کے ساتھ مفعول بہ کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہو تو مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرتے ہیں
جیسے وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ.

3۔ جب مفعول بہ ایسا کلمہ ہو جس کا ابتداء کلام میں آنا ضروری ہے اس وقت مفعول فعل اور فاعل
دونوں پر مقدم ہوگا جیسے مَنْ اَخَذْتُ۔

نوٹ

جملہ فعلیہ میں مفعول بہ مقدم ہونے کی وجہ سے وہ جملہ اسمیہ نہیں بنتا بلکہ جملہ فعلیہ ہی رہتا
ہے کیونکہ مفعول کا مرتبہ مؤخر ہوتا ہے۔

فائدہ

اور کبھی مفعول بہ میں با زائدہ ہوتی ہے اور با کی یہ زیادتی سماعی ہے۔ جیسے
"لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ" "وَھُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ"

اور کبھی مفعول بہ میں من زائدہ ہوتی ہے جیسے "مَافَرَّطْنَافِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْئٍ"

سوال: کیا بقیہ مفاعیل میں بھی "مِنْ" زائدہ ہوتی ہے؟

جواب: مفعول معہ، مفعول لہ اور مفعول فیہ میں من زائدہ نہیں ہوتی، زائدہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تینوں مفاعیل معنی کے اعتبار سے بمنزلہ مجرور کے ہیں۔ مفعول معہ اضافت کے ساتھ، مفعول لہ لام کے ساتھ اور مفعول فیہ فی کے ساتھ اور من زائدہ ان کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی لیکن مفعول مطلق میں من زائدہ ہونے کی وجہ ظاہر نہیں ہے۔

مفعول بہ کی پہچان

مفعول بہ کی پہچان اور علامت یہ ہے کہ اس کے اردو ترجمہ میں لفظ "کو" آتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا 'زید نے عمرو کو مارا اور کس کو سوال کے جواب میں واقع ہوتا ہے مثلاً کہا جائے مَنْ اَضْرِبُ 'میں کس کو ماروں جواب دیا جائے اِضْرِبْ زَیْدًا (تو زید کو مار)۔

تراکیب

اِیَّاکَ نَعْبُدُ

اِیَّاکَ ضمیر منصوب منفصل مفعول بہ مقدم نَعْبُدُ فعل نحن ضمیر مرفوع متصل فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَاتَقْتُلُوْا یُوْسُفَ

لَاتَقْتُلُوْا فعل واؤ ضمیر بارز فاعل یُوْسُفَ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ

یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے انا ضمیر مستتر مرفوع متصل فاعل ادم مفرد معرفہ مبنی بر ضم منادی قائمقام مفعول بہ ادعوا فعل انا ضمیر فاعل اور منادی قائمقام مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر ندا اسکن فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون انت ضمیر مستتر موکد انت برائے تاکید موکد تاکید مل کر

معطوف علیہ واؤ عاطفہ زوج مضاف ک ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف معطوف علیہ معطوف سے مل کر فاعل اسکن فعل کا الجنۃ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا (مقصود بالندا)

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا

الارض مفعول بہ فعل محذوف وجوبا مددنا کا الارض کے بعد آنے والا فعل مددنا اس کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے اعراض کر رہا ہے مددنا فعل 'نا ضمیر متکلم فاعل فعل محذوف اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ 'مددنا فعل نا ضمیر متکلم فاعل ھا ضمیر منصوب متصل مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

تمرین

طلباء تراکیب کریں:

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا	وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ
اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ	لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَانَوْمٌ
اُذْكُرُوْا نِعْمَةَاللّٰهِ عَلَيْكُمْ	يَااِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى الْكِتٰبَ	

مفعول لہ

مفعول لہ وہ مصدر منصوب ہے جس کی وجہ سے ماقبل فعل واقع ہو جیسے وَقَفْتُ لِلْمُعَلِّمِ اِحْتِرَامًا لَهُ 'میں استاذ کے احترام کے لیے کھڑا ہوا۔ قُمْتُ اِجْلَالًا لَکَ اِجْلَالًا

قرآن سے مثال

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ 'حَذَرَ الْمَوْتِ مفعول لہ ہے (اردو ترجمہ) مفعول لہ کے اردو ترجمہ میں واسطے وجہ یا سبب کا لفظ آتا ہے۔

ترکیب

"يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا" "يَدْعُوْنَ" فعل واؤ ضمیر بارز فاعل، رب مضاف ہم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ خوفا معطوف علیہ واؤ عاطفہ طمعا معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر مفعول لہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تمرین

طلباء تراکیب کریں۔

ضَرَبْتُهُ تَادِيْبًا

قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا

لَاتَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ

مفعول فیہ

مفعول فیہ وہ اسم منصوب ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو جیسے صُمْتُ دَهْرًا نَظَرْتُ فِي الْكِتَابِ مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہیں کیونکہ ظرف کا معنی ہے برتن اور مفعول فیہ فعل کے واسطے بمنزلہ برتن کے ہوتا ہے اسوجہ سے مفعول فیہ کو ظرف کہتے ہیں۔

ظرف کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ظرف زمان ۲۔ظرف مکان

ظرف زمان

وہ اسم ہے جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہوا ہو جیسے جِئْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، میں جمعہ کے دن آیا۔ صُمْتُ يَوْمَ الْخَمِيسِ

ظرف مکان

وہ اسم ہے جو ایسی جگہ پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہوتا ہے جیسے جَلَسَتِ الْهِرَّةُ تَحْتَ الْمَائِدَةِ، بلی دسترخوان کے نیچے بیٹھی۔ قَعَدْتُ مَقْعَدَ زَيْدٍ

قاعدہ

جب کوئی قرینہ پایا جائے تو مفعول فیہ کے عامل کو جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے جیسے کوئی کہے متى جِئْتَ؟ (تو کب آیا) تو اس کے جواب میں يَوْمَ الْجُمُعَةِ کہا جائے اصل عبارت "جِئْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ" ہے۔

قاعدہ

کبھی مفعول فیہ کا عامل وجوباً حذف ہوتا ہے جس وقت ظرف (مفعول فیہ) اپنے عامل سے مل کر صفت صلہ یا خبر واقع ہو جیسا کہ شرح مائۃ عامل میں ہے "وَقَدْ يَكُونُ مَابَعْدَهَا دَاخِلًا فِي مَاقَبْلَهَا إِنْ كَانَ مَابَعْدَهَا مِنْ جِنْسِ مَاقَبْلَهَا" اس عبارت میں بعدها، قبلها

مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ (ظرف) ہیں ثبت فعل مقدر کا ثبت فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا۔

نوٹ

قَبْلَهَا وغیرہ مضاف مضاف الیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوئے بغیر براہ راست ما موصولہ کا صلہ نہیں بن سکتے اسلیے ان میں اتنی پاور نہیں ہے کہ یہ صلہ بن سکیں یہ کمزور ہیں جب تک انکو فعل کا سہارا نہ ملے یہ جملے کی جز نہیں بن سکتے۔

اردو ترجمہ

مفعول فیہ کے اردو ترجمہ میں اکثر لفظ "میں" آتا ہے اور کس میں کے جواب میں واقع ہوتا ہے۔

ترکیب

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' واو عاطفہ لا نافیہ یکلم فعل ھم ضمیر مفعول بہ اللہ اسم جلالت فاعل یوم مضاف القیامۃ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ہوا يُكَلِّمُ فعل کا يُكَلِّمُ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

تمرین

طلباء تراکیب کریں۔

اُدْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ

سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ

مفعول معہ

وہ اسم منصوب ہے جو ایسی واؤ کے بعد آئے جو مصاحبت یا معیت کا معنی دے وہ مصاحبت اور معیت فعل کے معمول کے ساتھ ہوتی ہے خواہ فعل لفظوں میں موجود ہو یا فعل کا معنی پایا جاتا ہو جیسے "سَارَ الْقِطَارُ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ" گاڑی سورج طلوع ہونے کے ساتھ چلی، حَضَرَ بِلَالٌ وَّغُرُوْبَ الشَّمْسِ 'بلال غروب شمس کے ساتھ حاضر ہوا۔

مفعول معہ کی شرائط

1۔اسم ہو 2۔مسند الیہ اور مسند بہ نہ ہو 3۔واؤ کے بعد ہو

4۔واؤ بمعنی مع ہو 5۔واؤ سے پہلے پورا جملہ ہو۔

مفعول معہ کی اتفاقی مثال قرآن مجید سے فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَ كُمْ۔

قاعدہ

مفعول معہ اپنے عامل اور مضاف پر مقدم نہیں ہو سکتا۔

اردو ترجمہ: مفعول معہ کے اردو ترجمہ میں لفظ "ساتھ" آتا ہے۔

حالات مفعول معہ

1۔وجوب العطف۔ جسے " اِشْتَرَكَ زَيْدٌ وَّعَمْرٌو "کیونکہ اشتراک دو طرف سے ہوتا ہے۔

2۔ترجیح العطف جیسے" جَاءَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو " کیونکہ یہ اصل ہے۔

3۔وجوب المفعول معہ جیسے عطف کے امتناع کی وجہ سے جیسے" مَاتَ زَيْدٌ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ"۔ کیونکہ عطف شرکت کا تقاضا کرتا ہے اور وہ یہاں باطل ہے۔

4۔ترجیح مفعول معہ: قمت و زیدا اس مثال میں مفعول معہ کو ترجیح ہے کیونکہ ضمیر مرفوع متصل پر عطف حسن نہیں ہے مگر ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید کے ساتھ۔

ترکیب

جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ ' جاء فعل ماضی' البرد '' فاعل واؤ بمعنی مع الجبات مفعول معہ فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تمرین

طلباء تراکیب کریں۔

فَاَجْمِعُوْا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَاءَ کُمْ

اِسْتَوَی الْمَاءُ وَالْخَشْبَۃَ

ذَهَبَ اُوَيْسٌ وَ غُرُوْبَ الشَّمْسِ .

حال کا بیان

تعریف

حال کا لغوی معنی اچھی یا بری حالت ہے۔ حال لغت میں بمعنی صفت ہے کہا جاتا ہے کَیْفَ حَالُکَ اَیْ کَیْفَ صِفَتُکَ زمانہ موجودہ کو بھی حال کہتے ہیں۔

عرف نحاۃ میں حال سے مراد وہ اسم منصوب ہے جو صرف فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی حالت بیان کرے۔ فاعل اور مفعول بہ حقیقی ہوں یا حکمی جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا زید اس حال میں آیا کہ وہ سوار تھا 'ضَرَبْتُ اللِّصَّ مَشْدُوْدًا ' میں نے چور کو بندھے ہوئے مارا 'لَقِیْتُ عَمْرًا رَاکِبَیْنِ ' میں عمرو کو اس حالت میں ملا کہ ہم دونوں سوار تھے۔ جس کی حالت بیان کی جائے (یعنی فاعل یا مفعول بہ وغیرہ) اسے ذوالحال کہتے ہیں۔

حال کی تعریف میں قیودات کا فائدہ

حال کی تعریف میں حالت کا لفظ ہے حالت (ہیت) کی قید سے تمیز خارج ہو گئی اس لیے تمیز صدور فعل کے وقت ذات کے وصف کو بیان کرتی ہے اور حال کی تعریف میں مفعول بہ کی ہیت کا بیان ہے مفعول بہ کی قید اس لیے لگائی کہ دوسرے مفعول حال پر دلالت نہیں کرتے حال کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ حال وہ لفظ ہے اسم نہیں کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح حال اسم ہوتا ہے جملہ بھی حال ہوتا ہے۔

حال کے لیے شرائط

حال میں تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

1۔ حال صیغہ صفت ہو

2۔حال کلام میں فضلہ ہو

3۔کیف کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

ذوالحال اور حال میں فرق

1۔حال ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جبکہ ذوالحال اپنے عامل کے مطابق ہوتا ہے۔

2۔ذوالحال اور حال میں مذکر و مؤنث واحد و تثنیہ و جمع ہونے کے لحاظ سے ایسے ہی مطابقت ضروری ہے جیسے موصوف صفت میں۔

3۔ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جبکہ حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے۔

اعتراض

وحدہ کے لفظ کے بارے مشہور ہے کہ جس جگہ بھی آئے حال بنتا ہے حالانکہ وحدہ ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہے آپ نے قانون بیان کیا ہے کہ حال نکرہ ہوتا ہے۔

رداعتراض

حال کی اصل نکرہ ہے معرفہ ہونا خلاف اصل ہے لہذا جہاں بھی معرفہ حال بنے گا اس کو نکرہ کی تاویل میں حال بنائیں گے اس مثال میں وحدہ کو منفردا کی تاویل میں حال بنایا ہے جو کہ نکرہ ہے۔

فائدہ

فاعل حکمی اور مفعول حکمی سے چند چیزیں مراد ہیں جو ذوالحال بنتی ہیں کبھی مضاف الیہ بھی ذوالحال واقع ہوتا ہے بشرطیکہ مضاف مضاف الیہ کی جز ہو جیسے" اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا "اس مثال میں میتا حال ہے اخ سے، لحم اس کی طرف مضاف ہے اور لحم اخ کا بعض ہے یا مضاف مضاف الیہ کے جز کی طرح ہو جیسے" وَاتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا "حنیفا حال ہے ابراھیم سے جو ملت سے مضاف الیہ ہے اور اس کے بعض کی طرح ہے۔

فائدہ

کبھی مبتدا سے حال واقع ہوتا ہے یعنی مبتدا بھی ذوالحال واقع ہوتا ہے جیسے عَلِیٌّ رَاکِبًا حَسَنٌ (علی سواری کی حالت میں اچھے ہیں) عُمَرُ خَطِیْبًا حَسَنٌ (عمر خطبہ دینے کے حال میں اچھے ہیں)

جملہ کا حال واقع ہونا

حال عام طور پر مفرد ہوتا ہے اصل بھی یہی ہے کہ حال مفرد ہو مگر کبھی جملہ بھی حال واقع ہوتا ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ جملہ خبریہ ہو صدق اور کذب کا احتمال رکھتا ہو اور جملہ انشائیہ حال واقع نہیں ہوتا۔ جملہ جب حال واقع ہوگا تو جملہ چونکہ مستقل ہوتا ہے ماقبل اور مابعد کا محتاج نہیں ہوتا، اس حال اور ذوالحال میں تعلق پیدا کرنے کے لیے ایک واسطہ یا رابطہ ہوتا ہے وہ رابطہ کبھی ضمیر ہوتی ہے جو ذوالحال کی طرف لوٹتی ہے کبھی واؤ اور کبھی ضمیر اور واؤ دونوں۔

قاعدہ

اگر حال جملہ اسمیہ خبریہ ہو تو رابطے کے لیے واؤ اور ضمیر دونوں لائیں گے جیسے جِئْتُ وَاَنَا رَاکِبٌ اگر ضمیر نہ لائی جائے صرف واؤ پر اکتفاء کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے جیسے حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ" میں اس حال میں نبی تھا کہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

واؤ حالیہ (اس کی دو صورتیں ہیں)

1۔ وجوب الذکر

جب حال جملہ اسمیہ ہو اور ضمیر سے خالی ہو جو اس کو ذوالحال سے ربط دے تو اس وقت "واو" وجوباً مذکور ہوگی۔ جیسے "لَئِنْ اَکَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ" جملہ حال اپنے ذوالحال کی ضمیر سے شروع ہو رہا ہو تو اس وقت بھی واؤ وجوباً مذکور ہوگی جیسے "وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی"

2۔امتناع الذکر

1۔حال عاطف کے بعد واقع ہو تو واؤ کا ذکر کرنا ممنوع ہے۔"وَکَمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ" بیاتا جائز ہے کہ معنی کے اعتبار سے ظرف ہو اور جائز ہے بیاتا موضع حال میں مصدر ہے اور هم قائلون اپنے سے پہلے حال پر معطوف ہے واؤ حالیہ کو استثقالا حذف کردیا تاکہ دو حرف عطف کا اجتماع لازم نہ آئے کیونکہ وہ واو حال اصل میں واؤ عطف ہے حال کو ذوالحال سے ملانے کے لئے رعایتاً لی گئی ہے۔

2۔حال مؤکد ہو اپنے ماقبل جملے کے مضمون کی تاکید کے لئے ہو۔جیسے "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ"

3۔حال ماضی ہو الا کے بعد واقع ہو تو اس وقت واؤ کو ذکر کرنا ممنوع ہے۔جیسے" وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا يَسْتَهْزِءُوْنَ" وَمَا يَاْتِيْهِمْ میں هم ضمیر ذوالحال کانوا یستهزؤون حال ہے اور حال سے پہلے واؤ حالیہ نہیں ہے۔

فائدہ

جملہ فعلیہ خبریہ فعل ماضی اور فعل مضارع کی صورت میں حال واقع ہو سکتا ہے اور رابطے کے لیے واؤ اور ضمیر دونوں ہونگی یا صرف واؤ یا صرف ضمیر" جَاءَ زَيْدٌ وَمَارَكِبَ غُلَامُهٗ، جَاءَ زَيْدٌ وَمَارَكِبَ عَمْرٌو، جَاءَ زَيْدٌ مَارَكِبَ غُلَامُهٗ" قرآن سے مثال جیسے"جَاءُوْا اَبَاهُمْ عِشَاءً يَّبْكُوْنَ" یبکون جملہ حال ہے اور ربط کے لیے صرف ضمیر ہے۔

نوٹ

اگر مضارع کے شروع میں سین یا سوف ہو تو مضارع حال نہیں بن سکتا جیسے" وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ"

حال کی پہچان

فعل کے بعد اسم فاعل یا اسم مفعول کا صیغہ منصوب آجائے تو وہ عام طور پر حال واقع ہوگا بشرطیکہ وہ اسم فاعل افعال ناقصہ اور افعال قلوب کے بعد نہ ہو جیسے" اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا

وَلِیُبَرِّ ا ارسلنک کی ک ضمیر ذوالحال شاھدا معطوف سے مل کر حال ذوالحال حال مل کر مفعول بہ۔

حال کا اردو ترجمہ

حال کے اردو ترجمہ میں اس حالت اس حال کا لفظ آتا ہے اور کس حالت کس حال میں سوال کے جواب میں واقع ہوتا ہے جیسے کہا جائے کہ زید کس حالت میں آیا جواب " جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا" زید سواری کی حالت میں آیا" مثل فَاَنْجَیْنٰکُمْ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ" ہم نے تم کو نجات دی اس حال میں کہ تم دیکھ رہے تھے۔

حال کا عامل

حال مندرجہ ذیل چیزوں سے حال بن سکتا ہے فعل شبہ فعل معنی فعل ان تینوں کی وجہ سے حال منصوب ہوتا ہے ذوالحال کی وجہ سے حال منصوب نہیں ہوتا ذوالحال (صاحب حال) کی تو حالت بیان کی جاتی ہے اور حال کو نصب عامل دیتا ہے عامل فعل، شبہ فعل، یا معنی فعل ہوتا ہے۔
نوٹ: معنی فعل جس میں فعل کے معنی پائے جاتے ہوں جیسے اسمائے افعال اسم اشارہ وغیرہ۔

حال کی تعداد

جس طرح مبتدا کی خبریں اور موصوف کی صفتیں ایک سے زیادہ ہو سکتی ہیں اسی طرح ایک ذوالحال سے متعدد حال بن سکتے ہیں۔

1۔حال منتقلہ

جو اپنے ذوالحال سے کبھی جدا ہو سکے جیسے" جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا" قرآن سے مثال" فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا"۔

2۔حال دائمہ

جو ذوالحال سے کبھی جدا نہ ہو سکے جیسے" کَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا" میں رب حال ہے جو اسم صفت ہے اسم ذات اللہ سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔

3۔ حال مترادفہ

اس کو کہتے ہیں ایک ذوالحال سے کئی حال بن رہے ہوں "اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْییٰ مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِنَ اللّٰہِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَ نَبِیًّا مِنَ الصَّالِحِیْنَ"۔

4۔ حال متداخلہ

جو حال کی ضمیر سے حال بن رہا ہو جیسے "جَاءَ نِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا ضَاحِکًا" اس مثال میں راکبا حال ہے اس کی ھو ضمیر سے ضاحکا حال ہے۔

5۔ حال مؤکدہ

جو حال ماقبل کی تاکید کے لئے آئے اور اپنے ذوالحال سے اکثر جدا نہ ہو سکے جیسے "لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّھُمْ جَمِیْعًا" اس مثال میں جمیعا امن کے فاعل سے حال ہے اور من فی الارض کلھم کی تاکید کے لیے ہے۔

نوٹ: کبھی حال مؤکدہ اپنے ماقبل جملہ کے مضمون کی تاکید کے لیے آتا ہے جیسے "ھُوَ الْحَقُّ بَیِّنًا" حق کا بین ہونا اکثر طور پر لازم ہے حال مؤکدہ کو اگر حذف کردیا جائے تو ذوالحال کا معنی صحیح ہوتا ہے۔

6۔ حال مقدرہ

حال مقدرہ وہ حال ہے جس میں حال کا زمانہ ذوالحال کے عامل کے زمانے سے ملا ہوا نہیں ہوتا جیسے "اُدْخُلُوْھَا خَالِدِیْنَ" اس مثال میں ادخلو کی واؤ ضمیر ذوالحال اور اس میں عامل ادخل فعل ہے تو دخول اور خالدین حال کا زمانہ ایک نہیں ہے کیونکہ دخول خلود سے پہلے ہوتا ہے اور خلود بعد میں

قاعدہ

من بیانیہ سے پہلے معرفہ ہو تو معرفہ ذوالحال اور من بیانیہ اپنے مدخول سے مل کر حال بنے گا جیسے "فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ"

ذوالحال کی وضاحت

ذوالحال کی تعریف میں اصل یہ ہے کہ وہ محکوم علیہ ہو اور محکوم علیہ کا حق ہے وہ معرفہ ہوتا ہے اس لیے مجہول پر حکم غالباً فائدہ نہیں دیتا ہے۔ جب نکرہ میں تخصیص ہوجائے جو اس کو معرفہ کے قریب کردے تو اس وقت نکرہ ذوالحال بن جاتا ہے۔ اس کے چند مقامات ہیں

1۔ جب حال اس پر مقدم ہو جیسے " فِیْ الدَّارِ جَالِسًا رَجُلٌ "

فائدہ

مغنی میں ہے بے شک نکرہ کے حال کا اس پر مقدم ہونا اس میں حال کے مخصوص ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حال کا صفت سے التباس لازم نہ آئے

2۔ ذوالحال وصف سے مخصوص ہو جیسے شاعر کا قول

نَجَّیْتَ یَا رَبِّ نُوْحًا وَّاسْتَجَبْتَ لَهٗ . فِیْ فُلُکٍ مَّاخِرٍ فِی الْیَمِّ مَشْحُوْنًا

اے میرے رب تو نے نوح علیہ السلام کو نجات دی اور ان کی دعا قبول کی۔ بھری ہوئی کشتی میں جو دریا میں پانی کو چیر رہی تھی۔ مَشْحُوْنًا حال ہے فلک ذوالحال سے اور ذوالحال کا وصف ماخر ہے۔

3۔ ذوالحال اضافت سے مخصوص ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ سواء حال ہے اربعۃ سے اربعۃ ایام کی طرف اضافت کی وجہ سے خاص ہوگیا۔

4۔ ذوالحال کا عطف کے ساتھ خاص ہونا جیسے " هٰؤُلَآءِ اُنَاسٌ " وَعَبْدُاللّٰهِ مُنْطَلِقِیْنَ منطلقین اناس سے حال ہے کیونکہ اناس عبداللہ پر عطف کی وجہ سے خاص ہوگیا۔

5۔ اسی طرح نکرہ سے پہلے نفی، نہی یا استفہام ہو تو نکرہ ذوالحال بن جاتا ہے جیسے " وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ " جملہ ولها كتاب معلوم حال ہے قریۃ سے اس سے پہلے نفی کی وجہ سے۔

فائدہ

اور کبھی نکرہ بغیر تخصیص کے ذوالحال واقع ہوتا ہے جیسے حدیث شریف میں ہے صَلّٰی

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَاعِدًا وَّوَرَآءَہٗ رِجَالٌ قِیَامًا (رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے) قیاما رجال سے حال ہے اور رجال بلا تخصیص نکرہ ہے۔

قاعدہ

جار مجرور اگر مبتدا کے بعد واقع ہوں مبتدا ذوالحال جار مجرور ظرف لغو سے مل کر حال بنتے ہیں بشرطیکہ خبر بعد میں ہو جیسے" فَالْلَفْظِیَّۃُ مِنْھَا عَلٰی ضَرْبَیْنِ، وَالْقِیَاسِیَّۃُ مِنْھَا سَبْعَۃُ عَوَامِلَ وَالْمَعْنَوِیَّۃُ مِنْھَا عَدَدَانِ "۔

تراکیب

" ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظَالِمُوْنَ، ثم حرف عطف اتخذتم فعل تم ضمیر فاعل ذوالحال العجل مفعول بہ اول الھا مفعول ثانی محذوف جو کہ سیاق کلام سے سمجھا جا رہا ہے من جار بعد مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ،او حالیہ انتم متبدا ظالمون جمع مذکر اسم فاعل انتم ضمیر فاعل اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر حال ذوالحال حال مل کر فاعل فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

تمرین

طلباء تراکیب حل کریں۔

فَلَاتَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

وَلَاتُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ

فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ   وَلَاتَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ

تمیز کا بیان

تمیز کا لغوی معنی دور کرنا، اٹھانا ہے۔

اصطلاح میں وہ اسم نکرہ ہے جو ابہام کو دور کرے جس سے ابہام کو دور کرے اس کو ممیز کہتے ہیں اور جو ابہام دور کرے اسکو تمیز یا ممیز کہتے ہیں۔ تمیز وہ ہے جس میں مندرجہ ذیل پانچ امور جمع ہوں۔

1۔ تمیز اسم ہوگی 2۔ تمیز کلام فضلہ ہوگی 3۔ تمیز نکرہ ہوگی

4۔ تمیز اسم جامد ہوگی 5۔ تمیز ابہام کی تفسیر کرنے والی ہوگی۔

نوٹ

تمیز پہلے تین امور میں حال کے موافق ہوتی ہے اور آخری دو امور میں حال کے مخالف ہوتی ہے حال اور تمیز مزید چند امور کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

1۔ تمیز کبھی منصوب ہوتی ہے ،کبھی مجرور ہوتی ہے جبکہ حال مجرور نہیں ہوتا ہے۔

2۔ حال اپنے عامل سے مقدم ہوسکتا ہے ،لیکن تمیز مقدم نہیں ہوتی۔

3۔ حال متعدد آسکتے ہیں لیکن تمیز ہمیشہ مفرد ہوتی ہے۔

4۔ حال جملہ جار مجرور اور ظرف واقع ہوسکتا ہے اور تمیز صرف اسم ہوتی ہے۔

5۔ حال ذوالحال کی ہیت (شکل) بیان کرتا ہے اور تمیز ممیز کی نسبت کو بیان کرتی ہے۔

6۔ حال اپنے ماقبل کی تاکید کے لیے بھی آتا ہے لیکن تمیز تاکید کے لیے نہیں آتی۔

7۔ حال اور تمیز کا اردو ترجمہ مختلف ہے تمیز کے اردو ترجمہ میں از روئے حیثیت یا اعتبار کا لفظ آتا ہے جبکہ حال کے ترجمہ میں حالت کا لفظ آتا ہے۔

تمیز کے فوائد

1۔ مفرد سے ابہام کو دور کرے گی 2۔ نسبت سے ابہام کو دور کرے گی

جب ابہام جملے میں نہ ہو بلکہ کسی لفظ میں ہوتو اس کو لفظی ابہام یا مفرد کہتے ہیں جب لفظ کی بجائے پورے جملے میں ابہام ہوتو اس کو نسبت کہتے ہیں۔

تمیز جب مفرد سے ابہام کو دور کرے گی تو اس کی چند صورتیں ہیں۔

1۔ تمیز مقادیر سے ابہام دور کرے گی مقادیر سے مراد مساحات کیل اور وزن ہیں جیسے" عندی قفیزان برا" میرے پاس دو قفیز گندم ہیں۔ قفیز ایک پیمانہ ہے جس کے ذریعے چیزوں کو ناپا جاتا ہے اس میں قفیزان کے اندر ابہام ہے یہ معلوم نہیں کہ قفیزان کیا چیز ہے برا تمیز نے اس ابہام کو دور کردیا۔ وزن کی مثال "عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا" میرے پاس ایک رطل زیتون کا تیل ہے ۔مساحت کی مثال عندی شبرا رضا" میرے پاس ایک بالشت زمین ہے۔

2۔ عدد سے ابہام کو دور کرے گی جیسے "عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا" میرے پاس گیارہ درھم ہیں احد عشر کے اندر ابہام تھا یہ معلوم نہ تھا کہ گیارہ کیا چیزیں ہیں درھما نے اس کو دور کر دیا۔ دوسری مثال "اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَہٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَۃً"

3۔ تمیز کبھی اس چیز سے ابہام کو دور کرتی ہے جو مماثلت پر دلالت کرتی ہے جیسے" لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا"

4۔ تمیز کبھی جنس کا ابہام دور کرنے کے لئے آتی ہے جیسے "ھٰذَا خَاتَمٌ حَدِیْدًا" اس میں ابہام تھا کہ انگوٹھی لوہے کی ہے یا چاندی کی حدیدا نے اس ابہام کو دور کردیا تمیز کو مضاف الیہ بنا کر کسرہ بھی دیا جاتا ہے جیسے "ھٰذَا خَاتَمُ حَدِیْدٍ"

نسبت

کبھی ابہام جملہ کے بعد نسبت میں ہوتا ہے جسکا کلام میں تلفظ نہیں کیا جاتا تمیز اس ابہام کو دور کرنے کے لیے آتی ہے" طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا طَابَ عَمْرٌو عِلْمًا" زید اچھا ہے اپنی ذات کے اعتبار سے عمرو اچھا ہے علم کے اعتبار سے ان مثالوں میں نفسا اور علما تمیز ہیں کیونکہ اچھائی بہت سے پہلوؤں سے ہوسکتی ہے تو تمیز سے ایک پہلو معلوم ہوگیا کہ زید خاندان کے اعتبار سے اچھا

ہے اگرچہ علم کے اعتبار سے اچھا نہیں عمرو علم کے اعتبار سے اچھا ہے اگرچہ ذاتی طور پر اچھا نہیں۔
طاب عمرو علما میں ابہام نہ تو طاب میں ہے اور نہ ہی عمرو میں ہے بلکہ نسبت میں ابہام ہے کہ عمرو کس اعتبار سے اچھا ہے تو علما نے اس ابہام کو دور کر دیا کہ عمرو علم کے اعتبار سے اچھا ہے۔

قاعدہ

اگر دیکھنا ہو کہ نسبت سے تمییز بن رہی ہے یا نہیں تو اس کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ تمییز کو فاعل کی طرف مضاف کر کے دیکھیں اگر ترجمہ درست ہو تو نسبت سے تمییز درست ہو گی جیسے "طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا" (زید اچھا ہے از روئے نفس کے) فاعل کی طرف مضاف کرنے سے جیسے "طَابَ نَفْسُ زَیْدٍ" زید کا نفس اچھا ہے۔

نوٹ

فاعل کی طرح تمییز مفعول اور مبتدا کی طرف بھی مضاف ہوتی ہے جیسے "فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا تمییز کے معنی کے اعتبار سے اصل عیون الارض۔ زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا تمییز کے معنی سے اصل مَالُ زَیْدٍ اَکْثَرُ مِنْکَ ہے۔ "اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا"

تراکیب

"وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً"

و عاطفہ اذ مضاف وعدنا فعل با فاعل موسی مفعول بہ اول اربعین ممیز لیلۃ تمییز لفظا منصوب ممیز تمییز مل کر مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ ہوا اذ کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف مفعول بہ ہوا فعل محذوف اذکروا کا اذکروا فعل امر حاضر معروف واؤ ضمیر فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

نوٹ

اِذْ ان الفاظ میں سے ہے جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں جملہ کی طرف مضاف ہونے والے آٹھ الفاظ ہیں اذ کو مفعول بہ بنایا ہے اس کی وضاحت اسمائے ظروف کی بحث میں آئے گی۔

ترکیب

''فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا''

فا فصیحیہ انفجرت فعل ماضی تا تانیث من جارہ مجرور جار مجرور متعلق فعل کے اثنتا عشرۃ ممیز عینا تمیز لفظا منصوب ممیز تمیز مل کر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

تمرین

طلباء تراکیب کریں۔

رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُوْنًا

هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا

هٰذَا خَاتَمُ حَدِيْدٍ

مستثنیٰ کا بیان

تعریف

استثناء کا معنی الگ کرنا اور خارج کرنا ہوتا ہے جس کو خارج کر دیا جائے اسے مستثنیٰ کہتے ہیں اس سے مراد وہ اسم ہے جس کو حروف استثناء کے ذریعے ماقبل کے حکم سے خارج کیا جائے خواہ حکم اثبات میں ہو یا نفی میں جس اسم کو خارج کیا جائے اس کو مستثنیٰ کہتے ہیں جس اسم کے حکم سے خارج کیا جائے اس کو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں۔

حروف استثناء

حروف استثناء یہ ہیں۔

اِلّا ، غَیْرَ ، سَوِیٰ ، حَاشَا ، عَدَا ، مَاعَدَا ، خَلَا ، مَاخَلا، لَیْسَ، لَایَکُوْنَ

مستثنیٰ کی اقسام

مستثنیٰ دو قسم پر ہے۔ 1۔ متصل 2۔ منقطع

متصل

مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو جیسے "جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا"

منقطع

مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو جیسے "جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا"

فائدہ

جس کلام میں استثناء ہو اس کلام کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ موجب 2۔ غیر موجب

موجب وہ کلام ہے جس میں حرف نفی نہی یا استفہام نہ ہو جیسے " جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا "۔

غیر موجب وہ کلام ہے جس میں حرف نفی نہی یا استفہام ہو جیسے "مَا جَآءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ"۔

مستثنیٰ کا اعراب

جب مندرجہ ذیل تین شرائط پائی جائیں تو مستثنیٰ کو نصب دینا واجب ہے چاہے مستثنیٰ متصل ہو یا منقطع

1۔ مستثنیٰ الا کے بعد واقع ہو

2۔ مستثنیٰ منہ مذکور ہو

3۔ کلام موجب ہو۔

متصل کی مثال "فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ" منقطع کی مثال "فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّا اِبْلِیْسَ" اگر ابلیس ملائکہ سے ہو تو مستثنیٰ متصل اگر ملائکہ سے نہ ہو تو منقطع۔

مستثنیٰ منصوب ہوگا جوازا

1۔ مستثنیٰ الا کے بعد واقع ہو۔

2۔ مستثنیٰ منہ مذکور ہو

3۔ کلام غیر موجب ہو۔

مذکورہ بالا تین شرائط پائی جائیں تو مستثنیٰ کے اعراب کی دو صورتیں ہیں۔

1۔ مستثنیٰ منصوب ہوگا مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے جیسے "مَا جَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا"۔

2۔ مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ سے بدل بنائیں گے جو اعراب مستثنیٰ منہ کا ہوگا وہی مستثنیٰ کا ہوگا جیسے "مَا جَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ"۔

مستثنیٰ منقطع کا اعراب

مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب ہوگا جیسے مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔

نوٹ

مستثنیٰ جب مستثنیٰ منہ سے مقدم ہوالا کے بعد کلام غیر موجب میں ہوتو وجوبا منصوب ہوگا مستثنیٰ مفرغ کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے اگر عامل رفع دینے والا ہے تو مرفوع ہوگا اگر عامل نصب دینے والا ہے تو منصوب ہوگا اگر عامل جارہ ہے تو مجرور ہوگا جیسے "قَامَ اِلَّا زَیْدٌ مَارَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ"۔

فائدہ

مستثنیٰ منہ اگر مذکور نہ ہوتو اس کو مستثنیٰ مفرغ کہتے ہیں اگر مستثنیٰ منہ مذکور ہوتو اس کو غیر مفرغ کہتے ہیں۔

فائدہ

الا کے بعد اگر جار مجرور آجائے تو وہ اکثر مستثنیٰ مفرغ ہوتا ہے۔

الا کے علاوہ دوسرے الفاظ استثناء کا اعراب

الا کے علاوہ دوسرے الفاظ استثناء کی تین صورتیں ہیں۔

1۔سوی اور غیر کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ مجرور ہوگا جیسے "قَامَ الْقَوْمُ سِوٰی زَیْدٍ قَامَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ"۔

2۔لَیْسَ لَایَکُوْنَ 'مَاخَلَا اور مَاعَدَا کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا جیسے حدیث پاک میں ہے "مَااَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْا لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ"۔جیسے شعر" اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ"۔

3۔خَلَا 'عَدَا 'حَاشَا کے بعد مستثنیٰ کبھی مجرور ہوتا ہے کبھی منصوب اس لیے کہ یہ تینوں الفاظ حروف جارہ میں سے بھی ہیں اور فعل ماضی میں سے بھی ہیں اگر ان کو حروف شمار کریں تو مستثنیٰ مجرور ہوگا اگر افعال شمار کریں تو مستثنیٰ منصوب ہوگا مفعول ہونے کی وجہ سے۔

استثناء کا ترجمہ

استثناء کا ترجمہ "اِلَّا" سوائے 'علاوہ 'مگر 'وغیرہ کے معانی دیتا ہے جیسے "کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ" (ہر شی ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے) "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ" (نہیں ہیں محمد ﷺ مگر رسول)۔

لفظ غیر پر اعراب

لفظ غیر کے بعد مستثنیٰ پر جر آتا ہے لیکن خود لفظ غیر کا اعراب یہ ہے جو اعراب الا کے مستثنیٰ کا ہے وہی اعراب خود لفظ غیر کا ہوگا نہ کہ غیر کے بعد کا جن صورتوں میں مستثنیٰ منصوب ہوتا ہے ان صورتوں میں الا کی جگہ پر غیر کا لفظ ہو تو وہ منصوب ہوگا مستثنیٰ بالا کی مثال "جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا" اب زید مستثنیٰ کا اعراب خود لفظ غیر کو دیا اور زید کو مضاف الیہ بنا دیا زید مضاف الیہ کی وجہ سے مجرور ہے جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ غیر کی باقی مثالیں بھی بنالیں یعنی غیر کا اعراب نصب بحسب العوامل وغیرہ۔

تراکیب

"فَشَرِبُوْهُ اِلَّا قَلِیْلًا" فا حرف عطف شربوا فعل واؤ ضمیر مستثنیٰ منہ ہ ضمیر مفعول بہ الاحرف استثناء قلیلا مستثنیٰ مستثنیٰ منہ مستثنیٰ سے مل کر فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

"ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا" ثم حرف عطف تولیتم فعل تم ضمیر مستثنیٰ منہ الاحرف استثناء قلیلا مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

تمرین

طلباء تراکیب کریں۔

جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا　　　فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ

جملہ کا بیان

ابتدائی طور پر جملہ کی چار قسمیں ہیں۔

1۔ جملہ فعلیہ 2۔ جملہ اسمیہ 3۔ جملہ ظرفیہ 4۔ جملہ شرطیہ

1۔ جملہ فعلیہ وہ جملہ ہے جس کا پہلا جز فعل ہوتا ہے یہ جملہ اپنے فاعل مفعول اور متعلقات سے مرکب ہوتا ہے جیسے "خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ"۔

2۔ جملہ اسمیہ وہ جملہ ہے جس کا پہلا جز اسم ہو جیسے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"۔

فائدہ

جملہ اسمیہ سے پہلے کوئی حرف آ جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں وہ جملہ اسمیہ ہی رہتا ہے جیسے "اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ" "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْر" یہ دونوں جملے اسمیہ ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں اسی طرح جملہ فعلیہ سے پہلے حرف آ جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں وہ جملہ فعلیہ ہی رہتا ہے جیسے "ھل یا ہمزہ استفہام "ءَاَنْذَرْتَهُمْ"

3۔ جملہ ظرفیہ وہ جملہ ہے جس کا پہلا جز ظرف زمان، مکان یا جار مجرور ہو "فِى الْمَاءِ سَمَكٌ" (پانی میں مچھلی ہے) "فى الماء" ظرف مستقر متعلق ثابت محذوف کے ہو کر خبر مقدم ہے اور سمک مبتدا موخر ہے۔

4۔ جملہ شرطیہ وہ جملہ ہے جس سے پہلے کلمہ شرط آتا ہے شرط ہمیشہ جملہ فعلیہ ہوتی ہے اس کے بعد جزا ہوتی ہے جزا جملہ فعلیہ اور اسمیہ ہو سکتی ہے جملہ ظرفیہ اور شرطیہ بھی اسمیہ اور فعلیہ میں داخل ہیں جملہ کی حقیقت میں دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ اسمیہ ۲۔ فعلیہ

جملہ خبریہ

جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے سَجَّادٌ اَمِيْنٌ اگر سجاد دیانتدار ہے تو کہنے والا سچا ہے اگر سجاد دیانتدار نہیں ہے تو کہنے والا جھوٹا ہے۔

۲۔ جملہ انشائیہ

وہ جملہ ہے جس میں سچ اور جھوٹ کا احتمال نہ ہو یعنی جس میں حکایت واقع مقصود نہ ہو جملہ انشائیہ میں طلب یا خواہش پائی جاتی ہے خبر نہیں پائی جاتی جیسے "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ "(تو نماز قائم کر) جیسے "اُعْبُدُوْاللّٰہَ "(اللہ کی عبادت کرو)۔

فائدہ: اگر انشاء کی اقسام میں سے کوئی قسم ہو تو جملہ انشائیہ ورنہ خبریہ (۱) مثلاً امر (۲) نہی (۳) استفہام (۴) تمنی (۵) ترجی (۶) عقود (۷) ندا (۸) عرض (۹) تعجب (۱۰) تخصیص (۱۱) دعا (۱۲) مدح وذم۔

جملہ شرطیہ کا بیان

قاعدہ

ان اور لو اکثر شرط کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ مَنْ 'مَا 'اَیْنَ 'مَتٰی 'اَیُّ 'اَنّٰی' حَیْثُمَا 'مَھْمَا 'اَیْنَمَا 'اِذَا ۔یہ اسماء کبھی شرط کے لیے آتے ہیں اس کے سوا تمام منی ہیں۔

اِنْ اور لَوْ کی وضاحت

اِنْ کی پہچان کا طریقہ

ان کی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔شرطیہ ۲۔زائدہ ۳۔نافیہ ۴۔وصلیہ

شرطیہ

ان شرطیہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے (اور دونوں کو جزم دیتا ہے جیسے اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ کبھی ان شرطیہ لائے نافیہ کے ساتھ ملا ہوتا ہے الا استثنائیہ کی صورت میں لکھا جاتا ہے اس کو الا استثنائیہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیے بلکہ ان شرطیہ کا لا نافیہ میں ادغام ہوتا ہے جیسے" اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ "اصل اِنْ لَا' ہے۔

زائدہ

ما نافیہ کے بعد اکثر اِنْ زائدہ ہوتا ہے۔

نافیہ

ان نافیہ کی نشانی یہ ہے کہ اس کے بعد عموما الا استثنائیہ ہوتا ہے ان نافیہ جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں پر آتا ہے جیسے" اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ 'اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى"۔

وصلیہ

ان وصلیہ شرط کی نقیض کے لیے وقوع حکم میں تاکید اور مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے مثلا "اَكْرِمْ اَخَاكَ وَاِنْ كَانَ جَاهِلاً" (تو اپنے بھائی کا اکرام کر اگر چہ وہ جاہل ہو) اگر عالم ہو تو بدرجہ اولی اکرام کر اسی طرح لوْ "بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَة" (میری طرف سے پہنچاؤ اگر چہ ایک آیت ہو) یہ شرط ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک آیت کی تبلیغ کرو زیادہ کی نہیں بلکہ اسکی نقیض دو چار آیات یا زیادہ ہیں "بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَة" کا مفہوم یہ ہوا اگر تمہیں ایک آیت کا علم ہے تو اس کی تبلیغ کرو اگر زیادہ معلوم ہیں تو پھر بدرجہ اولی تبلیغ ضروری ہے۔

اِنْ اور لَوْ شرطیہ کا قاعدہ

ان شرطیہ اور لو شرطیہ کے بارے قاعدہ یہ ہے کہ ان دونوں کے بعد دو جملے ہوں گے پہلا شرط دوسرا جزا بنے گا اگر ان اور لو کے بعد دو جملے نہ ہوں تو دیکھیں گے ان سے پہلے کوئی متصل جملہ ہو بغیر فاصلہ کے تو اس کو جزا مقدم بنائیں گے اصل میں ان شرطیہ کے بعد جزا محذوف ہوتی ہے۔

اِنْ اور لَوْ شرطیہ میں فرق

دونوں کا ترجمہ اگر چہ کے ساتھ کیا جاتا ہے دونوں کا معنی شرط والا ہے فرق یہ ہے کہ ان عاملہ ہے لو غیر عاملہ ہے۔

قاعدہ

ان اور لو کے لیے فعل لازم ہے خواہ لفظا ہو یا تقدیرا جیسے" لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ،
هَلَكُوْا عَنّیْ وَلَوْ اٰيَةً اَیْ لَوْ كَانَتْ اٰيَةً"۔

لَوْ کی وضاحت

لو ماضی کے لیے آتا ہے اگر چہ مضارع پر داخل ہو جیسے" لو تزرنی اکرمتک" لو
کان کے ساتھ مستقبل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے" قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُطْلُبُوْا الْعِلْمَ وَلَوْ
بِالصِّيْنِ اَیْ لَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ" لو کبھی بغیر کان کے مستقبل کا معنی دیتا ہے جیسے" وَلَعَبْدٌ مُؤمِنٌ
خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ اَعْجَبَكُمْ" لو حرف تمنی ہوتا ہے اس صورت میں یہ جزا کا محتاج نہیں ہوتا
لو عرض کے لیے بھی آتا ہے لو شرطیہ کے جواب میں عام طور پر لام تاکید آجاتا ہے اور کبھی لام تاکید
نہیں آتا" لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا 'لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ اُجَاجًا " لو کا جواب کبھی جملہ
اسمیہ بھی ہوتا ہے جیسے" وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ"

لَوْ اور اِنْ وصلیہ میں فرق

لو وصلیہ کے بعد عام طور پر جار مجرور آتا ہے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ لو کے بعد افعال
ناقصہ میں سے کان یا اس جیسا کوئی اور فعل نکالا جائے گا افعال ناقصہ کی ضمیر کو اس کا اسم اور جار
مجرور کو خبر بنائیں گے جیسے" اُطْلُبُوْا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ" ان وصلیہ کے بعد ایک جملہ ہوگا۔ ان
وصلیہ الا اور لما سے پہلے آتا ہے جیسے" اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ"۔

قاعدہ

شرط ہمیشہ جملہ خبریہ ہوتی ہے جملہ شرطیہ حال نہیں بنتا جملہ شرطیہ کے شروع میں قد نہیں آتا۔

مَنْ کی اقسام کی وضاحت

1۔مَنْ استفہامیہ

یہ استفہام کے معنی میں ہوتا۔ ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد ایک جملہ ہوتا ہے یہ ابتدائے کلام میں مبتدا بنتا ہے جیسے "مَنْ رَبُّکَ؟، مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ؟" کبھی من استفہام محلا مجرور خبر مقدم بنتا ہے جیسے "لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ؟"

2۔مَنْ موصولہ

یہ بمعنی اَلَّذِیْ ہوتا ہے اگر چہ ابتدائے کلام میں ہو تو اپنے صلہ سے ملکر مبتدا بنتا ہے درمیان کلام میں فاعل مفعول اور مجرور بھی بنتا ہے مثال "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا"۔

3۔مَنْ نافیہ

اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد الا استثنائیہ ہوتا ہے جیسے "مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ" یہ فعل مضارع کو جزم نہیں دیتا۔

4۔مَنْ شرطیہ

اس کے بعد دو جملے ہوتے ہیں اول کو شرط ثانی کو جزا کہتے ہیں اسمائے شرطیہ میں سے مَنْ 'مَا 'اَیُّ ترکیب میں مبتدا بنتے ہیں اگر ان کے بعد فعل لازم ہو یا فعل متعدی ہو اور فعل متعدی کا مفعول بہ مذکور ہو جیسے "مَنْ یُّکْرِمْنِیْ اُکْرِمْہُ 'مَاتَفْعَلْہُ اَفْعَلْہُ' ان مثالوں میں من اور ما مبنی برسکون محلا مرفوع مبتدا ہیں کہ ان کے بعد فعل متعدی کا مفعول بہ مذکور ہے۔ کبھی منصوب ہوتے ہیں مفعول بہ مقدم بنتے ہیں جب ان کے بعد شرط فعل متعدی ہو اور ان کا مفعول بہ مذکور نہ ہو جیسے مَنْ تُکْرِمْ اُکْرِمْ مَاتَفْعَلْ اَفْعَلْ ۔من اور ما مرفوع ہونے کی صورت میں ہمیشہ مبتدا بنتے ہیں اور اَیُّ کبھی مبتدا اور کبھی خبر۔ان تینوں کے علاوہ باقی اسمائے شرطیہ مبتدا نہیں بنتے منصوب ہوتے

ہیں یا مجرور اگر منصوب ہوں تو مفعول فیہ بنیں گے اگر مجرور ہوں تو متعلق ہوں گے جیسے "مَنْ اَيْنَ تَقْرَءْ اَقْرَءْ" جہاں سے تو پڑھے گا میں بھی پڑھوں گا۔

ای کی وضاحت

1۔ شرطیہ "اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى" تدعوا کی جزم کی دلیل کے ساتھ اور جملہ اسمیہ پر رابطے کے لیے فاء کے داخل ہونے کی وجہ سے ایا ماتدعوا کا مفعول ہے۔

2۔ استفہامیہ "اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖ اِيْمَانًا ، فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ"

3۔ موصولہ ای موصولہ بھی ہوتا ہے، اسے موقع کے مطابق اعراب دیا جاتا ہے لیکن جب ای مضاف ہو اور اس کا صدر صلہ محذوف ہو تو مبنی علی الضم ہوتا ہے۔ جیسے "ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا"

4۔ ای نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے اور معرفہ کے بعد حال واقع ہوتا ہے۔

5۔ وہ حرف نداء کے بعد منادیٰ سے پہلا آتا ہے جیسے "يَا اَيُّهَا النَّاسُ"

اما حرف شرط و تفصیل

اما (بہرحال) کبھی شرط کے لیے آتا ہے اما شرطیہ اکثر دو چیزوں پر داخل ہوتا ہے پہلی چیز قائم مقام شرط اور دوسری چیز قائم مقام جزا ہوتی ہے اس پر فا بھی داخل ہوتی ہے اس کو جواب اما کہتے ہیں عام طور پر اما اور اما کے درمیان مبتدا یا مفعول یا ظرف یا جملہ شرطیہ کا فاصلہ ہوتا ہے جیسے

<u>مثال اول:</u> "اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا" اما حرف شرط و تفصیل الذین موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا قائم مقام شرط فا اما کے جواب میں واقع ہے مابعد خبر قائم مقام جزا کے۔

<u>مثال ثانی:</u> "فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ" فا حسب ماقبل اما حرف شرط و تفصیل غیر عامل الیتیم مفعول بہ مقدم فا اما کے جواب میں واقع ہے "لا تقهر" فعل انت ضمیر مستتر فاعل۔

نوٹ

اما کو شرط اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ رابطے کے لیے فا جزائیہ ہوتا ہے اما کو ادوات شرط کی وجہ سے شرطیہ نہیں کہتے مفعول کا عطف فاعل پر نہیں ہوتا و و اذا ہا طفہ یا زائدہ نہیں عاطفہ اس لیے نہیں کہ خبر مبتدا پر معطوف نہیں ہوتی زائدہ اسلیے نہیں کہ معنی دیتا ہے۔

حروف شرط اور اسمائے شرط میں فرق

حروف شرط اور اسمائے شرط میں فرق یہ ہے کہ حروف شرط میں صرف شرط کے معنی پائے جاتے ہیں جبکہ اسمائے شرط کے ساتھ ذات یا زمان کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔حروف شرط کو جملہ سے ہٹا دیا جائے تو جملہ پورے کا پورا باقی رہتا ہے ان حروف کے داخل ہونے سے پہلے بھی جملہ مکمل تھا اگر اسمائے شرط کو جملہ سے حذف کر دیا جائے تو جملہ پورے کا پورا باقی نہیں رہتا یا جملے کا پورا معنی باقی نہیں رہتا۔اس لیے حروف شرط ترکیب میں مبتدا وغیرہ واقع نہیں ہوتے جبکہ اسمائے شرط مبتدا خبر مفعول مجرور واقع ہوتے ہیں اگر جملہ سے مبتدا کو دور کر دیا جائے تو جملہ پورا نہیں رہتا۔

شرط اور جزاء کی وضاحت

شرط اور جزاء کے لئے ضروری نہیں ہے کہ یہ دونوں ایک نوع سے ہوں بلکہ وہ دونوں فعل مضارع ہوتے ہیں جیسے "وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ" کبھی فعل ماضی "وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا" اور کبھی دونوں مختلف ماضی اور مضارع جیسے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وہ دونوں کبھی اس کا عکس ہوں یعنی مضارع اور ماضی اور وہ قلیل ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "مَنْ يَّقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ"

جزاء کا بیان

جزاء کے قواعد

☆ جزا کے لیے جملہ فعلیہ ہونا ضروری نہیں بلکہ جملہ اسمیہ بھی جزا واقع ہو سکتا ہے۔

☆ جب شرط اور جزا دونوں ماضی ہوں تو ان کی جزم تقدیری ہو گی کیونکہ فعل ماضی مبنی ہے جیسے "مَنْ اَحْسَنَ اِلَیَّ اَحْسَنْتُ اِلَیْہِ" (جو میرے ساتھ احسان کرے گا میں بھی اس کے ساتھ احسان کروں گا)

☆ جب شرط اور جزا فعل مضارع ہوں تو دونوں کو جزم دینا واجب ہے جیسے "مَنْ یَکْثُرْ کَلَامُہٗ یَکْثُرْ مَلَامُہٗ" جس کی کلام زیادہ ہو گی اس کی ملامت بھی زیادہ ہو گی۔

☆ اگر شرط مضارع اور جزا ماضی ہو تو شرط کو جزم دینا واجب ہے جیسے "اِنْ تُکْرِمْنِیْ اَکْرَمْتُکَ" (اگر تو میری عزت کرے گا تو میں تیری عزت کروں گا)

☆ اگر شرط ماضی اور جزا مضارع ہو تو مضارع کو رفع اور جزم دینا دونوں جائز ہیں جیسے "اِنْ جِئْتَنِیْ اُکْرِمُکَ یا اُکْرِمْکَ" (اگر تو میرے پاس آئے گا تو میں تیرا احترام کروں گا)

☆ اگر فعل شرط پر واؤ یا فا عاطفہ کے ساتھ دوسرا فعل مضارع معطوف ہو تو اس پر نصب اور جزم دونوں جائز ہیں جیسے "اِنْ تَحْلِفْ وَ تَکْذِبْ تَاْثَمْ (اگر تو قسم کھائے گا اور جھوٹ بولے گا تو گناہ کرے گا) دوسری مثال "وَمَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ"

☆ اگر جزا پر "واؤ" یا "فا" عاطفہ کے ساتھ دوسرے فعل مضارع کا عطف ہو تو اسے نصب جزم اور رفع دینا جائز ہے جیسے "مَنْ یُّبَکِّرْ اِلٰی عَمَلِہٖ یَغْنَ فَیَسْعَدْ" (جو اپنے کام کی طرف پہل کرے وہ غنی ہو گا پس وہ سعادت مند ہو گا) جزم اس وجہ سے کہ اس کا عطف فعل شرط پر ہے، رفع اس وجہ سے کہ جملہ مستانفہ ہو گا، تمام عوامل سے خالی ہو گا، نصب اس وجہ سے کہ واؤ اور فا معیت کے لیے ہیں اور معیت کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے جو فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

چار حروف عاطفہ کے بعد ان مقدر ہوتا ہے واؤ، فا، او، ثم۔ ان حروف کے بعد ان مقدر ہونے کی قرآن پاک سے مثال "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ" یتوب منصوب ہے اس سے پہلے لفظی عامل مذکور نہیں ہے او کے بعد ان مقدر کی وجہ سے منصوب ہے۔

فا کی پہچان کا طریقہ

فا کی چند اقسام ذکر کی جا رہی ہیں تا کہ فا جزائیہ کی پہچان ہو جائے۔

1۔ فا جزائیہ شرط کے جواب میں واقع ہوتی ہے۔

2۔ فا عاطفہ مفرد کے مفرد پر جمع کے جمع پر فعل کے فعل پر اسم کے اسم پر عطف کے لیے آتی ہے۔

3۔ فا تفصیلہ مجمل کلام کی تفصیل کے لیے لائی جاتی ہے۔

4۔ فا فصیحیہ شرط مقدر کی جزا پر آتی ہے۔

5۔ فا استینافیہ یہ فا ابتدائے کلام میں لائی جاتی ہے اسکے مابعد کا اس کے ماقبل پر عطف صحیح نہیں ہوتا جیسے لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ میں فافرق پر فا استینافیہ ہے عاطفہ نہیں کیونکہ افرق انشاء ہے اور اس سے پہلے خبر ہے انشاء کا خبر پر عطف درست نہیں ہے۔

٦۔ فا تعلیلیہ جو جملہ معللہ پر لائی جاتی ہے۔

نوٹ: فا کی تمام اقسام غیر عاملہ ہیں۔

جزا پر فا کا داخل ہونا

شرط کی جزا پر فا کا داخل کرنا تین قسم پر ہے ١۔ واجب ٢۔ جائز ٣۔ ممتنع۔

واجب: جزا کے ساتھ فا ملنے کی وجوبی صورتیں درج ذیل ہیں۔ اس فا کو فا جزائیہ یا جوابیہ کہتے ہیں

1۔ جزا جملہ اسمیہ ہو تو اس پر فا داخل ہوگی وجوباً "وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔

2۔ امر ہو جیسے "إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

3۔ نہی ہو "وَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ"۔

4۔ جزا فعل ماضی ہو اور اس پر لفظ قد داخل ہو جیسے "اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اخ لہ"۔

5۔ جزا فعل ماضی ہو اور قد مقدر ہو جیسے

"اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ اَیْ فَقَدْ صَدَقَتْ"

6۔ جملہ فعلیہ ہو اس کے ساتھ سین ہو جیسے "وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا"

7۔ جملہ فعلیہ ہو اور اس پر لفظ سوف داخل ہو جیسے "وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا"۔

8۔ جملہ فعلیہ ہو اور اس پر مانافیہ داخل ہو جیسے "اِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِنْ اَجْرٍ"

9۔ جزا مضارع منفی بلن یا بما ہو مضارع منفی بلم نہ ہو کیونکہ وہ معنی کے اعتبار سے ماضی بن جاتا ہے جیسے "وَمَا يَفْعَلُوْ مَنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ"۔

10۔ جزا جملہ فعلیہ فعل جامد ہو یعنی وہ فعل جس کی گردان نہ کی جائے "اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ"۔

11۔ دعا ہو جیسے "اِنْ اَكْرَمْتَنِیْ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا"

12۔ جملہ فعلیہ ہو اس سے پہلے کانما ہو جیسے "مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا"

فائدہ

مذکورہ اقسام سے پہلے فا کا داخل کرنا واجب ہے ان اقسام کو فا کے بغیر جزا بنانا ممنوع ہے اور کبھی کبھی شاذ و نادر فاء کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے حضور ﷺ نے حضرت ابی بن کعب ؓ سے فرمایا جب انہوں نے لقطہ کے بارہ میں سوال کیا، "فَاِنْ جَآءَ بِهَا صَاحِبُهَا وَاِلَّا اِسْتَمْتِعْ بِهَا" اس حدیث شریفہ میں استمتع امر ہے اور امر پر فاء داخل نہیں ہے یا ضرورت

کے وقت فاء کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے حضرت حسان بن ثابت ﷺ کا قول ہے "مَنْ يَفْعَلِ الْحَسَنَاتِ اللّٰهُ يَشْكُرُهَا" اَللّٰهُ يَشْكُرُهَا جملہ اسمیہ پر فا داخل نہیں ہے۔

جائز

دو مقامات میں شرط کی جزا پر فا کا داخل کرنا جائز ہے (۱) مضارع مثبت (۲) مضارع منفی جزا مضارع مثبت یا مضارع منفی ہو تو فا کا داخل کرنا یا نہ کرنا دونوں جائز ہیں جیسے "وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا" "إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ"۔

ممتنع

دو مقامات ہیں کہ شرط کی جزا پر فا کا داخل کرنا منع ہے

(۱) ماضی مثبت بغیر قد کے ہو قد نہ ملفوظ ہو نہ مقدر جیسے "إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ"

(۲) نفی جحد بلم جیسے "مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ"

فائدہ

اگر شرط کی جزا ماضی کا صیغہ ہو یا نفی جحد بلم کا صیغہ ہو تو جزا وہ ہوگی جس کے شروع میں واؤ، ثم نہ ہوں کیونکہ اگر ماضی جزا ہو تو اسکے شروع میں فا جزائیہ نہیں ہوگی، بلکہ وہ فا عاطفہ ہوگا اسی طرح اگر ایک شرط کی جزا پر دو فا آجائیں تو وہ دونوں فا جزائیہ نہیں ہوں بلکہ ایک جزائیہ دوسری عاطفہ جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ، قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرٰةِ" یہ فا جزائیہ یا جوابیہ فاتلوھا کا فا عاطفہ ہے اتلو کا عطف ایتو پر ہے اسی طرح شرط کے بعد نفی جحد بلم کا صیغہ اور امر کا صیغہ ہو سب پر فا داخل ہو تو نفی جحد بلم والی فا عاطفہ ہوگی امر کی فا جزائیہ ہوگی جیسے "إِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا" صَعِيْدًا طَيِّبًا ۔ فلم تجدوا فا حرف عطف ہے فتیمموا فا جزائیہ ہے۔

تراکیب

"وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا"

واؤ عاطفہ ان حرف شرط کنتم فعل ناقص تم ضمیر اسم جنبا خبر فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر شرط فا جزائیہ اطہروا فعل با فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جزا (جواب شرط) شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

"وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ"

واؤ استینافیہ من اسم شرط مبنی بر سکون محلا مرفوع مبتدا لم یحکم فعل ہو ضمیر فاعل با جار ما موصولہ انــزل فعل ماضی اللہ اسم جلالت فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ما موصولہ اپنے صلہ سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا یحکم فعل کا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شرط فا جزائیہ اولئک اسم اشارہ مبتدا ھم مبتدا ثانی الکفرون خبر مبتدا ثانی اپنی خبر سے مل کر خبر مبتدا اول کی مبتدا اپنی خبر سے مل کر جزا شرط جزا ملکر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

تمرین طلباء تراکیب کریں

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّهْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ

قسم کا بیان

قسم کا لغوی معنی پکا کرنا اٹھانا حروف قسم یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے مدخول کے ساتھ کسی بات پر قسم اٹھائی جا رہی ہے۔

قسم کے لیے چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

1۔ مقسم (قسم اٹھانے والا)۔

2۔ مقسم بہ (جس ذات کا نام لے کر قسم اٹھائی گئی ہو)۔

3۔ حروف قسم (جس حرف کے ساتھ قسم اٹھائی جائے)۔

4۔ جواب قسم جس مقصد کے لیے قسم اٹھائی جائے مثال "تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ" اس مثال میں مقسم حضرت ابراہیم مقسم بہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ حرف قسم تا اور جواب قسم "لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ"۔

قاعدہ

قسم کے لیے عام طور پر چار حروف استعمال ہوتے ہیں۔

1۔ با 2۔ تا 3۔ لام 4۔ واؤ

فائدہ

باء حروف قسم میں اصل ہے، اس لیے اس کا فعل کبھی مذکور ہوتا ہے اور اکثر محذوف اسی لیے "اُقْسِمُ بِاللّٰہِ" کہہ سکتے ہیں فعل کا محذوف ہونا اس بات کی تعین کرتا ہے کہ یہ جملہ انشائیہ ہے خبریہ نہیں با اسم ضمیر اور ظاہر دونوں پر آتی ہے۔

لام قسم کا فعل ہمیشہ محذوف ہوتا ہے اور لام اسم جلالت کے ساتھ خاص ہے اس کا جواب امر عظیم ہوتا ہے "لِلّٰہِ لَا یُؤَخَّرُ الْاَجَلُ، اُقسم للہ" نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس کا فعل ہمیشہ محذوف ہوتا ہے۔

واوٌ

حرف قسم میں سے باء اصل ہے واؤ اس سے بدل ہے کیونکہ دونوں میں لفظی مناسبت ہے ہے واؤ قسم کا فعل ہمیشہ محذوف ہوتا ہے "اُقسِمُ وَاللّٰهِ" نہیں کہہ سکتے۔

ء

صرف اسم جلالت اللہ پر داخل ہوتی ہے جیسے "تَاللّٰهِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ" اللہ تعالی کے کسی اور نام پر داخل نہیں ہوتی "ترب الکعبة" کہنا شاذ ہے۔

قاعدہ

لام تاکید اور لقد سے پہلے قسم مقدر ہوتی ہے۔

قاعدہ

حروف قسم ہمیشہ اقسم فعل محذوف کے متعلق ہوتے ہیں۔

قاعدہ

قسم ہمیشہ جملہ انشائیہ ہوتی ہے اور جواب قسم جملہ خبریہ۔

قاعدہ

قسم کے لیے جواب قسم کا ہونا لازمی ہے۔ جواب قسم جملہ اسمیہ یا فعلیہ مثبت ہوں تو ان کے شروع میں لام تاکید آتا ہے اور فعلیہ کے شروع میں قد بھی آتا ہے جیسے "وَاللّٰهِ لَزَیْدٌ قَائِمٌ' وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ کَذَا 'وَاللّٰهِ لَقَدْ قَامَ زَیْدٌ'

قاعدہ

جواب قسم جملہ اسمیہ ہو مثبت ہو اس کے شروع میں "ان" آتا ہے۔ جیسے "یٰسٓ ٥ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ 'وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ"۔

قاعدہ

اگر جواب قسم جملہ اسمیہ منفی ہو تو اس کے شروع میں ما، لا یا ان نافیہ میں سے کسی ایک کا داخل ہونا لازمی ہے۔ جیسے "وَاللّٰهِ مَا زَيْدٌ قَائِمًا ،وَاللّٰهِ لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو، وَاللّٰهِ إِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ"۔

قاعدہ

اگر جواب قسم ماضی منفی ہو تو اس کے شروع میں ما کا لفظ ہوگا اور اگر مضارع منفی ہو تو اس کے شروع میں "ما" یا "لا" یا "لن" ہوگا جیسے "وَاللّٰهِ مَا قَامَ زَيْدٌ ،وَاللّٰهِ مَا أَفْعَلُ كَذَا، وَاللّٰهِ لَا أَفْعَلُ كَذَا، وَاللّٰهِ لَنْ أَفْعَلَ كَذَا"۔

ترکیب

"وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ" واو حرف جار برائے قسم "القرآن" موصوف "الحکیم" صفت، موصوف صفت سے مل کر مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق اقسم فعل مقدر کا اقسم فعل انا ضمیر مرفوع فاعل اقسم اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر قسم۔

ان حرف مشبہ بالفعل ک ضمیر ان کا اسم ل برائے تاکید من جار المرسلین مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثبت مقدر کا یا ثابت" ثبت فعل اپنے "ھو" ضمیر فاعل اور ظرف مستقر (متعلق) سے مل کر خبر ان حرف مشبہ بالفعل کی ان حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جواب قسم ہوا۔

مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کا بیان

جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ اس کے اصلی جز وصرف دو ہیں۔

1۔مسندالیہ　　2۔مسند

ان کے علاوہ باقی جتنی چیزیں بھی ہیں جیسے جار مجرور یا ظرف ان کو متعلقات جملہ کہتے ہیں ان میں سے بعض مرفوع بعض منصوب اور بعض مجرور ہوتے ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

1۔مرفوعات　　2۔منصوبات　　3۔مجرورت

مرفوعات آٹھ ہیں۔

۱۔مبتدا　　۲۔خبر　　۳۔فاعل　　۴۔نائب فاعل

۵۔افعال ناقصہ کا اسم　　۶۔حروف مشبہ بالفعل کی خبر　　۷۔ماولا مشابہ بلیس کا اسم

۸۔لاءنفی جنس کی خبر

وضاحت

فاعل کی تین علامتیں ہیں واحد میں ضمہ تثنیہ میں الف اور جمع میں واؤ جیسے "جَاءَنِیْ زَیْدٌ ،جَاءَنِیْ الزَّیْدَانِ ،جَاءَنِیْ الزَّیْدُوْنَ"

منصوبات بارہ ہیں

۱۔مفعول مطلق　　۲۔مفعول بہ　　۳۔مفعول فیہ　　۴۔مفعول لہ

۵۔مفعول معہ　　۶۔حال　　۷۔تمییز　　۸۔مستثنیٰ

۹۔افعال ناقصہ کی خبر　　۱۰۔حروف مشبہ بالفعل کا اسم　　۱۱۔ماولا مشبہتان بلیس کی خبر

۱۲۔لاءنفی جنس کا اسم

منصوب (مفعولیت) کی چار علامتیں ہیں

ا۔واحد میں نصب ۲۔تثنیہ میں "یا" ماقبل فتحہ ۳۔جمع میں "یا" ماقبل کسرہ ۴۔کسرہ جیسے "رَایتُ زَیدًا،رَایتُ رَجُلَینِ ،رَایتُ مُسلِمِینَ ،رَایتُ مُسلِمَاتٍ"۔

مجرورات

مجرورات دو ہیں۔

1۔مضاف الیہ 2۔مجرور بحرف جر

مجرورات کے اعراب کی چار علامتیں ہیں۔

1۔کسرہ 2۔فتحہ 3۔یا ماقبل فتحہ 4۔یا ماقبل کسرہ

مثلاً "مَرَرتُ بِزَیدٍ ،مَرَرتُ بِاَحمَدَ،مَرَرتُ بِرَجُلَینِ،مَرَرتُ بِمُسلِمِینَ"۔

عامل

عامل کی دو قسمیں ہیں: ا۔لفظی ۲۔معنوی

ا۔عامل لفظی وہ ہے جو لفظوں میں موجود ہو جیسے "قَامَ عَلِیٌّ"

۲۔عامل معنوی وہ ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو وہ مبتدا اور خبر میں عمل کرتا ہے اور فعل مضارع کا نواصب اور جوازم سے خالی ہونا معنوی عامل ہے

فائدہ

عامل لفظی اٹھانوے ہیں اور معنوی دو۔

نوٹ

عامل لفظی جو عبارت میں مذکور ہو کبھی عامل لفظی محذوف ہوتا ہے اسکو بھی لفظی میں شمار کرتے ہیں۔

عامل لفظی کی دو قسمیں ہیں: ا۔ سماعی　　　　　　۲۔ قیاسی

ا۔ عامل سماعی

جو عربوں سے سنا گیا ہو اور اس پر دوسرے کو قیاس نہ کیا جائے۔ جس کا قاعدہ کلیہ بیان نہ ہو سکے اسکی مثالوں کو گننے کی ضرورت ہو جیسے حروف جارہ وغیرہ۔

عامل لفظی سماعی اکیانوے ہیں۔

عامل قیاسی

عامل قیاسی جس کا قاعدہ کلیہ بیان کیا جائے اس کی مثالیں شمار نہ کی جاسکیں عامل قیاسی سات ہیں اس طرح یہ کل سو عامل ہیں یعنی دو معنوی سات قیاسی اکیانوے سماعی۔

توابع کا بیان

معمول کی دو قسمیں ہیں   1۔ معمول اصلی   2۔ معمول فرعی

1۔ معمول اصلی

معمول اصلی اس کو کہتے ہیں جس کے اوپر اس کے عامل کا اثر بغیر کسی واسطے کے ہوتا ہے معمولات اصلی بائیس ہیں آٹھ مرفوعات اور بارہ منصوبات اور دو مجرورات۔

2۔ معمول تبعی (فرعی)

جس کے اوپر اس کے عامل کا اثر واسطے کے ساتھ ہوتا ہے جو بائیس معمولات (آٹھ مرفوعات، بارہ منصوبات اور دو مجرورات) میں سے نہ ہو بلکہ ان میں سے کسی کا تابع ہو تابع کا معنی ہے پیروی کرنے والا تابع ہر اس دوسرے لفظ کو کہتے ہیں جو اپنے پہلے لفظ کے ساتھ اعراب اور جہت میں موافق ہو پہلے لفظ کو متبوع اور دوسرے کو تابع کہتے ہیں اور اعراب عام ہے خواہ لفظی ہو تقدیری ہو یا محلی ہو۔

جہت میں ایک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر متبوع فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے تو تابع بھی فاعل ہوگا۔ جیسے "جَاءَ نِیْ زَیْدُ الْعَالِمُ، جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ" اگر متبوع مفعول ہونیکی وجہ سے منصوب ہے تو تابع بھی مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔ جیسے "رَأَیْتُ زَیْدَ نِ الْعَالِمَ رَأَیْتُ رَجُلًا عَالِمًا"۔

اگر متبوع مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے تو تابع بھی مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَالِمٍ"۔

توابع کی اقسام

توابع کی پانچ قسمیں ہیں۔

1۔ صفت 2۔ عطف بالحرف 3۔ تاکید 4۔ بدل 5۔ عطف بیان

توابع کی پہچان کا طریقہ

اگر اسم سے پہلے عامل لفظی بھی نہیں اور معنوی بھی نہیں تو پھر توابع میں تلاش کریں گے اس کا طریقہ اس طرح ہے کہ دونوں اسموں کو ملا کر تلاش کریں کہ دونوں کے درمیان میں حرف عطف ہے یا نہیں۔ اگر حرف عطف ہے تو توابع کی قسم عطف بالحرف ہوگی اگر حرف عطف نہیں تو پھر دیکھیں کہ دوسرا اسم صیغہ صفت ہے یا نہیں تو پھر دیکھیں کہ دوسرا پہلے کا عین ہے یا نہیں اگر دوسرا پہلے کا عین ہے تو توابع کی قسم تاکید ہوگی اگر عین نہیں تو پھر دیکھیں کہ دوسرا پہلے سے زیادہ مشہور ہے یا نہیں۔ اگر دوسرا اسم پہلے سے زیادہ مشہور ہے تو توابع کی قسم عطف بیان ہوگی اگر مشہور نہیں تو توابع کی قسم مبدل منہ بدل ہوگی۔

صفت

اس تابع کو کہتے ہیں جو اس معنی پر دلالت کرے جو متبوع کی ذات میں پایا جائے یا متبوع کے متعلق کی ذات میں پایا جائے تابع کی اس قسم کو صفت یا نعت کہتے ہیں متبوع کو موصوف یا منعوت کہتے ہیں۔ "جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ"۔

ذات

ذات سے مراد وہ اسم ہے جو کسی شے کے وجود پر دلالت کرے۔ جیسے" رَجُلٌ، سَفِیْنَۃ ' الساعۃ موصوف صفت کی وضاحت گزر چکی ہے۔

عطف بالحرف

عطف کا لغوی معنی ہے مائل ہونا اصطلاح میں اس تابع کو کہتے ہیں جو اعراب میں اپنے ماقبل کے تابع ہوتا ہے اور حرف عطف کے بعد ہوتا ہے اور نسبت میں متبوع کے ساتھ مقصود ہوتا ہے یعنی جس حکم کا نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے اس سے مقصود تابع اور متبوع دونوں ہیں جیسے قَامَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہتے ہیں عطف بالحرف کی

وضاحت معطوف علیہ معطوف کے بیان میں گزر چکی ہے۔

تاکید

تاکید ہر اس تابع کو کہتے ہیں جو اپنے متبوع کے حال کو پکا کرے متبوع کو موکد اور تابع کو تاکید کہتے ہیں ان دونوں کا اعراب ایک جیسا ہوتا ہے۔

تاکید کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔تاکید لفظی 2۔تاکید معنوی

تاکید لفظی

تاکید لفظی سے مراد جس میں لفظ کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا جائے چاہے فعل ہو یا اسم جیسے جَاءَ اَخُوْکَ اَخُوْکَ، جَاءَ جَاءَ اَخُوْکَ

نوٹ

تاکید کے لیے جملہ بھی آتا ہے جیسے "کَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ثُمَّ کَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ" "اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِئُوْنَ" اسم فعل بھی تاکید کے لیے آتا ہے "ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ"

تاکید معنوی

تاکید معنوی کے لیے مخصوص الفاظ ہیں وہ یہ ہیں نَفْسٌ، عَیْنٌ، کِلَا وَ کِلْتَا، کُلُّ، اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ

قاعدہ

تاکید لفظی مفرد جملہ اسم فعل کی آتی ہے لیکن تاکید معنوی فقط اسم کی آتی ہے۔

عین، نفس:

یہ دونوں واحد تثنیہ اور جمع کی تاکید کے لیے آتے ہیں اگر مؤکد واحد تثنیہ جمع ہو تو تاکید بھی مؤکد کے مطابق آئے گی اور مؤکد کی طرف لوٹنے والی ضمیر بھی تبدیل ہو جائے گی جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ نَفْسُہٗ وَعَیْنُہٗ، جَاءَ نِیْ الزَّیْدَانِ اَنْفُسُھُمَا وَ اَعْیُنُھُمَا، جَاءَ نِیْ الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُھُمْ وَ اَعْیُنُھُمْ۔

کلا و کلتا:

کلا اور کلتا دونوں تثنیہ کی تاکید کے لیے آتے ہیں کلا مذکر کی تاکید کے لیے اور کلتا مؤنث کی تاکید کے لیے جیسے" قَامَ الرَّجُلَانِ کِلَاھُمَا'قَامَتِ الْمَرْاَتَانِ کِلْتَاھُمَا"

کُلُّ 'اَجْمَعُ 'اَکْتَعُ اَبْتَعُ 'اَبْصَعُ

یہ پانچوں الفاظ واحد اور جمع کی تاکید کے لیے آتے ہیں البتہ فرق یہ ہے کہ لفظ کل تبدیل نہیں ہوتا بلکہ اسکے آخر میں ضمیر تبدیل ہوتی ہے جبکہ باقی چار صیغہ کے اعتبار سے تبدیل ہوتے ہیں یعنی واحد مذکر کے لیے اَجْمَعُ 'اَکْتَعُ 'اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ اور جمع مذکر کے لیے اَجْمَعُوْنَ 'اَکْتَعُوْنَ 'اَبْتَعُوْنَ اور اَبْصَعُوْنَ اور مفرد مؤنث کے لیے جَمْعَاءُ 'کُتَعَاءُ بُصَعَاءُ 'بُتَعَاءُ اور جمع مؤنث کے لیے جُمَعُ ،کُتَعُ ،بُتَعُ ، بُصَعُ۔

قاعدہ

لفظ کل اور اجمع کے ساتھ صرف ان چیزوں کی تاکید لائی جاتی ہے جن کے اجزا یا حصے ہوں جیسے" اَکْرَمْتُ الْقَوْمَ کُلَّھُمْ "(میں نے پوری قوم کی تعظیم کی)۔

قاعدہ

ضمیر مستتر اور ضمیر متصل کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ لانا واجب ہے جیسے" اُسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ 'کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ"۔

نوٹ

اَکْتَعُ ،اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ یہ تینوں اجمع کے تابع ہیں یعنی جب یہ تاکید کے لیے استعمال ہوتے ہیں اجمع کے بغیر استعمال نہیں ہوتے ان تمام کا معنی اجمع والا ہے ان کو اجمع پر مقدم کرنا درست نہیں

نوٹ

کبھی کبھی اجمع سے پہلے کل کو حذف کردیا جاتا ہے جیسے" وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ" اکثر اجمع سے پہلے کل آتا ہے جیسے" فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ

قاعدہ

اگر الفاظ تاکید متعدد ہوں تو ایک ہی متبوع کی تاکید کے لیے ان کو لایا جائے گا تاکید کی آگے تاکید نہیں آتی۔

بدل

بدل کا لغوی معنی عوض ہے بدل ایسا تابع ہے جو نسبت سے خود ہی مقصود ہو اور اس کی طرف منسوب کیا گیا ہو اس چیز کو جو اس کے متبوع کی طرف منسوب ہے اور بدل ہی مقصود بالنسبت ہو اور متبوع صرف تعارف اور تمہید کے لئے ذکر کیا جائے جیسے "وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِالْمُصْطَفٰی" ترکیب میں متبوع کو مبدل منہ اور تابع کو بدل کہتے ہیں مبدل منہ اور بدل کا اعراب ایک جیسا ہوتا ہے۔

بدل کی اقسام

بدل کی چار قسمیں ہیں۔

1۔بدل الکل 2۔بدل البعض 3۔بدل الاشتمال 4۔بدل الغلط

بدل الکل

بدل الکل من الکل وہ بدل ہے کہ جس میں بدل اور مبدل منہ کا مدلول ایک ہو جیسے "قَرَأتُ الْکِتَابَ ھِدَایَۃَ النَّحْو میں نے کتاب ہدایۃ النحو پڑھی اس میں کتاب اور ہدایۃ النحو ایک ہی ہیں قرآن سے مثال "اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَاَعْنَابًا". حدائق مفازا سے بدل ہے۔مفازا مبدل منہ حدائق بدل الکل ہے۔

مثال: اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ،الصراط المستقیم مبدل منه صراط الذین بدل الکل

بدل البعض

بدل البعض من الکل وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا بعض ہو جیسے "ضَرَبْتُ زَیْدًا رَاسَہٗ" اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو مبدل منہ کے مطابق ہوتی ہے

قرآن سے مثال " وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً" اس مثال میں استطاع بدل ہے الناس سے۔

بدل الاشتمال

بدل الاشتمال یہ ہے کہ بدل کا مبدل منہ کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جیسے "سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ" (زید کا کپڑا چھینا گیا) اس مثال میں زید مبدل منہ ثوبہ بدل الاشتمال ہے مبدل منہ بدل مل کر نائب فاعل قرآن سے مثال " يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ' قتال بدل ہے شہر سے۔

بدل الغلط

مبدل منہ کو غلطی کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد اس غلطی کو دور کرنے کے لیے بدل کو ذکر کیا جائے جیسے " تَصَدَّقْتُ بِدِرْهَمٍ دِيْنَارٍ " (میں نے درہم صدقہ کیا نہیں بلکہ دینار صدقہ کیا) اس مثال میں متکلم کی مراد تھی کہ میں نے دینار صدقہ کیا لیکن غلطی سے اس کے منہ سے درہم نکل گیا جو کہ غلط تھا اس غلطی کو دور کرنے کے لیے دوبارہ دینار کہا۔

مبدل منہ اور بدل کی وضاحت

مبدل منہ اور بدل کی چار صورتیں ہیں

1۔ دونوں معرفہ ہوں جیسے " جَاءَ نِي زَيْدٌ اَخُوْكَ

2۔ دونوں نکرہ ہوں جیسے " إِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مفازاً حدائِقَ وَاَعْنَابًا "۔

3۔ مبدل منہ نکرہ اور بدل معرفہ ہو جیسے " إِلٰى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ صِرَاطِ اللّٰهِ "۔

4۔ مبدل منہ معرفہ اور بدل نکرہ ہو پہلی تین صورتیں جائز ہیں اور چوتھی صورت غلط ہے اسلیے کہ بدل ہی اصل میں مقصود ہوتا ہے اس کا اقوی یا کم از کم مبدل منہ کے مساوی ہونا ضروری ہے بدل کا نکرہ ہونے کی صورت میں مبدل منہ سے ادنی ہونا لازم آئے گا ہاں اس کے صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ بدل نکرہ کی صفت لائی جائے جیسے " بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ "۔

قاعدہ

لقب کے بعد نام ذکر ہو تو وہ عام طور پر مبدل منہ بدل بنتے ہیں۔

قاعدہ

پہلے کسی چیز کی تعداد بیان ہو آگے تفصیل ہو تو تفصیل ماقبل کا بدل بن سکتی ہے جیسے "فَاللَّفْظِيَّةُ مِنْهَا عَلٰى ضَرْبَيْنِ سَمَاعِيَّةٍ وَّقِيَاسِيَّةٍ"۔

نوٹ

اسم سے اسم فعل سے فعل جملہ سے جملہ بدل واقع ہوسکتا ہے۔ حرف بدل واقع نہیں ہوتا۔

عطف بیان

ہر وہ تابع ہے جو صفت تو نہ ہو لیکن اپنے متبوع کو واضح اور روشن کرے اور وہ دو ناموں میں سے زیادہ مشہور نام ہوتا ہے۔ متبوع کو مبین اور تابع کو عطف بیان کہتے ہیں جیسے "قَامَ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ اَبُوْ حَفْصٍ مُبَيَّنٌ" اور عمر عطف بیان ہے۔

صفت اور عطف بیان میں فرق کی وضاحت

صفت اپنے پائے جانے والے معنی وصف پر دلالت کرتی ہے جبکہ عطف بیان ذات پر دلالت کرتا ہے۔ صفت اکثر مشتق ہوتی ہے جبکہ عطف بیان اکثر اسم جامد ہوتا ہے۔

بدل اور عطف بیان میں فرق

عطف بیان میں بیان مقصود نہیں ہوتا ہے بلکہ متبوع مقصود ہوتا ہے اور تابع (عطف بیان) اس کی وضاحت کرتا ہے بدل اور مبدل منہ میں بدل مقصود ہوتا ہے مبدل منہ کا ذکر بطور تعارف کے کیا جاتا ہے مبدل منہ بدل کی حفاظت کے لیے ہوتا ہے جیسے ہم بازار سے سودا خریدتے ہیں تو دکاندار سودا تھیلے (شاپر) میں ڈال کر دیتا ہے اصل مقصود سودا ہے تھیلا نہیں ہے تھیلا تو سودے کی حفاظت کے لیے ہوتا ہے اسی طرح مبدل منہ اور بدل ہیں۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ عطف بیان جملہ نہیں ہوسکتا جبکہ بدل جملہ ہوسکتا ہے اسی طرح عطف بیان فعل نہیں ہوتا اور بدل فعل ہوسکتا ہے۔

ترکیب

"اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ، اسکن فعل امر حاضر معروف انت ضمیر مستتر مؤکد انت ضمیر مرفوع منفصل تاکید موکد تاکید مل کر معطوف علیہ و عاطفہ زوج مضاف ک ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر فاعل الجنة مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

طلباء ترکیب کریں

" وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا

ترکیب

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا" قالوا فعل واؤ ضمیر فاعل نعبد فعل نحن ضمیر مستتر فاعل الہ مضاف ک مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ و حرف عطف الہ مضاف اباء مضاف الیہ مضاف ک ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر مبدل منہ ابراھیم معطوف علیہ و عاطفہ اسماعیل معطوف و عاطفہ اسحاق معطوف معطوف علیہ دونوں معطوفات سے مل کر بدل اباٰئک مبدل منہ کا مبدل منہ بدل مل کر مضاف الیہ الہ مضاف کا مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف الھک معطوف علیہ کا معطوف علیہ معطوف مل کر مبدل منہ ہوا الھا موصوف واحدا صفت موصوف صفت مل کر بدل مبدل منہ بدل مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر مقولہ فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترکیب

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ"۔

واؤ عاطفہ اٰتینا فعل با فاعل عیسیٰ متبوع ابن مضاف مریم مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر بدل عطف بیان متبوع اپنے عطف بیان سے مل کر مفعول بہ اول البینات مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

طلباء ترکیب کریں۔

"قَامَ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ، اَبُوْ النَّصْرِ مَنْظُوْر اَحْمَدُ شَيْخُنَا"۔

"اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ،

اسمائے اعداد

اعداد عدد کی جمع ہے اور یہ عد سے مشتق ہے جس کا معنی گننا اور شمار کرنا ہے اس سے مراد وہ اسماء ہیں جن سے اشیاء کے افراد کی تعداد معلوم کی جائے جس کو شمار کیا جائے اس کو معدود اور تمیز کہتے ہیں۔ اصول عدد بارہ ہیں ایک سے لے کر دس تک گیارہ واں لفظ ماۃ بارھواں لفظ الف ان کو اصول عدد کہتے ہیں عدد کے احکام ان بارہ اصولی کلمات سے تعلق رکھتے ہیں ان سے زیادہ تعداد کیلئے ان کو عطف اور اضافت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جیسے "اَحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ" الف الف (دس لاکھ)۔

اسمائے عدد کی چار قسمیں ہیں۔

1۔ مفرد ' اس سے مراد اکائیاں ہیں ایک سے لے کر دس تک اور مائۃ اور الف۔

2۔ مرکب ' اس سے مراد گیارہ سے لے کر انیس تک کے اعداد ہیں بارہ کے علاوہ باقی کی دونوں جزئیں مبنی بر فتحہ ہیں اِثْنَا عَشَرَ کی پہلی جز معرب ہے۔

3۔ عطف ' اس سے مراد اکیس سے لیکر ننانوے تک عدد ہیں۔ ان کو عطف اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی اکائی اور دہائی کے درمیان واؤ عاطفہ ہوتی ہے اکائی معطوف الیہ دہائی کو معطوف کہتے ہیں

جیسے"اَحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ تَاتِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ"۔

4۔عقود 'سے مراد دہائیاں ہیں"عَشَرَۃَ عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک"۔

اسمائے اعداد کی تمیز

1۔تین سے لے کر دس تک کی تمیز جمع لائی جائے گی اور مکسور ہوگی خلاف قیاس مذکر کے لیے تا کے ساتھ اور مؤنث کے لیے بغیر تا کے جیسے"ثَلَاثَۃُ رِجَالٍ ثَلَاثُ نِسْوَۃٍ ،سَبْعَ لِیَالٍ ثَمَانِیَۃَ اَیَّامٍ"۔

2۔گیارہ سے لے کر ننانوے تک کی تمیز مفرد اور منصوب ہوتی ہے جیسے"اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا ،اِثْنَا عَشَرَ شَھْرًا ،اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً ثَمَانِیْنَ جَلْدَۃً"۔

3۔"مائۃ اور الف"سو کے بعد تمام اعداد کی تمیز مفرد اور مجرور ہوتی ہے جیسے "مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ اَلْفُ سَنَۃٍ"۔

4۔ایک اور دو کی تمیز ذکر نہیں کی جاتی کیونکہ جو لفظ ان کی تمیز بن سکتا ہے اسی کو ذکر کرتے ہیں یعنی واحد کا صیغہ اور تثنیہ کا صیغہ خود ایک اور دو عدد پر دلالت کرتے ہیں "غلام"ایک غلام 'غلامان 'دو غلام،معلم ،ایک معلم،معلمان،دو معلم اگر معلم سے پہلے واحد کا ذکر کیا جائے تو واحد کا معنی ہے۔ایک اور معلم کا معنی بھی ایک معلم اس لیے واحد معلما نہیں کہہ سکتے غلامان سے پہلے اثنان کا ذکر کیا جائے تو "اثنان"کا معنی ہے دو تو یہ معنی غلامان کے اندر بھی ہے ان دو کے علاوہ باقی کی تمیز آئے گی کیونکہ "ثلثۃ"کے معنی ہیں تین ثلثۃ سے تین کا عدد سمجھ آرہا ہے یہ معلوم نہیں کہ وہ تین چیزیں کیا ہیں ثلثۃ سے عشرۃ تک کی تمیز جمع لائی جاتی ہے اس کی جمع قلت میں سے جمع مکسر آئے گی۔جیسے"ثلاث نسوۃ"اور جمع سالم کا آنا ضرورت کی وجہ سے ہے اور قلیل ہے جیسے "سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ،سَبْعُ بَقَرَاتٍ ،وَلِلْمُطَلَّقٰتِ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ ثَلَاثَۃَ قُرُوْءٍ"

اسمائے کنایات کا بیان

کنایات کنایہ کی جمع ہے کنایہ وہ اسم جو مبہم عدد یا مبہم بات (گول مول بات) پر دلالت کرے عدد سے کنایہ کے لیے کم اور کذا ہیں اور بات چیت سے کنایہ کے لیے کیت اور ذیت ہیں۔

کم کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ کم استفہامیہ ۲۔ کم خبریہ

کم استفہامیہ

کم استفہامیہ میں کسی عدد کے بارے سوال کرنا مقصود ہوتا ہے اسکی تمیز مفرد اور منصوب ہوتی ہے۔ "کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ (تیرے پاس کتنے مرد ہیں) اگر کم سے پہلے حرف جر آئے تو اسکی تمیز مجرور ہوتی ہے۔ جیسے "بِکَمْ دِرْھَمٍ اِشْتَرَیْتَ ھٰذَا الثَّوْبَ' یہ کپڑا تو نے کتنے درہم کا خریدا ہے۔ تعداد اور مدت کے استعمال کیلئے آتا ہے جیسے "کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ "(تم زمین میں کتنا عرصہ رہے)۔

کم خبریہ

کم خبریہ سے کسی عدد کی خبر دی جاتی ہے اس میں کثرت کا معنی پایا جاتا ہے اس کی تمیز کم کی اضافت کی وجہ سے مفرد مجرور ہوتی ہے جیسے "کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُہٗ" (بہت سا مال میں نے خرچ کیا) اور کبھی جمع مجرور آتی ہے جیسے "کَمْ رِجَالٍ لَقِیْتُہٗ" (میں نے بہت سے آدمیوں سے ملاقات کی) کم خبریہ سوال کی بجائے خبر کی صورت میں آتا ہے، بہت، اور، کئی کے معنی میں آتا ہے جیسے "کَمْ مِنْ فِئَۃٍ" (بہت سے گروہ)۔

فائدہ

کم استفہامیہ ہو یا خبریہ دونوں کا ابتدا میں آنا ضروری ہے۔

کم کا اعراب

کم محلا مرفوع، منصوب اور مجرور ہوتا ہے۔

محلاً منصوب

جب کم کے بعد فعل ہو اس میں ایسی ضمیر نہ ہو جو کم کی طرف لوٹے تو یہ محلا منصوب ہوتا ہے اس کے محلاً منصوب ہونے کی تین صورتیں ہیں یا تو مفعول بہ ہوگا یا مفعول فیہ ہوگا یا مفعول مطلق جس کا دارومدار تمییز پر ہے۔

1۔اگر کم کی تمییز اسم ظرف ہو تو یہ اپنی تمییز سے ملکر مفعول فیہ ہوگا جیسے "کَمْ یَوْمًا صُمْتَ" (تو نے کتنے دن روزہ رکھا) "کَمْ یَوْمٍ سِرْتُ" (میں بہت دن چلا)۔

2۔جب کم کی تمییز فعل مذکور کا مصدر ہو تو مفعول مطلق ہوگا جیسے "کَمْ ضَرْبَۃً ضَرَبْتَ، کَمْ ضَرْبَۃٍ ضَرَبْتُ"۔

3۔جب تمییز نہ ظرف ہو نہ مصدر ہو تو پھر مفعول بہ ہوگا جیسے "کَمْ کِتَابٍ اِشْتَرَیْتُ، کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ"۔

محلاً مجرور

اگر اس سے پہلے حرف جر موجود ہو یا مضاف ہو تو یہ مجرور ہوگا جیسے "بِکَمْ رَجُلًا مَرَرْتَ وَعَلٰی کَمْ رَجُلٍ حَکَمْتَ" مضاف کی مثال "مَالَکَمْ رَجُلًا سَلَبْتَ" تو نے کتنے آدمیوں کا مال چھینا۔

محلاً مرفوع

جب اس کے بعد نہ فعل ہو نہ اس پر حرف جار اور مضاف داخل ہو تو یہ مرفوع ہوگا اس کے مرفوع ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

1۔مبتدا ہوگا　　　2۔خبر ہوگا

اس کا مدار بھی تمیز پر ہے اگر تمیز ظرف نہیں تو کم اپنی تمیز سے مل کر محلاً مرفوع مبتدا ہوگا جیسے "کَمْ رَجُلًا اَخُوْکَ ، کَمْ کِتَابًا عِنْدَکَ" اگر تمیز ظرف ہو تو یہ اپنی تمیز سے مل کر خبر مقدم ہوگا جیسے "کَمْ یَوْمًا سَفَرُکَ"۔

کم خبریہ اور استفہامیہ کی پہچان

کم استفہامیہ کی تمیز ہمیشہ مفرد ہوتی ہے تثنیہ اور جمع نہیں ہوتی جبکہ کم خبریہ کی تمیز کبھی مفرد ہوتی ہے اور کبھی جمع ہوتی ہے۔ جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔ کم استفہامیہ اور خبریہ کی تمیز پر من داخل کرنا جائز ہے جیسے "کَمْ مِنْ مَّالٍ اَنْفَقْتَهُ" اور اگر کم اور اس کی تمیز کے درمیان فعل متعدی کا فاصلہ ہو تو من کا داخل کرنا واجب ہے تاکہ اس کی تمیز کا فعل متعدی کے مفعول سے التباس لازم نہ آئے جیسے "سَلْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَمْ اٰتَیْنَاهُمْ مِنْ اٰیَةٍ بَیِّنَةٍ ، کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَرْیَةٍ" کم استفہامیہ اور خبریہ کو پہچاننے کا طریقہ یہ بھی ہے اگر کم کے بعد مخاطب کا صیغہ ہو تو کم استفہامیہ ہوگا اور اگر متکلم کا صیغہ ہو تو کم خبریہ ہوگا۔

قاعدہ

جب قرینہ پایا جائے تو اسکی تمیز کو حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے "کَمْ مَالُکَ اَیْ کَمْ دِیْنَارًا مَالُکَ"۔

فائدہ

کم اسم مفرد مذکر ہے کثرت کے لیے وضع کیا گیا ہے اسے تعبیر کیا جاتا ہے ہر معدود کے لیے کثیر ہو یا قلیل اور برابر ہے مذکر ہو یا مؤنث اس میں لفظ اور معنی دونوں کی رعایت کی جاتی ہے اس کا لفظ مفرد اور مذکر ہے اور معنی میں تثنیہ اور جمع واقع ہوتا ہے "وَکَمْ مِنْ مَلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا"۔ پس شفاعتهم میں جمع کی ضمیر لائی گئی ہے کم کے معنی کی طرف نظر کرتے ہوئے اگر لفظ پر محمول کیا جائے تو شفاعتہ آئے گا بہر حال کم بکل ہا ی، من اور ما کی طرح جاری ہوگا ان میں لفظ کا بھی اعتبار ہوتا ہے اور معنی کا بھی۔

"کاین" اور "کذا"

دونوں خبریہ ہوتے ہیں عدد کی کثرت سے کنایہ ہوتے ہیں اور ان کا ابتداء کلام میں آنا ضروری ہے اس کی تمیز مفرد مجرور بمن ہوتی ہے۔ جیسے "وَکَاَیِّنْ مِنْ اٰیَۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْھَا وَھُمْ عَنْھَا مُعْرِضُوْنَ" (اور کتنی نشانیاں ہیں آسمانوں زمین میں کہ اکثر لوگ ان پر گزرتے ہیں اور ان سے بے خبر رہتے ہیں)۔

تراکیب

"کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ"

کم مبنی بر سکون محلا مرفوع ممیز رجلا لفظا منصوب تمیز مل کر مبتدا عند مضاف ک ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثبت فعل محذوف کا ثبت فعل اپنی ہو ضمیر فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مبتدا کی مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو

ا۔ "کَمْ یَوْمًا سَفَرُکَ"

کم محلا مرفوع ممیز یوما منصوب لفظا تمیز ممیز تمیز مل کر خبر مقدم سفر مضاف ک مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا موخر مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

"کَمْ ضَرْبَۃً ضَرَبْتَ"

کم ممیز ضربۃ تمیز ممیز اپنی تمیز سے ملکر مفعول مطلق مقدم ضربت فعل تا ضمیر مرفوع فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"کَمْ ضَرْبَۃٍ ضَرَبْتُ"

کم ممیز مضاف ضربۃ تمیز مضاف الیہ سے مل کر مفعول مطلق مقدم ضربت فعل با فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"کَمْ یَوْمًا صُمْتَ"

کم محلا منصوب مبنی بر سکون ممیز یوما منصوب لفظا تمیز ممیز تمیز سے مل کر مفعول فیہ مقدم

صمت فعل با فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"کَمْ کِتَابٍ اِشْتَرَیْتُ"

کم محلا منصوب ممیز مضاف کتاب مجرور لفظا تمییز مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم اشتریت فعل با فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"کَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ"

کم محلا منصوب ممیز رجلا منصوب لفظا تمییز ممیز اپنی تمییز سے مل کر مفعول بہ مقدم ضربت فعل ت ضمیر فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"کَمْ اٰتَیْنَا هُمْ مِنْ اٰیَةٍ بَیِّنَةٍ"

کم استفہامیہ محلا منصوب ممیز اتینا فعل با فاعل ھم ضمیر مفعول بہ اول من زائدہ ایۃ موصوف بینۃ صفت موصوف صفت سے مل کر تمییز ممیز تمییز مل کر مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اسم تام

اسم تام وہ اسم ہے جو موجودہ حالت میں آگے مضاف نہ ہو سکے اسم پانچ چیزوں کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

1۔ اسم تام تنوین ظاہر کے ساتھ ہو جیسے "مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سِحَابًا" (آسمان میں ہتھیلی کے برابر بادل نہیں) "عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا"۔

2۔ اسم تام تنوین مقدر کے ساتھ ہوگا جیسے "عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا، زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْکَ" مالا پہلی مثال مبنی کی ہے دوسری مثال غیر منصرف کی ہے اسلیے دونوں کی تنوین مقدر ہوتی ہے۔

3۔ اسم تام نون تثنیہ کیساتھ ہوگا جیسے "عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا" (میرے پاس دو بوری گندم ہے)۔

4۔ اسم تام جمع کیساتھ ہوگا جیسے "هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا" (کیا ہم تم کو ان لوگوں کی

خبر نہ دیں جو گھاٹا پانے والے ہیں اعمال کے اعتبار سے)۔

5۔اسم تام اضافت کے ساتھ ہوگا جیسے "عِنْدِیْ مَلْؤُہٗ عَسْلاً" (میرے پاس فلاں برتن کے بھرنے کے برابر شہد ہے)۔

اسم تام کا عمل

اس کا عمل یہ ہے کہ یہ تمییز کو نصب دیتا ہے اس لیے اسکی فعل کے ساتھ مشابہت ہے جس طرح فعل فاعل سے تام ہو کر مفعول کو نصب دیتا ہے اسی طرح یہ اسم بھی ان چیزوں کے ساتھ تام ہو کر شبہ مفعول یعنی تمییز کو نصب دیتا ہے۔

ترکیب

'عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا' عندی مضاف ی مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر ظرف (مفعول فیہ) ثبت فعل کا فعل اپنے فاعل اور ظرف سے مل کر خبر مقدم احد عشو ممیتز درہما تمییز ممیتز اپنی تمییز سے ملکر مبتدا موخر مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

منصرف اور غیر منصرف کا بیان

اسم معرب کی دو قسمیں ہیں: 1۔منصرف 2۔غیر منصرف

1۔منصرف

منصرف ایسے اسم معرب کو کہتے ہیں جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب جو دو کے قائم ہو نہ پایا جائے۔

حکم

اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے آخر میں تینوں حرکات (ضمہ' فتحہ' کسرہ) مع تنوین پڑھی جاتی ہیں اس کے آخر میں کسرہ اور تنوین بھی آتی ہے واضح رہے کہ منصرف پر ہر وقت کسرہ اور تنوین نہیں آتی بلکہ صرف حالت جر میں کسرہ آتا ہے اور تنوین اس وقت آتی ہے جب اس پر الف لام داخل نہ ہو اور وہ مضاف نہ بن رہا ہو مثال ''جَاءَ زَيْدٌ رَايْتُ زَيْدًا 'مَرَرْتُ بِزَيْدٍ ''۔

2۔غیر منصرف

غیر منصرف ایسے اسم معرب کو کہتے ہیں جس میں منع صرف کے نو اسباب میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔

حکم

غیر منصرف کے آخر میں کسرہ اور تنوین نہیں آتی کسرہ کی جگہ فتحہ آتا ہے جیسے ''جَاءَ اَحْمَدُ 'نَظَرْتُ اِلٰی اَحْمَدَ 'شَهْرُ رَمْضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ 'لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ''۔

فائدہ: غیر منصرف کے آخر میں چار صورتوں میں کسرہ آتا ہے۔

1۔جب وہ دوسرے اسم کی طرف مضاف ہو۔ صَلَّيْتُ فِیْ مَسَاجِدِكُمْ

2۔جب اس پر الف لام آئے مَرَرْتُ بِالْاَحْمَدِ۔

3۔غیر منصرف جب نکرہ کے طور ہو تو منصرف ہو جاتا ہے جیسے "رَاَیْتُ عِمْرَانًا" (میں نے ایک عمران کو دیکھا)

4۔وزن شعری کے وقت۔

فائدہ

اضافت یا لام کے دخول کے وقت غیر منصرف پر کسرہ آجاتا ہے اس لیے کہ یہ دونوں اسم کے خواص میں سے ہیں جن کی وجہ سے جہت اسم قوی ہو جاتی ہے۔اور فعل کی مشابہت کمزور ہو جاتی ہے اور جب فعل کی مشابہت کمزور ہو جائے گی تو ثقل باقی نہیں رہے گا۔اور آخر میں کسرہ بھی آجائے گا۔

اسباب منع صرف

اسباب منع صرف نو ہیں۔

1۔عدل 2۔وصف 3۔تانیث 4۔معرفہ 5۔عجمہ

6۔جمع 7۔ترکیب 8۔الف نون زائدتان 9۔وزن فعل

فائدہ

اسباب منع صرف بعض کے نزدیک دس ہیں اور بعض کے نزدیک گیارہ ہیں نو اسباب منع صرف والا قول مشہور ہے جیسا کہ نحو کی مشہور و معروف کتاب کافیہ میں ہے۔

شعر

عَدْلٌ وَّوَصْفٌ وَّتَاْنِیْثٌ وَّمَعْرِفَةٌ وَّعُجْمَةٌ ثُمَّ جَمْعٌ ثُمَّ تَرْکِیْبٌ

وَالنُّوْنُ زَائِدَةٌ مِّنْ قَبْلِهَا اَلِفٌ وَّوَزْنُ فِعْلٍ وَّهٰذَا الْقَوْلُ تَقْرِیْبٌ

فائدہ

نو اسباب منع صرف میں سے دو سبب ایسے ہیں جو تنہا غیر منصرف کا سبب بن سکتے

جاتے ہیں ان کے ساتھ دوسرے سبب کو ملانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۱۔ ہر وہ اسم جس کے آخر میں تانیث کی علامت الف مقصورہ یا ممدودہ ہو تو وہ غیر منصرف ہوتا ہے جیسے "حمراء حبلی"۔

۲۔ جمع منتہی الجموع دو سببوں کے قائم مقام ہے جیسے "مَسَاجِدُ مَصَابِيْحُ" اگر اس جمع کے آخر میں تا آجائے تو یہ منصرف ہو جاتی ہے جیسے "فَرَازِنَة صَيَاقِلَة منصرف ہیں۔

فائدہ

تانیث بالف مقصورہ وممدودہ اور جمع منتہی الجموع کے علاوہ باقی اسباب ایسے ہیں کہ دو مل کر غیر منصرف کا سبب بنیں گے۔

عدل

عدل کا لغوی معنی ہے پھیرنا اصطلاح میں ایسا اسم (لفظ) جو اپنی اصلی حالت سے بغیر صرفی قاعدہ کے نکالا گیا ہو جو صیغہ نکالا جائے اسے معدول اور جس صیغہ سے نکالا جائے اسے معدول عنہ کہتے ہیں معدول کو ہی مجازاً عدل کہتے ہیں۔

قاعدہ

عدل لفظ کی ایسی تبدیلی کو کہتے ہیں جس میں لفظ کا مادہ برقرار رہے یعنی اصلی حروف باقی رہیں اور اصلی معنی بھی باقی رہے اس کی شکل بدل جائے یعنی وزن بدل جائے اور یہ تبدیلی بغیر کسی صرفی قانون کے ہو جیسے "عمر یہ عامر" سے ماخوذ ہے عامر میں مادہ "ع م ر" ہے جو کہ تبدیلی کے بعد عمر میں بھی ہے۔

عدل کی اقسام

عدل کی دو قسمیں ہیں،

۱۔ عدل تحقیقی 2۔ عدل تقدیری

عدل تحقیقی

وہ اسم ہے جس پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ اسم کے اصلی صیغہ سے نکلنے کی دلیل موجود ہو مطلب یہ ہے کہ اگر اس کو غیر منصرف نہ بھی پڑھا جائے تو بھی اس کے معدول ہونے کی دلیل موجود ہو جیسے ثُلاثُ مَثْلَثُ ان میں عدل تحقیقی ہے ہر ایک کا معنی ہے تین تین ان کے اصل پر غیر منصرف پڑھنے پر دلیل موجود ہے ان کی اصل ثلثۃ ثلثۃ ہے اور مثلث کی اصل بھی ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ ہے قیاس یہ ہے ثلاث مثلث میں ہر ایک کا معنی تین ہوتا حالانکہ ہر ایک کا معنی ہے تین تین جب ان کے معنی میں تکرار ہے تو لفظ میں بھی تکرار ہوگا کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ معنی کا تکرار دلالت کرتا ہے لفظ کے تکرار پر معنی کا تکرار لفظ کے تکرار کے بغیر ممکن نہیں اس سے معلوم ہوا اس کی اصل ایسا لفظ ہے جو مکرر ہے اور وہ ہے "ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ" لہذا یہ عدل تحقیقی ہوا۔

عدل تقدیری

وہ اسم ہے جس پر اس کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ اسم کے اصلی صیغہ سے نکلنے کی دلیل موجود نہ ہو۔ غیر منصرف بننے کی وجہ سے اس کی اصل نکال لی گئی ہو جیسے "عُمَرُ ذُفَرُ" اہل عرب ان کو غیر منصرف استعمال کرتے ہیں۔ غیر منصرف ہونے کے لیے دو سبب ضروری ہیں یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو۔ ان میں سوائے علمیت کے غیر منصرف کا کوئی دوسرا سبب نہیں۔ ایک سبب سے کلمہ غیر منصرف نہیں ہوتا۔ غیر منصرف کے باقی اسباب پر نظر ڈالی کہ دوسرا سبب مل جائے مگر دوسرا سبب نہ مل سکا اس لیے مجبوراً عدل کو فرض کر لیا گیا کہ عمر عامر سے نکالا گیا ہے اور ذفر زافر سے نکالا گیا ہے اسی طرح ،ھبل ،زحل ،مضر یہ ھابل ،زاحل اور ماضر سے معدول ہیں۔

قاعدہ

عدل علم اور وصف کے ساتھ جمع ہوتا ہے غیر منصرف کے دو اسباب میں سے ایک عدل ہو تو دوسرا علم یا وصف ہونا ضروری ہے۔

قاعدہ

عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہوتا اس لیے کہ عدل کے چھ اوزان ہیں۔

۱۔مَفْعَلُ (مَثْلَثُ) ۲۔فُعَلُ (عُمَرُ، زُفَرُ، قُثَمُ) ۳۔فُعَالُ (ثُلَاثُ)

۴۔فَعَالِ (قَطَامِ) ۵۔فَعْلِ (اَمْسِ) ۶۔فِعْلُ (سِحْرُ)۔

فعل ان چھ اوزان میں سے کسی وزن پر نہیں آتا۔

قاعدہ

سحر کے غیر منصرف ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس سے معین دن یعنی کسی خاص دن کی صبح مراد ہو تو اسکو السحر سے معدول مانتے ہیں اس میں دو سبب عدل اور علم پائے جاتے ہیں جیسے "جِئْتُکَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سِحْرُ" اس میں سحر غیر منصرف ہے کیونکہ خاص دن کی سحر مراد ہے اگر اس سے معین وقت مراد نہ ہو تو یہ منصرف ہوگا۔ جیسے "نَجَّیْنَاهُمْ بِسِحْرٍ"۔

قواعد

☆ امس اور قطام مبنی ہیں ان کے غیر منصرف ہونے کی وضاحت آپ مطولات میں پڑھیں گے۔

☆ ایک سے لے کر دس تک کے اسماء اعداد جب فُعَالُ اور مَفْعَلُ کے وزن پر معدول ہوں تو غیر منصرف ہی ہوں گے جیسے "اُحَادُ مَوْحَدُ خُمَاسُ عُشَارُ"

مزید وضاحت

"قوله تعالى مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ" یہ غیر منصرف ہیں اس لیے کہ یہ نکالے گئے ہیں "اِثْنَیْنِ اِثْنَیْنِ ثَلٰثَةَ ثَلٰثَةَ اَرْبَعَةَ اَرْبَعَةَ" سے دلیل یہ ہے کہ مثنی (دو دو) ثلاث (تین تین) رباع (چار چار) کے معنی میں تکرار ہے تو معنی میں تکرار لفظ میں تکرار پر دلالت کرتا ہے۔

حضور ﷺ کا قول ہے کہ "صَلٰوةُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی" (حدیث صحیح رواہ مسلم)

دوسرا مثنی تاکید کے لیے ہے۔ تکرار کے افادہ کے لئے نہیں ہے۔

وصف

وصف کا لغوی معنی تعریف کرنا یعنی کسی ایسی ذات پر دلالت کرنا جس میں صفت کے معنی پائے جائیں۔اصطلاح میں وصف کے دو معنی ہیں۔

ا۔وصف ایسی صفت (تابع) ہے جو اپنے موصوف (متبوع) پر دلالت کرے۔جیسے "جَاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ"۔

ا۔وصف جو ایسی ذات مبہم پر دلالت کرے جس میں کسی صفت کا لحاظ کیا گیا ہو جیسے "اَحْمَرْ" ہر اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس کے لیے حمرۃ ثابت ہے۔پہلی قسم معرفہ بھی ہو سکتی ہے اور نکرہ بھی اور دوسری قسم صرف نکرہ ہوتی ہے اور یہاں پر وصف سے مراد قسم ثانی ہے۔

شرط

وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وصف وضعی اصلی ہو۔

وصف کی اقسام

وصف کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔وصف اصلی ۲۔وصف عارضی

ا۔وصف اصلی

وصف اصلی وضعی کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت اس کلمہ کو واضع نے وضع کیا ہو اس وقت اس میں وصف کے معنی پائے جائیں۔خواہ وہ بعد میں باقی رہیں یا نہ رہیں۔جیسے "ارقم 'اسود" اسود کی وضع ہر سیاہ چیز کے لیے ہے بعد میں اگرچہ کالے سانپ کا نام ہونے کی وجہ سے وصف کے معنی باقی نہیں رہے۔لیکن وصف اصلی کی وجہ سے اس کو غیر منصرف پڑھا جائیگا اس لیے اس میں دو سبب موجود ہیں وصف اور وزن فعل۔

مثال

ایک بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ سیاہ تھا اس کے سیاہ رنگ کی وجہ سے لوگ اسے کالا کہنے لگے یہ وصفی نام تھا اصل نام کچھ اور رکھا گیا جب بچہ بڑا ہوا اس کا سیاہ رنگ مٹتا گیا یہاں تک کہ سیاہی بالکل جاتی رہی لیکن اس کے باوجود اسکا نام کالا ہی پڑ گیا اب جب بھی اس کو پکارا جاتا ہے تو کالا کہہ کر پکارا جاتا ہے شروع میں بطور وصف یہ نام لیا گیا پھر یہ علم بن گیا۔

وصف عارضی: وصف عارضی کا مطلب یہ ہے کہ جس کلمہ کو وضع کیا ہو اس وقت اسمیں وصف کے معنی نہ پائے جائیں بعد میں کسی عارض کی وجہ سے وصف کے معنی پائے جائیں جیسے اربع یہ لفظ ایک عدد معین کے لیے وضع کیا گیا ہے وصف کا معنی اس میں نہیں ہے البتہ اس کا استعمال وصف کے لیے بھی ہوتا ہے جیسے "مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ" اس مثال میں اربع وصف کے لیے ہے لیکن اس کی وصفیت عارضی ہے اس لیے یہ منصرف ہے۔

قاعدہ

وصف علمیت کے ساتھ جمع نہیں ہوتا کیونکہ وصف کی دلالت ذات مبہم پر ہوتی ہے اور علم کی دلالت ذات معین پر ہوتی ہے یا یہ ہے کہ وصف نکرہ ہوتا ہے اور علم معرفہ نکرہ اور معرفہ اکٹھے نہیں ہو سکتے اس لیے ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی کلمہ غیر منصرف ہو اس میں ایک سبب وصف اور دوسرا سبب علم ہو۔

تانیث

ہر اس اسم کو کہتے ہیں جس میں تانیث کی علامت ہو

تانیث کی اقسام

تانیث کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ تانیث لفظی ۲ تانیث معنوی

تانیث لفظی جس میں تانیث کی علامت لفظا موجود ہو جیسے "فَاطِمَۃُ، عَائِشَۃُ، قَارِیَۃٌ."

قاعدہ

تانیث بالتاء کے غیر منصرف ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ کسی کا علم ہو جیسے "طَلْحَۃ، حَنْظَلَۃ، حَمْزَۃ"

قاعدہ

تانیث بالتاء لفظی کے لیے علمیت کو شرط قرار دیا کیونکہ تانیث لفظی عارضی چیز ہے اور عارضی چیز محل زوال میں ہوتی ہے۔ تو علمیت کی وجہ سے تانیث لازم ہو جائے گی۔ کیونکہ اعلام تغیر و تصرف سے محفوظ ہوتے ہیں جیسے "طَلْحَۃ"، یہ غیر منصرف ہے اس لیے کہ دو سبب موجود ہیں علمیت اور تانیث بالتاء لفظی۔

نوٹ

تا مذکر کے لیے بھی آتی ہے جیسے "ھَمْزَۃ" اور تا مبالغہ کے لیے بھی جیسے "عَلَّامَۃ، عَاصَۃ"

قاعدہ

تانیث لفظی بالتاء میں تا اگرچہ مذکر میں ہو وہ پھر بھی منع صرف کا سبب ہے جیسے، طَلْحَۃ، اور علمیت دوسرا سبب اگر موجود ہو تو کلمہ غیر منصرف ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ علامت تانیث

لفظوں میں ہو خواہ وہ مذکر کا نام ہو یا مونث کا بہرحال وہ غیر منصرف کا سبب ہوگا۔

سوال: طلحة وغیرہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی اجمعین کے نام ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم مذکر ہیں اور ان میں تائے تانیث پائی جاتی ہے؟

جواب: نحوی لوگ معانی اور ذات سے بحث نہیں کرتے وہ الفاظ سے بحث کرتے ہیں۔لہذا جب الفاظ میں تانیث کی علامت موجود ہوگی تو اسکو مونث کہیں گے خواہ وہ مذکر کے نام ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ تانیث لفظی تذکیر حقیقی کو زائل نہیں کرتی۔اس وجہ سے، طلحہ، وغیرہ مذکر ہیں غیر منصرف کا سبب بنتے ہیں تانیث لفظی کا لحاظ ہوگا۔علمیت اور تانیث لفظی کی وجہ سے، طلحہ، غیر منصرف ہوگا۔

فائدہ

صحابہ کرام کے اسماء جو علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

عروة عکاشة عکرمة ربیعة فضالة قتادة

مغیرة بن شعبة اسامة حارثة حذیفة سفینة

بریدة سمرة (رضوان اللہ علیھم اجمعین)

۲۔تانیث معنوی

جس میں تانیث کی علامت لفظا نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو جیسے "زَینب، شَهْنَازْ" وغیرہ

تانیث معنوی کے غیر منصرف پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔

1۔جائز

اگر اس میں صرف علمیت پائی جائے تو اس کا غیر منصرف پڑھنا جائز ہے واجب نہیں جیسے ہِنْدٌ "

2۔ واجب

تانیث معنوی کے واجب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ امور ثلاثہ میں سے کوئی امر ہو۔

ا۔ ثلاثی تین حرف سے زائد جیسے "زَیْنَبْ"،

۲۔ ثلاثی ہو لیکن درمیان والا حرف متحرک ہو جیسے " سَقَرَ "
۳۔ وہ کلمہ عجمی ہو عربی نہ جیسے مَاہٌ، اور، جُوْرٌ، (یہ دونوں شہر ہیں)۔
ان کا غیر منصرف پڑھنا واجب ہے۔
تانیث معنوی کا چوتھا حرف تائے تانیث کے قائم مقام ہوتا ہے گویا کہ تانیث وہاں بالفعل موجود ہے جیسے زَیْنَبُ، عَقْرَبُ جبکہ علم ہو۔

فائدہ

تانیث لفظی کی اور بھی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ تانیث لفظی بالالف مقصورہ ۲۔ بالالف ممدودہ

جو تانیث الف مقصورہ اور الف ممدودہ کے ساتھ ہو ان کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے کوئی شرط نہیں بلکہ ان دونوں میں ہر ایک دو سبب کے قائم مقام ہے جیسے "حُبْلٰی، کُبْرٰی، حَمْرَاءُ، صَحْرَاءُ".

فائدہ

• الف مقصورہ کی احترازی مثالیں۔

۱۔ حتی اور ما غیر منصرف نہیں بن سکتے کیونکہ یہ حرف ہیں مبنی ہیں اور غیر منصرف اسم معرب ہوتا ہے۔
۲۔ دعا یہ ماضی کا صیغہ ہے اور ماضی مبنی ہے اور فعل ہے جب کہ ہماری بحث معرب اور اسم سے ہے
۳۔ یخشی یہ مضارع کا صیغہ ہے اور معرب ہے لیکن یہ فعل ہے اور ہماری بحث اسم سے ہے۔
۴۔ ھذا مبنی ہے اور اسم غیر متمکن ہے جبکہ ہماری بحث اسم معرب اور اسم متمکن سے ہے۔
۵۔ المصطفیٰ یہ اسم متمکن تو ہے لیکن الف مقصورہ ہے جو کہ واؤ سے بدل کر آیا ہے جبکہ ہماری بحث ایسے الف سے ہے جو کہ زائدہ ہو۔

الف مقصورہ کی مطابقی مثالیں۔

"سُکْرٰی، صُغْرٰی، حُبْلٰی" ان مثالوں میں الف مقصورہ زائدہ بھی ہے اور تانیث کا بھی ہے۔

نوٹ

فعل کے آخر میں الف مقصورہ آتا ہے لیکن اسے الف مقصورہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ فعل پر جر کی وجہ سے کسرہ یا تنوین نہیں آتی۔

فائدہ

تانیث مقصورہ اور ممدودہ میں ایک سبب دوسرے کے قائمقام ہوتا ہے اس لیے کہ ان دونوں میں یہ خوبی ہے جس کلمہ پر آ جائیں اس کو لازم ہیں خواہ وقف ہو یا غیر وقف جیسے "حُبْلٰی حَمْرَاءُ" بخلاف "ۃ" تانیث کے کہ وہ وقف کی حالت میں "ھا" بن جاتی ہے گویا کہ تانیث مقصورہ ممدودہ میں دو سبب ہوں گے۔

۱۔ تانیث ۲۔ لازم تانیث

معرفہ

وہ اسم جو کسی کا علم ہو جیسے "أَحْمَدُ، زَيْنَبُ" احمد میں دوسرا سبب وزن فعل ہے زینب میں دوسرا سبب تانیث معنوی ہے۔

معرفہ کی سات اقسام میں سے صرف علم غیر منصرف کا سبب بنتا ہے باقی صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں کلمہ یا تو منصرف ہو جاتا ہے یا مبنی۔

قاعدہ

معرفہ غیر منصرف کے اسباب میں سے وصف کے علاوہ باقی اسباب منع صرف کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔

عجمہ

لفظ کا غیر عربی ہونا، اس کے سبب بننے کے لیے شرط ہے کہ علم ہو۔ عجمہ کو پہچاننے کا طریقہ کہ اسے ائمہ نے نقل کیا ہو اسمائے عربیہ کے اوزان سے اسم نکل چکا ہو جیسے "اِبْرَاهِيْمُ" اسم رباعی اور خماسی ہو۔

فائدہ

عرب کی یہ عادت ہے کہ جس لفظ کا تلفظ مشکل سمجھتے ہیں اس میں تغیر اور تصرف کرتے ہیں۔ جس وقت عجمی لفظ عربی کی طرف منتقل ہوا اس میں ثقل تھا اس میں بھی تغیر اور تصرف کرنا تھا تو عجمہ کو تغیر وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے لیے علمیت کی شرط لگا دی تاکہ ثقل باقی رہے اور ثقل کی وجہ سے کلمہ غیر منصرف پڑھا جاتا ہے۔ عجمہ غیر منصرف کا سبب تب ہوگا۔ جب چند شرائط پائی جائیں گی۔

ا۔ عجمی زبان میں علم ہو عجمی زبان میں علم ہونا دو قسم پر ہے۔

ا۔ حقیقی ۲۔ حکمی

ا۔ حقیقی

ایک لفظ عجمی زبان میں بھی علم ہو اور جس وقت وہ عربی زبان کی طرف نقل کیا گیا تو وہ بطور علم ہی استعمال کیا جائے جیسے ابراہیم۔

۲۔ حکمی

ا۔ ایک لفظ عجمی زبان میں تو علم نہ ہو جس وقت عربی زبان میں بغیر تصرف کے نقل کیا جائے تو بطور نام ہی استعمال کیا جائے جیسے قالون عجمی زبان میں ہر کھری چیز کو کہتے ہیں جب یہ عربی کی طرف نقل کیا گیا پھر قالون ایک قاری کا نام رکھ دیا گیا۔

۲۔ تین حرف ہوں تو درمیانہ حرف متحرک ہو یا تین حرفوں سے زائد ہو جیسے "شَتَرَ" "اِبْرَاهِيْمُ" "نُوْحٌ" منصرف ہے کیونکہ ثلاثی ہے اور اس کا درمیان والا حرف ساکن ہے۔

۳۔اگر وہ عجمہ ثلاثی ہو درمیانہ حرف ساکن ہو مونث کا علم ہو تو اسے غیر منصرف پڑھنا واجب ہے جیسے "مَاهُ' جُوْرُ' بَلْخُ' حِمْصُ" وغیرہ ان سب میں ایک سبب عجمہ اور دوسرا سبب علم ہے اور علم بھی مونث کا ہے۔

۴۔ثلاثی مونث کا علم عربی ہو تو منصرف اور غیر منصرف پڑھنا جائز ہیں۔جیسے "هِنْدٌ اور هِنْدُ"۔

جمع

جمع سے مراد جمع منتہی الجموع ہے جو ایک سبب دوسببوں کے قائم مقام ہے ایک سبب جمع کا ہونا اور دوسرا جمع کا لازم ہونا ہے کہ اس جمع کے بعد مزید جمع مکسر نہیں بنائی جا سکتی اس طرح اس میں دوسبب جمع ہو گے ایک وقتی جمع اور دوسرا دائمی جمع۔

قاعدہ

صیغہ جمع منتہی الجموع کے پہلے دوحرفوں پر فتحہ ہوتا ہے تیسری جگہ جمع منتہی الجموع کا الف اگر اس کے بعد ایک حرف مشدد ہے تو اس کی حرکت عامل کے مطابق ہوگی اور دو حرف ہیں تو پہلے حرف کو کسرا دوسرے حرف کو یا ساکنہ سے تبدیل کریں گے اور تیسرا حرف عامل کے مطابق ہوگا جیسے مَصَابِيْحُ۔

قاعدہ

اگر صیغہ جمع منتہی الجموع کے آخر میں ۃ آجائے جو کہ وقفی حالت میں ہ بن جاتی ہے تو وہ منصرف ہوگا۔جیسے "فَرَازِنَةٌ' صَيَاقِلَةٌ" یہ دونوں علم منصرف ہیں۔

ترکیب

دو یا دو سے زائد کلموں کا ایک ہونا ترکیب کی تمام اقسام میں سے صرف ایک قسم مرکب منع صرف غیر منصرف کا سبب بنتی ہے جس کے لیے علمیت شرط ہے جیسے "بَعْلَبَكُ' مَعْدِ يْكَرِبُ' حَضَرَ مُوْت، قَاضِيْ خَان"۔

الف ونون زائدتان

الف ونون زائدتان کے استعمال کے دو طریقے ہیں۔

ا۔کبھی اسم میں پایا جاتا ہے کبھی صفت میں اگر اسم میں پایا جائے تو اس کے لیے علیت شرط ہے جیسے "عمران 'عثمان 'نعمان ،شعبان"۔

فائدہ

اسم تین چیزوں کے مقابلہ میں آتا ہے۔

1۔فعل اور حرف کے مقابلہ میں۔

2۔کنیت' لقب اور تخلص کے مقابلے میں۔

3۔صفت کے مقابلے میں یہاں پر وہ اسم مراد ہے جو صفت کے مقابلے میں ہو اگر الف اور نون زائدتان صفت میں پائے جائیں تو پھر غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس صفت کی مونث (فعلانۃ) کے وزن پر نہ آئے جیسے سکران اس کی مونث (فعلی) کے وزن پر سکری ہے اس کی مونث سکرانۃ (فعلانۃ) کے وزن پر نہیں ہے۔اس لیے سکران غیر منصرف ہے یا الف ونون زائدتان ایسی صفت کے آخر میں آجائیں جس کی مونث ہی نہ ہو جیسے "رحمن" یہ غیر منصرف ہے

فائدہ

صحابہ کرام کے اسماء جو علیت اور الف نون زائدتان کی وجہ سے غیر منصرف ہیں

سفیان سلیمان سلمان صفوان عتبان عثمان

عمران لقمان مروان نعمان ثوبان(رضوان اللہ علیھم اجمعین)

''حسان' عفان' یہ افعال کے وزن پر مبالغہ کے صیغے ہیں منصرف ہیں۔

وزن فعل

ہر وہ اسم جو کسی ایسے وزن پر آجائے جو صرف فعلوں کے ساتھ خاص ہے اسم میں وہ وزن فعل سے نقل ہو کر آیا ہو جیسے "شَمَّرَ" یہ وزن فعل کا ہے بعد میں اسے فعل سے نقل کر کے ایک گھوڑے کا نام رکھ دیا گیا ہے اسی طرح "دُئِل" قلعہ کا نام "ارقم" قبیلہ کا نام یہ فعل سے اسم کی طرف نقل کیے گئے ہیں۔

اگر علم ایسے وزن پر آجائے جو کہ اسموں اور فعلوں دونوں میں پایا جاتا ہے تو اس کے غیر منصرف ہونے کے لیے شرط ہے کہ اس کے اول میں حروف اتین میں سے کوئی حرف آجائے جیسے "احمد "تغلب" احمر"۔

اگر اس کے آخر میں ،،تاء،، ہو تو وہ منصرف ہو جاتا ہے جیسے "یعملة" تاء کی شرط اس لیے لگائی کہ تائے متحرک اسم کا خاصہ ہے جس کی وجہ سے اسمیت والی جہت قوی ہو جائے گی اور فعل کے ساتھ مشابہت ضعیف ہو جائے گی تو اس کو غیر منصرف کیسے پڑھا جا سکتا ہے۔

صحابہ کرام کے نام جو وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ، حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ، حضرت اشیم رضی اللہ عنہ، حضرت اقرع بن حابس، حضرت اسقع رضی اللہ عنہ، حضرت یحیٰ بن اسید رضی اللہ عنہ، حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ۔

فائدہ

غیر منصرف کی بحث سے معلوم ہوا کہ تین قسم کے اسماء غیر منصرف استعمال ہوتے ہیں۔

۱۔اعلام　　۲۔صفات　　۳۔اسماء

انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے نام منصرف ہیں یا غیر منصرف

انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں میں سات نام منصرف ہیں "محمد ﷺ، شعیب علیہ

السلام٬ صالح علیہ السلام کے اسماء گرامی" یہ تین نام منصرف ہیں کیونکہ یہ عربی ہیں ان میں صرف ایک سبب ہے علم" ہود علیہ السلام٬ نوح علیہ السلام٬ لوط علیہ السلام٬ شیث علیہ السلام" یہ نام منصرف ہیں کہ یہ عجمہ تین حرفی ہیں اور درمیان والا حرف ساکن بھی ہے عزیر میں دو وجہیں ہیں اگر تعویر سے عربی ہو تو منصرف ہوگا اگر عجمی ہو تو غیر منصرف ہوگا۔

باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے نام غیر منصرف ہیں ان انبیاء کرام علیہم السلام کے نام جو قرآن مجید میں آئے ہیں اور وہ غیر منصرف ہیں۔

۱. ابراهيم عليه السلام ۲. اسحاق عليه السلام ۳. اسماعيل عليه السلام
۴. يعقوب عليه السلام ۵. يوسف عليه السلام ۶. موسى عليه السلام
۷. عيسى عليه السلام ۸. داؤد عليه السلام ۹. سليمان عليه السلام
۱۰. ايوب عليه السلام ۱۱. زكريا عليه السلام ۱۲. يحيى عليه السلام
۱۳. هارون عليه السلام. ۱۴. ابوالبشر سيدنا حضرت آدم عليه السلام

اور ان میں دو سبب علم اور عجمہ پائے جاتے ہیں سلیمان میں علمیت اور الف نون زائدتان یا علم اور عجمہ دو سبب پائے جاتے ہیں۔

ملائکہ کے نام

ملائکہ کے نام میں سے چار نام عربی ہیں "رضوان٬ منکر٬ نکیر٬ مالک" ان میں سے "رضوان" غیر منصرف ہے اس میں دو سبب ہیں علمیت اور الف نون زائدتان باقی تین منصرف ہیں ان چار عربی ناموں کے علاوہ باقی سب عجمہ اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہیں جیسے "جبریل٬ میکائیل٬ اسرافیل" وغیرہ۔

اسلامی مہینوں کے نام

اسلامی مہینوں کے بارہ ناموں میں سے چھ منصرف اور چھ غیر منصرف ہیں۔

چھ غیر منصرف

"رمضان، شعبان" علم اور الف نون زائدتان کی وجہ سے غیر منصرف ہیں "جمادی الاُولٰی، جمادی الاُخریٰ" الف مقصورہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔ "صفرُ، رجبُ" عدل اور علم کی وجہ سے غیر منصرف ہیں یہ الصفر اور الرجب سے معدول ہیں۔
ان کے علاوہ باقی منصرف ہیں۔

شیطان کے نام

"اِبلیسُ، عزازیلُ" علم اور عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

قبیلے اور جگہ کے نام

اگر قبیلے اور جگہ کے ناموں میں سے تانیث معنوی کے علاوہ دو سبب موجود ہوں تو یہ ہمیشہ غیر منصرف ہوں گے جیسے "تغلب" اگر تانیث معنوی کے علاوہ دو سبب نہیں تو پھر دیکھیں گے کہ عرب سے منصرف سنے گئے ہیں یا غیر منصرف اگر غیر منصرف ہے تو پھر ہمیشہ غیر منصرف پڑھیں گے جیسے "مجوسُ، دِمشقُ" اگر عرب سے منصرف سنا گیا ہے تو منصرف پڑھیں گے جیسے "بنوکلبٍ، بنوثقیفٍ، حُنَینٍ"۔

مبنیات

جس کا آخر عامل کے آنے سے تبدیل نہیں ہوتا۔

۱۔تمام حروف (ان وغیرہ) ۲۔فعل ماضی ۳۔امر حاضر معروف ۴۔فعل مضارع جب اس کے ساتھ نون تاکید یا نون ضمیر متصل ہو ۵۔جملہ ۶۔اسم متمکن جب ترکیب میں واقع نہ ہو یہ تمام مبنی ہیں۔

پہلی تین قسمیں مبنی الاصل ہیں اور جملہ بھی بعض کے نزدیک مبنی الاصل ہے۔

وہ اسماء جو مبنی الاصل کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں وہ آٹھ ہیں۔

۱۔ضمائر ۲۔اسماء اشارہ ۳۔اسماء موصولہ ۴۔اسماء افعال ۵۔اسماء اصوات ۶۔مرکبات ۷۔اسم کنایات ۸۔اسماء ظروف۔

انہیں اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں کہا جاتا ہے۔

1۔مضمرات

ضمیریں (ضمیر) ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو۔

اعتراض: مضمرات کی بحث کو اسم غیر متمکن کی باقی اقسام سے مقدم کیوں کیا؟

جواب: اسم غیر متمکن کی اقسام میں سے مضمرات کے بیان کو مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے مبنی ہونے اور معرب نہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس کے مبنی ہونے کی وجہ سے حروف کے ساتھ مشابہت ہے جس طرح حروف اپنا معنی دینے میں دوسرے کلمہ کے محتاج ہیں اسی طرح مبنی اپنا معنی دینے میں تقدم ذکر، حضور، خطاب، وغیرہ کے محتاج ہیں۔

نوٹ: ضمائر کی تفصیل مضمرات کی بحث میں دیکھیں۔

۲۔اسم اشارہ

اس اسم کو کہتے ہیں جس کو کسی معین (محسوس اور کالمحسوس) کی طرف اشارہ کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو اور وہ پانچ الفاظ ہیں اور چھ معانی کے لیے ذا مذکر کے لیے ذان ذہن تثنیہ مذکر کے لیے تا وتی وذی وتہ وذہ وتہی وذھی مونث کے لیے تان و تہن تثنیہ مونث کے لیے اولاء مد اور قصر کے ساتھ دونوں کی جمع کے لیے اور کبھی اسم اشارہ کے شروع میں ھاء تنبیہ کا داخل کر دیا جاتا ہے۔جیسے ھذا و ھذان اس لیے کہ اسم اشارہ سے مقصود مخاطب کو تنبیہ کرنا ہے پس تنبیہ اس کے شروع میں لایا جاتا ہے تاکہ مخاطب مقصود سے غافل نہ ہو۔جس کی طرف اشارہ کیا جائے اس کو مشار الیہ کہتے ہیں مشار الیہ کے قریب اور بعید ہونے کے اعتبار سے اسم اشارہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔اسم اشارہ قریب جیسے "ھٰذَا کِتَابٌ" (یہ کتاب ہے)۔

۲۔اسم اشارہ بعید جیسے "ذٰلِکَ الْکِتَابِ" (وہ عظیم الشان کتاب)۔

اسم اشارہ اور اسم ضمیر کے درمیان فرق

اسم اشارہ کی وضع کسی معین اور محسوس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہے اور اسم ضمیر کی یہ تعریف نہیں ہے اسم اشارہ اسم ضمیر کی بجائے اظہار کا فائدہ دیتا ہے۔مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ سورۃ یونس میں ارشاد فرماتا ہے "قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا" (آپ کہیے کہ اللہ کا فضل اور اسکی رحمت کے سبب سے سو اسکی وجہ سے مسلمان خوشی منائیں) اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمۃ سے مراد حضور ﷺ ہیں حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بفضل اللہ سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں اور ابو شیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے وبرحمتہ میں رحمت سے مراد سیدنا محمد ﷺ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہیں اور باری تعالیٰ کا ارشاد ہے "اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ" یاد کرو اللہ کی نعمت کو

جو تم پر ہے اس آیت مقدسہ میں علیکم ہے علیکم ہوتا تو بات ختم ہو جاتی یہاں بات ختم نہیں ہوئی بلکہ علیکم سے مراد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ہر زمانے کے مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرنے کا حکم ہر زمانے کے مسلمان کو حکم دیا گیا ہے۔ بخاری شریف ج 2 ص 566 پر ہے "مُحَمَّدٌ نِعْمَةَ اللّٰهِ" (حضرت محمد ﷺ اللہ کی نعمت ہیں)۔ بخاری شریف کے یہ الفاظ ترکیب کے اعتبار سے مبتداء خبر ہیں جس کا مطلب ہے محمد ﷺ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ جیسے " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہر زمانے میں ہیں۔ اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا اس حکم پر عمل کا بہترین ذریعہ ہے۔

" قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا " میں فضل کے بعد رحمت کا ذکر ہے جو عام کے بعد خاص کے قبیلہ سے ہے۔ اور شدت اہتمام کی طرف اشارہ ہے اور سب سے بڑی دلیل ذالک اسم اشارہ مشار الیہ بعید کے لیے ہے جیسے ذٰلک اور تلک اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ وہ عظیم الشان کتاب یعنی کتاب مرتبے کے اعتبار سے بہت بعید ہے اللہ تعالیٰ کا ایک اور جگہ ارشاد ہے" تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس ہستیوں کا ذکر کیا تو اسم اشارہ بعید تلک شروع میں۔ ذکر کر کے فرما دیا کہ اے قرآن کو پڑھنے والے یہ سمجھ کہ انبیاء کرام کے درجے بہت اونچے ہیں۔ ان کے درجات کو کم نہ سمجھنا وہ تیری فکر اور سمجھ سے بھی آگے ہیں" فبذالک فلیفرحوا" میں ذلک اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ چاہیے کہ وہ ایسے خوشی کریں جو کہ ظاہر ہو اسی وجہ سے مسلمان میلاد مصطفیٰ ﷺ کی بارہ ربیع الاول کو خوشی مناتے ہیں جو کہ فبذلک کے مفہوم کے عین مطابق ہے یہ بات اتنی واضح اور روشن ہے کہ اگر کسی غیر پڑھے لکھے مسلمان سے بھی پوچھا جائے کہ اس دن مسلمان کس بات کی خوشی مناتے ہیں تو وہ بھی کہے گا کہ" خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی"

فائدہ

اسم اشارہ واحد اور جمع مبنی ہیں لیکن مثنی میں معرب ہیں جیسے حالت "رفع میں ھٰذانِ، ھَاتَانِ" حالت نصب وجر میں ھٰذَیْنِ، ھَاتَیْنِ۔

قواعد

☆ اسم اشارہ کے بعد نکرہ آجائے تو اسم اشارہ کو مبتدا بنائیں گے نکرہ کو خبر بنائیں گے جیسے "ھٰذا کِتَابٌ" (یہ کتاب ہے)۔

☆ اسم اشارہ کے بعد علم آجائے یا مضاف پھر بھی مبتدا خبر بنیں گے جیسے "ھٰذا زَیْدٌ، ھٰذا غُلَامُ زَیْدٍ"۔

☆ اسم اشارہ کے بعد معرف باللام یا اسم موصول ہو تو عموماً ترکیب کرنے کے تین طریقے ہیں۔

۱۔ اسم اشارہ کو موصوف اور مابعد کو صفت بنائیں گے جیسے "ذٰلِکَ الْکِتَابُ"۔

۲۔ اسم اشارہ کو مبدل منہ اور مابعد کو بدل بنائیں گے۔

۳۔ اسم اشارہ کو معطوف مبین اور مابعد کو عطف بیان بنائیں گے۔

تراکیب

"ھٰذا قَلَمٌ جَمِیْلٌ"

ھا تنبیہ کے لیے ذا اسم اشارہ مبنی بر سکون محلاً مرفوع مبتدا قلم موصوف جمیل صفت موصوف صفت مل کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

"ھٰذا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ"

"ھذا اسم اشارہ مرفوع محلاً مبتدا من جار فضل لفظاً مجرور مضاف ربی مضاف ی مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق ثبت کے ثبت فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل

کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"اِجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا"

اجعل فعل امر انت ضمیر مستتر محلا مرفوع فاعل ھذا اسم اشارہ البلد مشار الیہ اسم اشارہ مشار الیہ مل کر مفعول بہ اول امنا مفعول بہ ثانی اجعل فعل کے فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اسماء موصولہ کا بیان

اسم موصول کی تعریف

اسم موصول جو صلہ کے بغیر جملہ کی مکمل جز نہیں بنتا الذین اسم موصول کا معنی ہے وہ لوگ اگر آپ وہ لوگ کہتے ہیں یہ اسم موصول نامکمل ہے اور نہ معلوم بھی ہے جب آپ اس کے ساتھ صلہ ملائیں گے تو یہ مکمل ہو جائے گا اور معلوم بھی ہو جائے گا جیسے " اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ" (وہ لوگ وہ ہیں جو غیب کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں)۔

اسم موصولہ درج ذیل ہیں۔

اَلَّذِیْ ،اَلَّذَانِ ،اَلَّذِیْنَ مذکر کے لیے

اَلَّتِیْ ،اَللَّتَانِ ،اَللَّاتِیْ ،اَللَّوَاتِیْ اَللَّاءِ مونث کے لیے۔

اسی طرح لفظ مَا ،مَنْ ،اَیٌّ ،اَیَّةٌ بھی اسم موصول ہیں۔

اعتراض

اسم اشارہ اسم موصولہ اپنا معنی دینے میں دوسرے کلمہ کے محتاج ہیں اسم اشارہ مشارالیہ کا اسم موصول صلہ کا محتاج ہیں اس کے باوجود یہ اسماء ہیں حروف نہیں ہیں۔ حالانکہ ان کو حروف ہونا چاہیے۔

جواب:

اسمائے اشارہ اور اسمائے موصولہ اصل وضع کے اعتبار سے اپنے معانی پر دلالت کرتے ہیں اگرچہ استعمال میں مشارالیہ اور صلہ کے محتاج ہیں۔

فائدہ

اسم موصول واحد اور جمع مبنی ہیں لیکن مثنیٰ معرب ہوتا ہے جیسے اَللَّذَانِ اَللَّذَیْنِ ۔

اسماء موصولات کے قواعد

☆ الف اور لام اسم فاعل، اسم مفعول پر آتا ہے اور اسم موصول کے معنی میں ہوتا ہے اور اسکا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتا ہے بشرطیکہ الف لام عہد خارجی نہ ہو ورنہ ابہام نہ ہوگا اور اسم فاعل اور اسم مفعول کا معنی تجدد وحدوث والا ہو دوام واستمرار والا نہ ہو ورنہ یہ صفت مشبہ ہوگا اور صفت مشبہ پر الف لام موصولی نہیں ہوتا۔

☆ صلہ ہمیشہ موصول سے موخر اور متصل ہوتا ہے۔

☆ موصول کے لیے صلہ کا ہونا ضروری ہے خواہ موصول حرفی ہو یا موصول اسمی۔

موصول حرفی پانچ ہیں۔

۱۔ اَنْ ۲۔ اَنَّ ۳۔ مَا ۴۔ لَوْ ۵۔ کَیْ

☆ صلہ ہمیشہ جملہ خبریہ ہوتا ہے موصول اسمی کے صلہ میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو کہ موصول کی طرف لوٹے کبھی ضمیر کی طرح اسم ظاہر بھی آتا ہے اگر جملہ (صلہ) میں لوٹنے والی ضمیر نہیں ہوگی تو وہ صلہ نہیں بن سکے گا اگر لوٹنے والی ضمیر مفعول بہ کی ضمیر ہوگی اس کو حذف کرنا جائز ہے۔

☆ موصول کے لیے جملہ صلہ ہونا اور پھر جملہ خبریہ ہونا اور صلہ میں عائد کا (لوٹنے والی ضمیر) کا ہونا اس لیے ضروری ہے کہ صلہ آتا ہے بیان کے لیے اور بیان جملہ ہی کے ذریعے ہوسکتا ہے اور خبریہ ہونا اس لیے ضروری ہے کہ صلہ کا تعلق اور ربط ہوتا ہے موصول کے ساتھ جملہ انشائیہ ربط کو بالکل قبول نہیں کرتا اور عائد کا ہونا اس لیے ضروری ہے تاکہ موصولہ صلہ کے درمیان ربط ہو جائے ورنہ جملہ ربط کو قبول نہیں کرتا۔

☆ موصول خاص اَلَّذِیْ اَلَّذِیْنَ کے لیے لوٹنے والی ضمیر کے درمیان مطابقت ہونا ضروری ہے اور موصول عام من وما کے لیے دو وجہ جائز ہیں لفظ کی رعایت کرنا معنی کی رعایت کرنا لفظ کی رعایت کرتے ہوئے ان کی طرف ضمیر واحد لوٹاتے ہیں اور معنی کا لحاظ کرتے ہوئے جمع کی ضمیر لوٹا سکتے ہیں۔ جیسے " وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَاهُمْ

یسْمُوْمِنِیْن "اس مثال میں یقول کی ھو ضمیر لوٹ رہی ہے من کی طرف من موصولہ مفرد ہے معنی جمع کا دیتا ہے لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے واحد کا صیغہ لائے اور معنی کا لحاظ کرتے ہوئے وما ھم بمومنین میں ھم ضمیر من کی طرف لوٹ رہی ہے۔

☆ اسم موصول کے بعد اگر اکیلا جار مجرور یا ظرف آجائے تو وہ صرف فعل محذوف سے ہی متعلق ہوں گے ظرف کو فعل محذوف کا مفعول فیہ بنا کر اور جار مجرور کو فعل محذوف کے متعلق کرکے جملہ فعلیہ بنا کر صلہ بنائیں گے جیسے "مَاقَبْلَهَا 'مَابَعْدَهَا مَامَوْصُوْلَہ قَبْلَهَا بَعْدَهَا مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ فعل محذوف ثبت کا ثبت فعل اپنے ھو ضمیر فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا اس طرح جار مجرور کی مثال بنالیں۔

نوٹ: قبلھا مضاف مضاف الیہ مل کر فعل کے متعلق کیے بغیر ما موصولہ کا صلہ نہیں بن سکتا اگر بنا لیا جائے تو غلط ہے۔

☆ موصول کلام میں عمدہ ہونے کی وجہ سے محذوف نہیں ہوتا البتہ صلہ محذوف ہو جاتا ہے جیسے "مَنْ ضَرَبْتَهُ" کے جواب میں کہا جائے زید الذی۔

فائدہ: اسمائے موصولہ ترکیب میں فاعل 'مفعول 'مبتدا 'خبر وغیرہ واقع ہوتے ہیں لیکن اعراب محلی ہوگا۔

فائدہ

لفظ ذو قبیلہ بنی طی کی لغت میں الذی کے معنی میں ہے جیسے" جَاءَ ذُوْ ضَرَبَكَ اَیْ اَلَّذِیْ ضَرَبَكَ "(آیا وہ شخص جس نے تجھے مارا)۔

فائدہ

(ذو موصولی اور ذو صاحبی) ذو موصولی بمعنی الذی ہے اور ذو صاحبی کا معنی صاحب ہے ذو موصولی کا مدخول جملہ ہوتا ہے اور ذو صاحبی کا مدخول مفرد ہوتا ہے ذو موصولی مبنی ہوتا ہے اور ذو صاحبی معرب۔

من اور ما میں فرق

من ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے "مَنْ رَبُّکَ مَنْ نَبِیُّکَ" اور ما غیر ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے "مَا دِیْنُکَ" اور کبھی کبھی ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں جیسے "فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ" من ما کی جگہ ہے "وَمَا بَنٰهَا" ما من کی جگہ ہے اور کبھی ما دونوں کے لیے جیسے "يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"۔

سوال: ای اور ایۃ معرب پھر ان کو مبہمات میں ذکر کیوں کیا؟

جواب: ای اور ایۃ کی چار حالتیں ہیں۔

ایک حالت میں مبنی اور تین حالتوں میں معرب اس لیے ان کو مبہمات میں ذکر کر دیا اسم موصول کا صلہ جملہ ہوتا ہے اور جملہ کا جو پہلا جز ہے اس کو صدر صلہ کہتے ہیں ای اور ایۃ کی چار حالتیں۔

۱۔ ای اور ایۃ مضاف ہوں اور صدر صلہ بھی مذکور ہو جیسے "اَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ"۔

۲۔ ای اور ایۃ مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ بھی مذکور نہ ہو جیسے "اَيٌّ قَائِمٌ"۔

۳۔ ای اور ایۃ مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ مذکور ہو جیسے "اَيٌّ هُوَ قَائِمٌ"۔

۴۔ ای اور ایۃ مضاف ہوں اور صدر صلہ مذکور نہ ہو جیسے "اَيُّهُمْ قَائِمٌ"۔

پہلی تین حالتوں میں ای اور ایۃ معرب ہیں اور چوتھی حالت میں مبنی ہے۔

تراکیب

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ"

واؤ عاطفہ من جار مبنی بر سکون الناس مجرور لفظاً جار مجرور مل کر متعلق ثابت کے ثابت اسم فاعل اپنی ھو ضمیر فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر مقدم من موصولہ مبنی بر سکون یقول فعل ھو ضمیر راجع بسوئے من موصولہ فاعل امنا فعل نا ضمیر فاعل با جار مبنی بر کسر اسم جلالت اللہ مجرور لفظاً جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے امنا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مقولہ قائم مقام مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ من

موصولہ کا موصولہ اپنے صلہ سے ملکر مبتدا موخر مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ"

قد حرف تقلیل افلح فعل ماضی معروف المومنون لفظا مرفوع بالواؤ موصوف الذین اسم موصولہ ھم ضمیر مرفوع منفصل محلا مبتدائی جار صلوۃ مجرور بالکسر لفظا مضاف ھم ضمیر مجرور محلا مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق مقدم ہوا خاشعون اسم فاعل کا خاشعون مرفوع بالواؤ لفظا صیغہ صفت ھم ضمیر مستتر فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول اپنے صلہ سے مل کر صفت المومنون موصوف کی موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل ہوا افلح فعل کا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تمرین

طلباء ترکیب کریں۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ

لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ

جَاءَ ذُوْ ضَرْبِكَ

اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ

اسمائے افعال کا بیان

تعریف

وہ اسماء جو فعل کا معنی تو دیں اور اسکی علامتوں کو قبول نہ کریں جیسے "هَيْهَاتَ" بمعنی بعد (دور ہوا) رُوَيْدَكَ بمعنی خُذْ پکڑ بَلْهَ بمعنی دَعْ (چھوڑ)۔

وجہ تسمیہ

یہ ذات کے اعتبار سے اسم ہیں اور معنی کے اعتبار سے فعل ہیں یہ الفاظ معنی فعل کا ہی دیتے ہیں لیکن ان کی شکل اور ہیت فعل کی شکلوں میں سے نہیں ہے جیسے ھیھات کا معنی ہے دور ہوا اور یہ معنی بَعُدَ فعل ماضی کا دیتا ہے لیکن اس کو فعل ماضی نہیں کہہ سکتے ایک وجہ یہ ہے کہ فعل کی طرح اس کی گردان نہیں آتی دوسری وجہ یہ ہے کہ عربی زبان میں فعل ماضی کی چند شکلیں ہیں اس کی شکل ان سے خارج ہے اسم کے اوزان بے شمار ہیں اس لیے اس کو اسم کہہ دیا ان کو فعل نہیں کہہ سکتے کیونکہ فعل کے خواص کو قبول نہیں کرتے فعل ماضی قد اور تا کو قبول کرتی ہے اور مضارع جازم اور یا مخاطبہ کو قبول کرتا ہے یہ قبول نہیں کرتے۔

اسمائے افعال کی قسمیں

اسمائے افعال کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ ایسے اسماء جو امر حاضر کے معنی میں ہوں جیسے "رُوَيْدَ بَلْهَ" یہ دونوں "امہل" (تو چھوڑ) کے معنی میں ہیں "هَلُمَّ اِيْتِ" (تو آ) کے معنی میں ہے۔ "اٰمِيْنَ اِسْتَجِبْ" (قبول کر) کے معنی میں ہے "حَيْهَلْ اَقْبِلْ" (تو متوجہ ہو) کے معنی میں ہے "عَلَيْكَ اِلْزَمْ" (لازم پکڑ) کے معنی میں ہے یہ سب امر کے معنی میں ہیں۔

فائدہ

علیک کے پانچ صیغے آتے ہیں جیسے "عَلَیْکَ 'عَلَیْکُمَا 'عَلَیْکُمْ 'عَلَیْکِ 'عَلَیْکُنَّ " حدیث پاک میں ہے "عَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ" "عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ " عام طور پر اس کے مدخول پر با زائدہ آجاتی ہے۔

۲۔اسمائے افعال بمعنی ماضی

ایسے اسماء جو فعل ماضی کے معنی میں ہوں جیسے هَیْهَاتَ بمعنی بعد (دور ہوا) "شَتَّانَ" بمعنی "اِفْتَرَقَ" (جدا ہوا) "سَرْعَانَ" بمعنی "سَرُعَ" (جلدی کی)۔

عمل

اسمائے افعال بمعنی امر یہ اپنے مابعد اسم کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیتے ہیں اسمائے افعال بمعنی ماضی یہ اپنے مابعد اسم کو فاعلیت کی بناء پر رفع دیتے ہیں۔

فائدہ

اسمائے افعال مضاف واقع نہیں ہوسکتے جس طرح ان کا فعل مضاف واقع نہیں ہوسکتا ان کا معمول ان پر مقدم نہیں ہوسکتا اس لیے یہ عامل ضعیف ہیں لیکن امام کسائی کے نزدیک تقدیم جائز ہے دلیل قولہ تعالی کتاب اللہ علیکم اس طرح کی دوسری مثالوں کا جواب یہ ہے کہ تاویل کی جائے گی کہ کتاب اللہ فعل محذوف کا مفعول بہ ہے۔

اسمائے افعال جس فعل کے معنی میں ہوں گے انہی والا عمل کریں گے اسی طرح ان کا لازم اور متعدی ہونا بھی ان کے افعال پر موقوف ہے لیکن فرق یہ ہے انکا معمول مقدم نہیں ہوسکتا۔

تراکیب

عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ

علیکم اسم فعل بمعنی الزموا انتم ضمیر مستتر فاعل انفس مضاف کم مضاف الیہ مضاف مضاف

الیہ سے مل کر مفعول بہ الزم موافعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ

حی اسم فعل بمعنی اقبل صیغہ واحد مذکر حاضر امر حاضر معروف انت ضمیر مستتر محلا مرفوع فاعل علی جار الصلوۃ مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوئے فعل کے اقبل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اٰمِيْنَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

امین اسم فعل بمعنی استجب انت ضمیر مستتر محلا مرفوع فاعل رب مضاف منصوب لفظا العلمین مجرور بالیا لفظا مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

نوٹ

اسم فعل میں اگر اسم کا اعتبار کیا جائے تو جملہ اسمیہ انشائیہ ہوگا۔

اسمائے اصوات

اسم صوت ایسا اسم ہے جس سے کسی قسم کی آواز نقل کی جائے یا کسی جانور کو بلایا جائے جیسے "اح اح" کھانسی کے وقت کی آواز ہے اف درد کے وقت بولتے ہیں "بخ (خوشی کے وقت)" "نخ" (اونٹ بٹھانے کے وقت) "غاق" (کوے کی آواز)۔

مرکبات

مرکبات سے مراد یہاں مرکب بنائی وغیرہ ہیں جیسے "سیبویہ 'احد عشر "۔

اسمائے کنایات

جو عدد مبہم یا امر مبہم کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جیسے کَمْ، کَذَا، کَاَیِّنْ، کَیْتَ، ذَیْتَ، تفصیل گزر چکی ہے۔

اسمائے ظروف

اسم ظرف وہ اسم ہے جو فعل کے واقع ہونے کی جگہ یا وقت پر دلالت کرے اگر جگہ پر دلالت کرے تو اس کو ظرف مکاں کہتے ہیں اگر وقت پر دلالت کرے تو اس کو ظرف زماں کہتے ہیں

سوال: اسم ظرف صرف میں بھی استعمال ہوتا ہے اور نحو میں بھی ان میں فرق کی وضاحت کریں؟

جواب: صرف میں جو اسم ظرف استعمال ہوتا ہے وہ فعل سے مشتق ہوتا ہے فعل کے خاص واقع ہونے کی جگہ یا وقت پر دلالت کرتا ہے اور صرف سے اسم ظرف مفعل کے وزن پر آئے گا۔

اسمائے ظروف جو نحو میں استعمال ہوتے ہیں وہ مشتق بھی نہیں ہوتے فعل کے واقع ہونے کی خاص جگہ یا وقت پر دلالت نہیں کرتے بلکہ وہ مطلقا جگہ یا وقت کا معنی دیتے ہیں۔

ظرف زماں

اِذْ مَبْنِیٌ بَرْ سُکُوْ ن. مَتٰی ، کَیْفَ (مبنی بر فتح) اَیَّانَ (مبنی بر فتح) اَمْسِ (مبنی بر کسر. قَطُّ عَوْضُ (مبنی بر ضم) مُذْ مُنْذُ.

قَبْلُ بَعْدُ کی حالتیں

۱ قَبلُ وَبَعْدُ مضاف ہوں ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو تو یہ معرب ہوں گے۔ جیسے . مِنْ قَبْلِکَ، مِنْ بَعْدِہٖ

۲۔ قبل اور بعد کا مضاف الیہ نہ لفظوں میں ہو نہ ذہن میں ہو تو اس وقت یہ معرب ہوں گے جیسے؛ جَاءَ نِیْ زَیْدٌ مِنْ قَبْلٍ وَ مِنْ بَعْدٍ؛ آیا میرے پاس زید کسی سے پہلے اور کسی کے بعد۔

۳ قَبلُ وَ بَعْدُ کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو یعنی لفظوں میں نہ ہو ذہن میں ہو تو اس وقت یہ مبنی ہوں گے جیسے "لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ" یا جیسے کتابوں کے خطبے میں آتا ہے خطیب اپنے خطبوں میں پڑھتے ہیں "اَمَّا بَعْدُ"

ظرف مکاں

حَیْثُ (مبنی بر ضم) ، قُدَّامُ، فَوْقَ، تَحْتُ. قَبْلُ اور بَعْدُ بعض اوقات ظرف مکا ں کے لئے آتے ہیں ان کے علاوہ خلف .یمین .شمال .وراء .امام. اسفل دون ؛ وغیرہ ظرف مکاں ہیں بین مکان اور زمان کے لئے ہے لدن لدی مبنی علی السکون زمان اور مکان کے لئے۔

اذ ظرف للزمن الماضی

اور اس کے بعد جملہ واقع ہوتا ہے اور کبھی جملہ حذف کر دیا جاتا ہے اور تنوین اس کے عوض آتی ہے اور اس کا نام رکھا جاتا ہے تنوین عوض جیسے "وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ" (روم) "وَالْاَصْلُ يَوْمَ اِذْغُلِبَتِ الرُّوْمُ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ غُلِبَتِ الرُّوْمُ" جملے کو حذف کر دیا اس کے عوض تنوین لے آئے دو ساکن جمع ہو گئے ذال اور تنوین التقائے ساکنین کے اصل قاعدہ کے مطابق ذال کو کسرہ دے دیا۔

اذ کا استعمال

(۱) وہ ظرف کے لیے ہوتا ہے۔ "فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا"

(۲) اذ مفعول بہ بنتا ہے جب قرآن میں قصص کے اوائل میں ہوتا ہے واختار الزمخشری وابن عطیہ زمخشری اور ابن عطیہ نے اس کو اختیار کیا ہے اور یہ اعراب غالب ہے جیسے "واذ قال ربک للملئکۃ" اذ محل نصب میں فعل محذوف سے مفعول بہ ہے اسکی تقدیری عبارت اذکر فعل ہے۔

(۳) اسم زمان اس کی طرف مضاف کیا جاتا ہے جیسے "يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا"

اذ مفاجاۃ کے لیے آتا ہے اور وہ بینا اور بینما کے بعد واقع ہوتا ہے جیسے "بَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ اِذْ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ" میں بیٹھا تھا کہ اچانک عبداللہ آ گیا۔

فائدہ

ظرف مکاں محدود غیر مشتق پر ان کا نصب جائز نہیں ہے بلکہ ان سے پہلے حرف جر کا ہونا واجب ہے۔ جیسے "جَلَسْتُ فِی الدَّارِ اَقَمْتُ فِی الْبَلَدِ صَلَّیْتُ فِی الْمَسْجِدِ" مگر جب یہ دخل نزل اور سکن کے بعد واقع ہوں تو ان کا نصب جائز ہے۔

بَیْنَ

ظرف مکان اور زماں کے لیے ہے متعدد کی طرف مضاف ہوتا ہے اس میں واحد التین اور جمع برابر ہیں جیسے اس میں مذکر اور مونث برابر ہیں "لا نفرق بین احد من الرسل. لا نفرق بین جمع من الرسل"

لدن ولدی

یہ دونوں عند کے معنی میں ہیں مگر عند اور ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ عند میں شئی کا حاضر ہونا شرط ہے لدی اور لدن میں شئی کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے المال عندی اس وقت کہہ سکتے ہیں جب مال پاس ہو اور اس وقت بھی کہہ سکتے ہیں جب مال خزانے میں ہو قبضے میں ہو پاس نہ ہو لدی اس وقت استعمال ہوگا جب مال پاس ہو

لدن کے بارے میں غالب ہے کہ من کے ساتھ مجرور ہوتا ہے" کمافی الایۃ من لدنہ اور جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو نون وقایہ لازم ہے جیسے لدنی اور کبھی اس نون کو گرا دیا جاتا ہے پس کہا جائے لدنی اور مضاف ہوتا مفرد اور جملہ کی طرف۔ لدن اور لدی کے درمیان فرق یہ کہ لدن کلام میں عمدہ واقع نہیں ہوتا ہے پس نہیں کہا جائے گا لدنہ علم اور لیکن کہا جائے گا لدیہ علم۔

فائدہ

مبنی کے آخر میں تنوین نہیں آتی اگر منصرف کو مبنی بنائیں تو بھی تنوین نہیں آئے گی جیسے

"یا زید لا الہ الا اللہ "ان مثالوں میں "زید" اور الہ یا حرف ندا اور لائے نفی جنس کی وجہ سے مبنی ہو چکے ہیں اس لئے ان پر تنوین نہیں آتی۔

اسمائے استفہام

وہ اسماء جن کے ذریعے سے سوال کیا جاتا ہے وہ بھی مبنی ہوتے ہیں جیسے این مبنی بر فتح (کہاں) من مبنی بر سکون (کون) ما مبنی بر سکون (کیا چیز)۔

الف لام کی وضاحت اور حکم

الف لام کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔حرفی ۲۔اسمی

الف لام حرفی

الف لام حرفی وہ الف لام ہوتا ہے جو ذات کے اعتبار سے حرف ہو۔الف لام حرفی دو قسم پر ہے

ا۔زائدہ ۲۔غیر زائدہ

الف لام غیر زائدہ

الف لام غیر زائدہ اس الف لام کو کہتے ہیں جو اپنے مدخول کے معنی میں زیادتی پیدا کرے۔الف لام حرفی غیر زائدہ کی چار قسمیں ہیں۔

ا۔جنسی ۲۔استغراقی ۳۔عہد خارجی ۴۔عہد ذہنی

ا۔الف لام جنسی

وہ الف لام ہوتا ہے جس کے مدخول سے ماہیت مراد ہو افراد کا لحاظ نہ ہو جیسے الرجل خیر من المراۃ (جنس مرد جنس عورت سے بہتر ہے)

۲۔الف لام استغراقی

الف لام استغراقی وہ ہوتا ہے جس کے مدخول سے تمام افراد مراد ہوں۔ والعصر ان

الانسان لفی خسر الانسان پرالف لام استغراقی ہے الف لام استغراقی کی علامت یہ ہے کہ لفظ کل کا اسکی جگہ واقع ہونا صحیح ہوتا ہو۔

۳۔ الف لام عہد خارجی

الف لام عہد خارجی وہ ہوتا ہے جس کے مدخول سے وہ فرد معین مراد ہو جس کے ذکر پر قرینہ موجود ہو فعصی فرعون الرسول الف لام جوالرسول پر داخل ہے عہد خارجی کا ہے اس سے معین فرد موسیٰ علیہ السلام ہیں اور اس پر قرینہ ہے یہ کہ اس سے پہلے فرعون کا ذکر ہے الف لام عہد خارجی علامت یہ ہے کہ اس کی جگہ ضمیر غائب لانا درست ہے۔

۴۔ الف لام عہد ذہنی

الف لام عہد ذہنی وہ ہوتا ہے جس کے مدخول سے ایک غیر معین فرد مراد ہو جیسے۔ اخاف ان یاکله الذئب الذئب پر جوالف لام داخل ہے عہد ذہنی کا ہے تمام افراد مراد نہیں ہیں بلکہ ذئب کا کوئی ایک غیر معین فرد مراد ہے۔

الف لام زائدہ

الف لام زائدہ جو اپنے مدخول کے معنیٰ میں زیادتی پیدا نہ کرے مطلب یہ ہے کہ الف لام زائد تعریف کا فائدہ نہیں دیتا الف لام حرفی زائدہ یا تو اس کلمہ کو لازم ہوگا پس وہ اپنے مدخول سے جدا نہ ہوگا۔ وہ الف لام زائدہ لازم عوض کا بھی ہوسکتا ہے۔ جیسے اسم جلالت اللہ جو اصل میں الـہ تھا ہمزہ کو حذف کر کے اس کے عوض الف لام لگا دیا اور غیر عوض کا بھی ہوسکتا ہے۔ اور اس کی زیادتی اعلام میں بھی ہوتی ہے۔ جو اپنے وصف میں طے ہوتے ہیں مثلاً اللات، العزی الف لام حرفی زائدہ اس کلمہ کو لازم نہیں ہوگا۔ وہ الف لام زائدہ غیر لازم عوض کا بھی ہوسکتا ہے۔ الناس اور غیر عوض کا بھی ہوسکتا ہے۔ جیسے الفضل، الحارث، الرشید۔ یہ لام صرف تحسین کلام کے لیے آتا ہے اعلام اور مصادر پر داخل ہوتا ہے جیسے الفضل، النصر

الف لام اسمی

الف لام اسمی اس الف لام کو کہتے ہیں جو اسم موصول کے معنی میں ہو وہ اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ عہد یا جنس کا نہ ہو الف لام جب اسم فاعل واحد مذکر کے صیغے پر داخل ہوگا تو واحد اسم موصول مذکر کا معنی دے گا۔ اسی طرح اسم فاعل جمع مذکر پر دخول کے وقت اسم موصول جمع کا معنی دے گا۔ یعنی الذین کا معنی، اسم فاعل واحد مونث پر دخول کے وقت التی کا معنی دے گا اس طرح الف لام بمعنی اسم موصول چھ معانی دیتا ہے۔

اسم فاعل (صفت) کا صیغہ جب الف لام موصول کا صلہ واقع ہوتا ہے۔ تو وہ فعل کی قوت میں ہو جاتا ہے تو اس کا فعل پر عطف بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فَالْمُغِيْرَاتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا

لفظ کل

ایسا اسم ہے جو متعدد افراد کے استغراق کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ یا ایک فرد کے اجزاء کے عموم کے لیے اور نہیں استعمال ہوتا مگر لفظا یا تقدیرا اضافت سے اور وہ تکرار کا فائدہ دیتا ہے ما مصدریہ ظرفیہ کے دخول کے وقت جیسے " كُلَّمَا اَتَاكَ اَكْرِمْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا"

اور اس کا معنی اپنے مضاف الیہ کے مطابق ہوتا ہے پس اگر مذکر کی طرف مضاف کیا جائے تو اس کے معنی کی رعایت کرنا واجب ہے اور اس کے بعد ضمیر مفرد مذکر آئے گی۔ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ یا مفرد مونث آئے گی جیسے " كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ"

حروف جارہ

حروف جارہ سترہ ہیں بَا وَتَاوْ کَاف وَلَامُ و وَاوْ مُنْذُ، مُذْ، خَلَا، رُبَّ حَاشَا مِنْ عَدَا فِیْ عَنْ عَلٰی حَتّٰی اِلٰی ۔۔

حروف جارہ تین قسم پر ہیں.

1۔اصلی معنی دیں اور متعلق بھی ہوں۔

2۔ شبہ با لزائدہ ہوں معنی دیں اور متعلق نہ ہوں جیسے" حَاشَا ، خَلَا "

3۔زائدہ ہوں نہ معنی دیں اور نہ متعلق بنیں جیسے"کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا" ۔زائد اس کو کہتے ہیں جس کو کلام سے ہٹا دیا جائے تو اصلی معنی میں کوئی خرابی لازم نہ آئے البتہ حروف زائدہ تحسین کا فائدہ دیتے ہیں۔

فائدہ

بازائدہ کی دو قسمیں ہیں ا۔قیاسی ۲۔سماعی

قیاسی زیادتی

لیس کی خبر اور ما مشابہ بلیس کی خبر پر بازائدہ ہوتی ہے بازائدہ کا معنی نہیں ہوگا اور نہ متعلق بنائیں گے اس لیے حروف جر زائدہ فعل یا شبہ فعل کے معنی کو اپنے مدخول تک نہیں پہنچاتے جیسے"وَ مَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ"۔

سماعی زیادتی

فاعل میں جیسے"کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا" مفعول بہ میں جیسے"وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ"مبتدا میں جیسے" بِحَسْبِکَ دِرْھَمٌ" خبر میں "بِحَسْبِکَ اللّٰہُ"

فائدہ

حروف جارہ من عن با پر ما زائدہ داخل ہوتی ہے جو ان کو عمل کرنے سے نہیں روکتی جیسے
"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ"

ما استفہامیہ پر حرف جر داخل ہو جائے تو ما استفہامیہ کا الف لکھنے اور پڑھنے میں گر جاتا ہے جیسے"
عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ"

حروف جارہ میں سے جو ایک حرف پر مشتمل ہو تو اس کو معرف باللام سے تعبیر کرتے ہیں
جیسے "الباء جو دو یا زیادہ پر مشتمل ہوں ان کو الف لام کے بغیر تعبیر کرتے ہیں جیسے" رب حاشا "۔

☆ من کے زائد ہونے کے مقامات کہ من کا مابعد نکرہ ہو من کا مابعد فاعل یا مبتدا یا مفعول بہ
ہو جیسے "وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ" پہلا من زائدہ ہے اور ذکر یاتیھم کا فاعل ہے۔

واو کا استعمال اور واو جارہ کی پہچان

واو کے استعمال کی مختلف صورتیں ہیں۔ ١۔ واو جارہ جو اپنے مابعد اسم کو جر دیتی ہے۔ جیسے
"وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ" اس کو واو قسمیہ بھی کہتے ہیں ۲۔ واو عاطفہ۔ مفرد کے مفرد پر عطف اور جملہ
کے جملہ پر عطف کے لیے آتی ہے

۳۔ واو مستانفہ۔ جو نئے کلام کے شروع میں آئے جب ایک کلمہ کا دوسرے پر عطف نہ ہو سکے مثلا
ایک جملہ انشائیہ دوسرا خبریہ ہو تو عطف صحیح نہیں ہوتا درمیان میں آنے والی واو مستانفہ ہوگی۔

۴۔ واو اعتراضیہ۔ جو جملہ معترضہ کے شروع میں آئے۔

۵۔ واو حالیہ بمعنی رب۔ جو جملہ حال کے شروع میں آئے

۶۔ واو بمعنی رب جیسے و عالم یعمل بعلمہ

۷۔ واو بمعنی مع وہ مفعول معہ پر داخل ہوتی ہے

لام کی وضاحت

لام کی تین قسمیں ہیں۔

1۔عاملہ جر کے لیے 2۔عاملہ جزم کے لیے 3۔غیر عاملہ

1۔لام جارہ

وہ ہوتا ہے مکسورۃ اسم ظاہر کے ساتھ جیسے۔ لِزَیدٍ مستغاث کے ساتھ مفتوح ہوتا ہے اور ضمیر کے ساتھ بھی مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے لَکَ لَکُم مگر یا کے ساتھ مکسورۃ ہوتا ہے جیسے۔ لِیْ

لام جارہ کی اقسام

ا۔ اَللَّامُ الدَّاخِلَةُ عَلَى الْاِسْمِ ٢۔اَللَّامُ الدَّاخِلَةُ عَلَى الْفِعْلِ

اَللَّامُ الدَّاخِلَةُ عَلَى الْاِسْمِ ۔لام وہ جو اسم پر داخل ہوتا ہے۔اور اس کے کثیر معانی نحو کی کتب میں ذکر کیے گئے ہیں

لام کے مشہور معانی

1۔اختصاص ہے جیسے "اَلْجَنَّةُ لِلْمُؤْمِنِ" (جنت مومن کے لیے خاص ہے) اور

2۔استحقاق ہے جیسے اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ (عزت اللہ کا استحقاق ہے)

3۔ملک جیسے "لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ"

4۔تبلیغ جیسے "قُلْتُ لَهُ قُلْ لِعِبَادِیْ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ اسم کو جر دیتا ہے جو قول کو سننے والا ہے۔

5۔تعدیہ کے لئے جیسے "فَهَبْ لِیْ مِنْ لَدُنْکَ وَلِیًّا"

6۔بعدیت کے لئے جیسے "اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ" تو نماز قائم کر سورج جھکنے کے بعد حضور ﷺ کا فرمان ہے "صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ" تم روزہ رکھو چاند دیکھنے کے بعد

7۔استعلاء کے لئے 1استعلاء حقیقی جیسے "يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا اَیْ عَلَى الْاَذْقَانِ

استعلاء مجازی جیسے "وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا اَیْ عَلَيْهَا"

8۔ موافق فی جیسے "قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ اَیْ لَا یُجَلِّیْهَا فِیْ وَقْتِهَا اِلَّا هُوَ"

9۔ موافق من جیسے جریر کا قول ہے "لَنَا الْفَضْلُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْفُکَ رَاغِمٌ وَنَحْنُ لَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَفْضَلُ اَیْ نَحْنُ مِنْ کُمْ"

10 موافق عن جب قول کے ساتھ استعمال کیا جائے جیسے "وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا لَوْ کَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَا اِلَیْهِ" اس کے علاوہ، وہ کبھی قسم صیر ورۃ کا معنی بھی دیتا ہے اور وہ کبھی زائدہ بھی ہوتا ہے ۔جیسے "ضَرَبْتُ لِزَیْدٍ" ابن ہشام نے مغنی اللبیب میں لام جارہ کے بائیس معانی ذکر کیے ہیں۔

۲۔ اَللَّامُ الدَّاخِلَةُ عَلَی الْفِعْلِ

لام وہ جو فعل پر داخل ہوتا ہے۔ پس فعل اسکے بعد منصوب ہوگا ان مصدریہ مضمرہ (پوشیدہ) کی وجہ سے اور ان مصدریہ کی تاویل میں مجرور بالام ہوگا۔ اور لام یا تو تعلیل کے لیے آتا ہے جیسے جئتک لتعلمنی اور یا صیرورت کے لیے جیسے "فَالْتَقَطَهُ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَکُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا" اور یا نفی کی تاکید کے لیے اور اس سے پہلے کان منفی کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا نام لام جحود رکھا جاتا ہے جیسے "مَا کَانَ زَیْدٌ لِیَکْذِبَ"

2۔ اللام الجازمۃ

اور وہ لام امر ہے اور لام طلب بھی اس کا نام رکھا جاتا ہے۔ اور وہ مکسورہ ہوتا ہے۔" لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ" (وقد تفتح) فا اور واو کے بعد اکثر ساکن ہوتا ہے۔ ان کے متحرک ہونے کی وجہ سے جیسے "فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ" اور کبھی ثم کے بعد بھی ساکن ہوتا ہے جیسے "ثُمَّ لْیَقْضُوْا"

3۔ غیر العاملۃ

لام غیر عاملہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے ا۔ وہ لام ابتدا ہے جیسے "لَزَیْدٌ قَائِمٌ اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ" ب۔ لام جواب۔ وہ لو اور لولا اور قسم کے بعد ہوتا ہے جیسے "لَوْ جِئْتُمْ لَاَکْرَمْنَا لَوْلَا زَیْدٌ

لَهَلَكْنَا وَاللّٰهِ لَزَيْدٌ كَرِيْمٌ"

ج۔اللام الزائدہ۔جیسے" اِرَاكَ لَشَاتِمِيٌّ"

نوٹ:طلباء حروف جارہ کی بحث کوشرح مأۃ عامل سے پڑھ لیں۔

چند مختصر قواعد

1۔نت" قَــوْلٌ " یہ مادہ اور متعلقات سے مل کر قول بنتا ہے اور بعد والا جملہ مقولہ ہوتا ہے اور مقولہ مفعول بہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

2۔عرب کی ایک لغت میں نون اعرابی بغیر کسی عامل کے حذف ہو جاتا ہے جیسے "لَاتَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَاتُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُوْا "اس لیے لا نافیہ ہے اور لا نافیہ عمل نہیں کرتا یہ لا ناہیہ نہیں ہے۔

3۔شبہ جملہ اسم فاعل اسم تفضیل صفت مشبہ صیغہ مبالغہ اپنے فاعل سے مل کر یا اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر شبہ جملہ بنتا ہے اور مرکب مفید کی طرح ہمیشہ جملے کی جز بنتا ہے۔

4۔"سبحان" کا لفظ جس جگہ بھی استعمال ہوتا ہے مفعول مطلق بنتا ہے فعل محذوف "سَبَّحْتُ یا اُسَبِّحُ نُسَبِّحُ "کا۔

5۔اَیضا ہمیشہ مفعول مطلق ہوتا ہے فعل محذوف "اٰض " کا اور اض جملہ معترضہ ہوتا ہے۔

6۔ماضی کے مخاطب اور متکلم کے صیغوں کو بوقت ترکیب فعل با فاعل سے تعبیر کیا جائے گا جیسے "ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا "۔

7۔موصول صلہ مل کر جملہ کی جز بنتے ہیں جملہ نہیں بنتے۔

8۔"ھا" کی تین قسمیں ہیں

۱۔ضمیر مونث جیسے "فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا"۔

۲۔تنبیہ کے لیے جیسے "هَا اَنْتُمْ اُولَاءِ"۔

۳۔اسم فعل بمعنی خذ جیسے "هَا زَيْدًا"، کبھی ہا کیساتھ حرف خطاب بھی ملا دیا جاتا ہے جیسے "هَاكَ

ہَا ئُمَا ھَاکِ '' کبھی کاف کی جگہ ہمزہ لایا جاتا ہے اور آخر میں میم بڑھا دیا جاتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے ''ھَاءُ مُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَۃْ '' اسکے بھی چھ صیغے آتے ہیں جیسے ''ھَاءُ ھَاءِ 'ھَاءُ وا 'ھَائِی ھَئنَ'' اور کبھی ہمزہ کو تا سے بدل دیا جاتا ہے جیسے ''ھَاتِ 'ھَاتِیَا 'ھَاتُوْا 'ھَاتِی 'ھَاتِیَا 'ھَاتِیْنَ'' قرآن میں ہے ''قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ''۔

9۔فعل کے بعد جر پڑھنا حرام ہے ''رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ'' میں مسلمات پر جر نہیں تقدیرا نصب ہے

10۔واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب کے علاوہ کسی فعل کے بعد رفع پڑھنا جائز نہیں ہے۔

11۔اِمَّا اس کے بعد اَمَّا یا اَوْ ہو تو اِمَّا پڑھا جائے گا اگر اس کے بعد فا ہو تو اَمَّا پڑھا جائے گا۔

12۔لام کی اور لام امر میں فرق یہ ہے کہ دعوی کے بعد دلیل کے مقام میں لام کی ہوتا ہے۔

13۔نکرہ کے بعد جملہ خبریہ صفت اور معرفہ کے بعد حال واقع ہوتا ہے۔

14۔ایک اسم مبتدا ہو تو اس کے بعد دو جار مجرور آجائیں تو بعض مقامات پر پہلے جار مجرور کو حال اور دوسرے جار مجرور کو خبر بنائیں گے جیسے ''فَاللَّفْظَۃُ مِنْھَا عَلٰی ضَرْبَیْنِ''۔

15۔''افمن 'اومن '' جیسے الفاظ جہاں کہیں بھی قرآن مجید میں ہوں تو من موصول کر معطوف واؤ فا عاطفہ ہمزہ استفہام واؤ اور فا سے پہلے معطوف علیہ محذوف ہوگا۔

16۔واؤ صرف وہ واؤ ہے کہ جس کے مابعد کا عطف ماقبل پر کریں تو مقصود حاصل نہ ہو۔

17۔لفظ نحو اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر بنتا ہے مبتدا محذوف کی۔

تراکیب غریبیہ

1. اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ .

ان تصوموا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے جمع کے صیغہ کے بعد اسم مرفوع نہیں آسکتا خیر لکم کو منصوب پڑھنا چاہیے تھا ان مصدریہ کی وجہ سے ان تصوموا حکما اسم ہو کر مبتدا ہے خیر لکم خبر ہے اصل عبارت یوں ہوگی "صَوْمُکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ"۔

2۔"اَنَّ زَیْدٌ کَبِیْرٍ"۔

اَنَّ کا اسم مرفوع اور خبر مجرور ہے اور ابتدا کلام میں ان مفتوحہ واقع ہے یہ جملہ نحوی اعتبار سے غلط ہے لیکن یہاں پر اَنَّ حرف نہیں بلکہ فعل ماضی ہے اَنَّ یَئِنُّ از باب "ضرب" انینا سے ماخوذ ہے جسکا معنی ہے کراہنا رونا زید اَنَّ فعل ماضی کا فاعل ہے ک جارہ تشبیہ کے لیے بئر مجرور کنوئیں کو کہتے ہیں یعنی زید کنوئیں کی طرح رویا دوسری وجہ یہ ہے ان حرف مشبہ بالفعل ابتدائے کلام میں نہیں آتا۔

3۔"اَنَّ زَیْدٌ کَرِیْمٍ"

یہاں بھی ان حرف نہیں ہے بلکہ انینا سے مشتق ہے لفظ کریم مرکب ہے ک تشبیہ اور لفظ ریم سے بمعنی ہرن کا بچہ یعنی زید ہرن کے بچہ کی طرح رویا۔

4۔لَابُدَّ

اگر کہیں لابد کا لفظ آجائے تو اس میں لا نفی جنس ہوتا ہے بد مصدر مبنی بر فتح اسکا اسم ہوتا ہے عام طور پر اس کی خبر من کے بعد آتی ہے کبھی مذکور ہوتی ہے کبھی منہ یا موجود یا ثابت وغیرہ محذوف ہوتی ہے بد کا معنی چارہ کار بھاگنے کی جگہ لابد کا معنی ہوگا نہیں ہے کوئی چارہ کار اکثر لابد کے بعد لام جارہ آتا ہے او .یہ جار مجرور بد کی خبر نہیں ہوگی بلکہ بد مصدر کے متعلق ہوگا خبر وہ ہو بنے گی جو من کے بعد ہوگی جیسے لابد للقسم من الجواب۔

5۔ لَا بَاْسَ

لا نفی جنس اور باس اسم اور خبر اس کی اکثر محذوف ہوتی ہے۔

6۔ قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ

نسوة مونث ہے اور فعل مذکر حالانکہ قاعدہ ہے کہ فاعل مونث ظاہر بغیر فاصلہ کے ہو تو واجب ہے کہ فعل بھی مونث ہو جواب قاعدہ ہے کہ جمع مکسر کے لیے فعل مونث لاؤ خواہ مذکر لاؤ اور نسوة نساء کی جمع مکسر ہے۔

7۔ اِنْ عَمْرٌو مُنْطَلِقٌ

ان کا مخفف کبھی عمل کرتا ہے کبھی نہیں کرتا جیسا کہ کلام الٰہی میں ہے وَاِنْ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ۔

8. حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَکُمْ

نغفر مجزوم ہے حالانکہ یہاں جازم کوئی نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حطة اسم فعل ہے بمعنی حط عنا یا حتنا اور امر کے جواب میں مضارع مجزوم ہوتا ہے۔

9۔ "صِبْغَةَ اللّٰہِ"

"منصوب ہے فعل محذوف ہے اصل میں اِلْزَمُوْا صِبْغَةَ اللّٰہِ"۔

١٠. عَلَیْکُمُ السَّکِیْنَةَ

السکینة منصوب کیوں ہے حالانکہ علیکم خبر مقدم اور السکینة مبتدا موخر اور مبتدا کو مرفوع ہونا چاہیے تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ علیکم اسم فعل بمعنی الزموا ہے اور السکینہ اس کا مفعول ہے۔

11. جَمِیْعًا

یہ لفظ منصوب آجائے تو عموماً حال بنتا ہے جیسے" ھُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا "قُلْنَا اھْبِطُوْا مِنْھَا جَمِیْعًا "

12۔ اذ اگر جملہ معللہ کے شروع میں آجائے تو علت کا معنی دیتا ہے اور حرف برائے تعلیل ہوتا ہے۔

13۔تَارَۃً

تَارَۃً ماقبل کا مفعول فیہ بنتا ہے جیسے "اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَ کُمْ فِیْهِ تَارَۃً اُخْرٰی ۔

14۔مَعًا

ظروف میں سے ہے لازم النصب ہے ظرف زمان اور مکان دونوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے جِئْنَا مَعًا اَیْ فِیْ زَمَانٍ (یعنی ہم ایک ہی وقت میں آئے) کُنَّا مَعًا اَیْ فِیْ مَکَانٍ (یعنی ہم ایک ہی جگہ میں تھے) اس کا استعمال دو طرح ہوتا ہے ۔

ا۔تنوین کے ساتھ مَعًا۔

۲۔بغیر تنوین کے اضافت کے ساتھ جیسے معہ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ لفظ مع دو چیزوں کے درمیان آرہا ہے تو دوسرے کی طرف مضاف ہوگا جیسے" اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ' اس صورت میں یہ مفعول فیہ بنتا ہے اگر مع تنوین کے ساتھ ہو اور دو چیزوں کے بعد آرہا ہو تو اس صورت میں ترکیبی احتمال دو ہیں۔

ا۔مفعول فیہ۔

۲۔مجتمین کے معنی میں ہو کر ماقبل سے حال واقع ہو۔

15۔اَبَدًا

یہ لفظ بھی ظرف زمان مفعول فیہ بنتا ہے جیسے" لَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا"۔

16.سُبْحَانَ اللّٰهِ

اگر کہیں سبحان اللہ کا لفظ آجائے تو یہ مفعول مطلق بنتا ہے فعل محذوف سَبَّحْتُ یا اُسَبِّحُ کا یعنی سَبَّحْتُ سُبْحَاناً ،اُسَبِّحُ سُبْحَانًا پھر مصدر کو مضاف کردیا مفعول بہ کی طرف اور فعل کو حذف کردیا گیا۔

17۔مَثَلًا

مَثَلًا مفعول مطلق بنتا ہے فعل محذوف مَثَلْتُ کا۔

18۔ لُغَةً

لُغَةً کا لفظ اگر منصوب آجائے تو وہ عموماً تمیز واقع ہوتا ہے۔

19۔ "مُطْلَقًا"

لفظ مطلقاً کی دو ترکیبیں ہوتی ہیں۔

ا۔ عموماً حال بنتا ہے ماقبل فعل سے فعل محذوف اطلق سے مفعول مطلق بنتا ہے اس صورت میں مصدر میمی ہوگا۔

20۔ "مَرْحَبًا"

مَـرْحَبـا کا لفظ ظرف مکان ہو کر مفعول فیہ بنتا ہے فعل محذوف رَحُبَتْ کا معنی ہوگا کہ آپ کشادہ جگہ تشریف لائے ہیں۔

21۔ "بَيْنَ ودُوْنَ"

بین و دون اسمائے ظروف معرب میں سے ہیں اور لازم الاضافت ہیں جب یہ منصوب ہوں گے مفعول فیہ بنیں گے۔

22۔ "عُمُوْمًا 'خُصُوْصًا 'عَامَّةً 'خَاصَّةً 'حَقًّا 'قَطْعًا 'وَعْدًا"

یہ الفاظ اگر منصوب آجائیں تو مفعول مطلق بنتے ہیں فعل محذوف کا۔

23۔ اَصْلًا رَاْسًا

اصلا ظرف زمان کے معنی میں ہو کر مفعول فیہ بنتا ہے اگر ماضی منفی کے بعد ہو تو قط کے معنی میں آتا ہے اگر مضارع منفی کے بعد ہو تو ابدا کے معنی میں آتا ہے یہی ترکیب راسا کی ہے بعض کے نزدیک یہ ماقبل سے مفعول مطلق بنتا ہے۔

24۔ اَهْلًا وَّسَهْلًا

یہ دونوں کلمے خوش آمدید کہنے کے لیے بولے جاتے ہیں اور ترکیب میں مفعول بہ بنتے ہیں فعل محذوف کے اصل عبارت اس طرح ہوگی اهلا سے پہلے اتیت فعل ماضی ہے آپ اپنے ہی

گھر آئے اور سھلا سے پہلے وطیت فعل ہے یعنی آپ نے نرم زمین کو روندا آپ خوش خلق نرم مزاج اور سخی لوگوں کے پاس آئے ہیں۔

25۔"عَلٰی زَیْدٌ"

علی جارہ نہیں ہے بلکہ فعل ماضی ہے علو سے زید اس کا فاعل ہے۔

26۔"اِنَّ فِرْعَوْنَ وَمُوْسٰی فِی النَّارِ"

ترکیب تو آسان ہے صرف اشکال یہ ہے کہ فرعون پر موسیٰ کا عطف ہو تو کفر لازم آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دوزخ میں کیسے تو اس کی ترکیب اس طرح ہے کہ فرعون ان کا اسم ہے فی النار خبر ہے درمیان میں واؤ قسمیہ ہے واؤ جار موسیٰ مجرور مل کر اقسم فعل محذوف کا متعلق ہے۔

27۔"عَلٰی مُوْسٰی عَلٰی فِرْعَوْنَ"

پہلا علی فعل ماضی معلوم ہے اور دوسرا حرف جر معنی یہ ہوگا کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے ترکیب واضح ہے۔

28۔مَنْ قَالَ قَالَ اللّٰهُ فَقَدْ كَفَرَ

اس میں دوسرا قال مصدر قیلولۃ از باب ضرب سے ہے جس کا معنی ہے دوپہر کو سونا اب مطلب یہ ہوگا جس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ قیلولہ کرتا ہے وہ یقیناً کافر ہے۔

29۔"مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ فَاقْتُلُوْهُ"

(جو نبی علیہ السلام کو بددعا کرے اس کو قتل کردو) صلوۃ کا معنی دعا ہے اسم میں صلی کا صلہ علی کے ساتھ آیا ہے جس کا معنی بددعا ہے اب مطلب بالکل واضح ہو گیا ہے۔

30۔"لَاتُصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ"

جس طرح النبی سے مراد پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس طرح اس کا معنی واضح راستہ بھی ہے جس کا مطلب ہے کہ راستہ پر نماز نہ پڑھو کیونکہ اس سے گزرنے والوں کو دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔

31۔"قَالَ زَیْدٌ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَنَقَضَ وُضُوءُہٗ"

ترکیب تو مشکل نہیں لیکن اس کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ زید نے درخت کے نیچے کلام کیا اس کا وضو ٹوٹ گیا تو کیا قول سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ قال قیلولۃ سے ہے یعنی زید نے درخت کے نیچے قیلولہ کیا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا۔

32.اِنَّ ھٰذَانِ لَسَاحِرَانِ

اِنَّ نے ھٰذَانِ کو ھٰذَیْنِ کیوں نہیں کیا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کا اسم ضمیر شان محذوف ہے اور ھٰذَانِ لَسَاحِرَانِ جملہ خبریہ ہے چنانچہ نحویوں کا قاعدہ ہے کہ وہ مبتدا جو لازم الصدارت ہو اس پر ان اگر داخل ہو جائے تو ان کا اسم ضمیر شان محذوف ہوتی ہے بعض کے نزدیک ان حرف ایجابیہ ہے مشبہ بالفعل نہیں اور ہذان لساحران جملہ اسمیہ خبریہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہذان بنو حارثہ کی لغت کے مطابق ہے کہ ان کے نزدیک تثنیہ اسم اشارہ تین حالتوں میں الف کے ساتھ ہوتا ہے وہ تثنیہ اسم اشارہ کو متغیر نہیں کرتے ھٰذَانِ اِسْمٌ لَسَاحِرَانِ خبر۔

33۔طَافَ عَبْدَاللّٰہِ بِالْبَیْتِ سَبْعَۃً

عبداللہ منصوب کیوں ہے حالانکہ فاعل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ تثنیہ کا صیغہ ہے اس کا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا ہے۔

34۔دَائِمًا دَوَامًا

ان کی تین ترکیبیں ہیں یہ صفت بنتے ہیں موصوف محذوف زمانا یا وقتا کی موصوف صفت مل کر مفعول فیہ اصل عبارت اس طرح ہوگی زمانا دَائِمًا یا وقت دَائِمًا یہ صفت بنتے ہیں مصدر محذوف کی پھر موصوف صفت ملکر مفعول مطلق جیسے "وَالْفَاعِلُ فِیْھَا" ضمیر مستتر دائما اس پہلے استتارا محذوف اصل استتارا دائما ہے۔

35۔ كَانَ زَيْدٌ قَائِمٌ

کان کا اسم ضمیر شان ہے زید قائم مبتدا خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر کان کی خبر ہے۔

36۔ "رَأَيْتُ جَعْفَرًا فِي جَعْفَرٍ عَلٰى جَعْفَرٍ يَأْكُلُ جَعْفَرًا"

ترکیب مشکل نہیں ہے بلکہ لفظ جعفر کی وجہ سے اشکال ہے لفظ جعفر کے چار معانی ہیں "مرد، نہر، حمار، خربوزہ" اب معنی یہ ہوا کہ میں نے جعفر کو نہر میں گدھے پر دیکھا کہ وہ خربوزہ کھا رہا تھا۔

37۔ "يَا رَسُولَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا"

یا حرف ندا قائم مقام ادعوا فعل انا ضمیر محلا مرفوع فاعل رسول لفظا منصوب مضاف اللہ اسم جلالت مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر منادی قائم مقام مفعول بہ یا حرف ندا قائم مقام ادعوا فعل اپنے فاعل اور منادی قائم مقام مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر ندا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر جواب ندا مقصود بالندا ندا جواب ندا سے مل کر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔

صلی اللہ تعالی علی حبیبہ محمد و علی الہ و اصحابہ اجمعین

نحو کے اجراء کا انداز

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے طالب علموں کو نحو میر زبانی یاد کرائیں اور ہر ایک سے بار بار سنیں۔ نحو میر کو زبانی یاد کروانے کے بعد اجراء کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کے سامنے عربی کا کوئی بھی کلمہ آ جائے تو پھر سوال کریں کہ کلمہ کی تین قسموں میں سے "اسم" ہے یا "فعل یا حرف" اگر کلمہ اسم ہے تو پھر سوال کریں کہ اسم کی علامت میں سے کون سی علامت اس میں پائی جا رہی ہے۔ اگر فعل ہے تو فعل کی علامات میں سے کونسی علامت پائی جا رہی ہے۔ اگر اسم اور فعل میں سے کسی کی بھی علامت نہیں تو پھر حرف ہوگا۔ وہ کلمہ اسم ہے تو پھر سوال کریں کہ "معرب" ہے یا "مبنی" اگر کلمہ مبنی ہے تو سوال کریں وہ مبنی الاصل ہے یا مشابہ الاصل، اگر مبنی الاصل ہے تو کون سی قسم ہے اگر مشابہ مبنی الاصل ہے تو ا

س کی کون سی قسم ہے اگر معرب ہے تو پھر سوال کریں کہ معرفہ ہے یا نکرہ اگر معرفہ ہے تو اس کی اقسام میں سے کون سی قسم ہے۔ پھر سوال کریں کہ "مذکر" ہے یا مونث" اگر مذکر ہے تو کیوں اگر مونث ہے تو ا س میں کونسی علامت تانیث ہے اس کے بعد پھر سوال کریں کہ "واحد" ہے یا "تثنیہ یا جمع" ہے اگر وا حد تثنیہ ہے تو کیوں اگر جمع ہے۔ تو پھر سوال کریں کہ جمع کی کونسی قسم ہے جمع سالم ہے یا مکسر جمع قلت ہے یا کثرت پھر "عامل اور معمول" کے بارے سوال کریں کہ عامل لفظی ہے یا معنوی اگر عامل لفظی ہے تو وہ اسم فعل ہے یا حرف عامل سماعی ہے یا قیاسی اور عامل کے بارے میں سوال کریں کہ وہ کیا عمل کرتا ہے۔ اگر عامل معنوی ہے تو کون سا اور کیا عمل کرتا ہے۔ اگر معمول ہے تو پھر سوال کریں کہ معمول متبوع ہے یا تابع اگر متبوع (اصلی) ہے اس کی حالت کونسی ہے۔ یعنی رفعی نصبی یا جری اگر معمول تابع ہے تو کون سی قسم ہے اس کی تعریف کیا ہے پھر سوال کریں کہ اسم متمکن ہے یا غیر متمکن اگر غیر متمکن میں سے ہے تو اس کی آٹھ قسموں میں سے کونسی قسم ہے، اگر غیر متمکن میں سے ضمیر ہے تو کونسی قسم ہے۔ مرفوع منصوب مجرور پھر متصل یا منفصل۔ اگر متمکن ہے تو اس کی سولہ اقسام میں سے کونسی قسم ہے۔ "ا عراب بالحرف" ہے یا "اعراب بالحرکت" جو بھی ہوگی اس کے مطابق اعراب پڑھیں گے۔ پھر سوال کریں کہ منصرف ہے یا غیر منصرف۔ اگر غیر منصرف ہے تو وہ کون سے دو سبب ہیں جنکی وجہ سے کلمہ غیر منصرف ہے یہ سوالات اسم کے متعلق تھے۔ اگر کلمہ فعل ہے تو پھر طالب علم سے سوال کریں کہ فعل معلو م ہے یا مجہول لازم ہے یا متعدی اگر متعدی ہے تو پھر سوال کریں کہ متعدی بیک مفعول ہے یا بدو مفعو ل یا سہ مفعول جو بھی فعل ہوگا اسکے قواعد جاری کریں گے۔ پھر یہ سوال ہوگا کہ معرب ہے یا مبنی اگر معرب ہے تو مضارع کی چار قسموں میں سے کون سی قسم ہے، اگر مبنی ہے تو ماضی ہے یا امر حاضر معرو ف یہ فعل تام کے متعلق سوال تھے اگر وہ فعل ناقص ہو تو اس پر افعال ناقصہ کے قواعد جاری ہوں گے۔ فعل تام اور ناقص افعال متصرف ہیں اگر وہ افعال غیر متصرف میں سے ہوں یعنی افعال مقاربہ افعال مدح و ذم افعال تعجب تو ان کے قواعد جاری ہوں گے۔ یہ سوالات اسم اور فعل کے متعلق تھے اگر وہ حر ف ہے تو پھر سوال کریں کہ حروف عامل میں سے ہے یا غیر عامل میں سے ہے اگر وہ حروف عاملہ

میں سے ہے تو کونسی قسم غیر عاملہ میں سے ہے تو کونسی قسم ۔ یہ سوالات اس وقت ہیں جب کلمہ مفرد ہو۔ا گر کلمہ مرکب ہے تو پھر سوال کریں کہ مرکب مفید ہے یا غیر مفید اگر مرکب مفید ہے تو کونسی قسم جملہ خبر یہ ہے یا انشائیہ اگر خبریہ ہے تو کونسی قسم اگر انشائیہ تو اس کی کونسی قسم ہے۔ اگر مرکب غیر مفید ہے تو سوال کریں کہ مرکب توصیفی ہے یا اضافی یعنی مرکب کی اقسام میں سے کونسی قسم ہے۔

نحو کی کتب مشہورہ

نام کتب	مصنفین
نحو میر	سید شریف جرجانی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء
مائۃ عامل	عبد القاہر جرجانی ۴۷۱ء/۱۰۷۸ء
شرح مائۃ عامل	عبد الرحمٰن جامی بعض کا قول ہے
ہدایۃ النحو	ابو حیان اندلسی ۷۴۵ھ/۱۳۴۴ء
کافیہ	ابن حاجب عثمان بن عمر ۶۴۶ھ/۱۲۴۹ء
مفصل	علامہ جار اللہ زمخشری ۵۲۸ھ
شرح جامی	علامہ عبد الرحمٰن جامی ۸۹۸ھ/۱۴۹۶ء
تسہیل الکافیہ	عبد الحق خیر آبادی ۱۳۱۶ھ/۱۹۰۰ء
حاشیہ شرح جامی	(عبد الغفور علی الجامی) مولانا عبد الغفور ۹۱۲ھ/۱۵۰۶ء
متن متین	مولانا عبد الرسول

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین